۷۸۶
۹۲

الحمدللہ کہ رسالہ مجموعہ حوالہ جات مذہب شیعہ و رافضی

الموسوم بہ

چشمۂ نور افزا

شرح

آئینہ شیعہ نما

ہر دو تصنیف

شیخ التفسیر والحدیث حضرت علامہ

ابو الصالح محمد فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ

نام کتاب —— چشمۂ نور افزا، شرح آئینۂ شیعہ نما

نام مصنف —— شیخ الحدیث حضرت علامہ اویسی صاحب

موضوع —— ردّ شیعہ

سال طباعت —— سنہ ۱۳۹۸ھ
۱۹۷۸ء

مطبوعہ —— التجدہ پرنٹرز اردو بازار لاہور

طابع —— مکتبہ اویسیہ رضویہ

کتابت —— ۲ فسٹ

قیمت —— Rs 13.50

فہرست شرح آئینہ نما

مضمون	صفحہ
وجہ تالیف	۹
تعارف علامہ اویسی صاحب یعنی مختصر سوانح عمری	۱۰
سندھ سے وابستگی	۱۵
روئیداد مناظرہ سندھ	۱۸
گلزارِ خلیل کا تعارف	۲۳
مناظرے یا مجادلے	۲۵
ایک ضروری وضاحت	۲۷
علامہ اویسی کے شب و روز	۲۸
کتبِ شیعہ کا ذخیرہ اور اس کے حوالہ جات	۳۰
حوالہ جات تذکرۃ الائمہ	۳۰
اہلبیت اور امام اعظم ابوحنیفہ	۳۱
ائمہ معصومین کے شیعہ بے ایمان مرتد ہو گئے۔	۳۳
شیعوں نے امام حسین و دیگر اہلبیت کے افراد کو مرتد و بے دین کہا	۳۵
شیعوں کو اپنے ائمہ معصومین پر اعتماد نہ تھا۔	۳۶
کپڑا لپیٹ کر ماں، بہن وغیرہ سے جماع جائز	۳۶
اصول کافی کتاب کا تعارف	۳۷
امام جعفر کی دوغلہ پالیسی (معاذ اللہ)	۳۸
تقیہ کا ثواب اور اسکے فضائل	۳۹
انبیاء کی وراثت علمی و باغ فدک کا جواب	۴۰
اصحاب ثلثہ پر ایک اعتراض کا جواب۔	۴۲
آدم علیہ السلام میں کفر پایا گیا (معاذ اللہ)	۴۴

نسخ کا ثبوت	۴۵
شیعوں کا قرآن کہاں	۴۶
شیعوں کا قرآن ستر گز	۴۷
شیعوں پر خدا تعالیٰ کا غضب	۴۸
چہار بنات کا ثبوت	۴۹
صحابہ کرام اور حضور علیہ السلام کا جنازہ	۵۰
بحث تقیہ اور اس کے فضائل	۵۱
تقیہ کی مثالیں	۵۵
شیعہ کو سنی سے دشمنی	۵۶
حضرت علی کی بعض اولاد کا نام ابوبکر و عمر	۵۷
صحابہ مرتد ہو گئے	۵۹
حضرت علی کو گالی دینا	۵۹
تارک نماز کافر ہے شیعہ کہتے ہیں	۶۰
ترجمہ قرآن مقبول کا تعارف	۶۱
قرآن کی تحریف۔ شیعہ مذہب	۶۲
چند حوالے از کتب شیعہ کہ قرآن مجید ناقص ہے	۶۶
اسلام و قرآن و شیعہ	۶۷
شیعہ مذہب میں باقی متعہ بقیہ اور بھنگ رگڑا ہے۔	۶۸
ترجمہ مقبول کے بقایا حوالے	۶۹
اہلسنت، اہلبیت کسے کہتے ہیں	۶۲
حضرت حسین نے بی بی فاطمہ کا دودھ نہ پیا	۷۱
دودھ نہ پینے کی وجہ اور تبصرہ	۷۳
جہاں کا خمیر وہیں دفن	۷۷
مسئلہ رجعت	۷۸
اہلِ فہم شیعہ کو دعوت	۷۹
شیعہ خدا تعالیٰ کے لئے جہالت ثابت کرتے ہیں	۸۰
شیعہ اہلسنت کو حرامزادے کہتے ہیں۔	۸۱
غیر معروف ہونا نہ ہونے کی دلیل نہیں۔	۸۲
انت بمنزلہ ہارون کے جوابات	۸۳
مولا کے معنے اور اسکی مختصر تشریح	۸۴
تبرا کی تحقیق	۸۵

جلاء العیون کا تعارف اور اس کے حوالے ۔	۸۶
شیعہ کے ماتم کی تشریح	۸۸
ماتمی یزیدی ہے	۹۱
حضرت علی نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی	۹۲
شیعوں کا من گھڑت کلمہ اور اس کا رد	۹۳
امیر معاویہ کے فضائل اور کتب شیعہ	۹۷
ائمہ کی بعض اولاد کے اسماء ابوبکر و عمر و عثمان	۹۸
صحابہ کرام و اہلبیت عظام آپس میں شیر و شکر تھے	۱۰۰
حضور علیہ السلام کے داماد حضرت عثمان	۱۰۱
شیعہ کے سوال کا رد	۱۰۳
حضور علیہ السلام کی صاحبزادیوں کے نکاح کن لوگوں سے ہوئے ۔	۱۰۴
امتی کیساتھ نکاح کے سوال کا جواب	۱۰۶
حضرت عثمان کے نسب کا نقشہ	۱۰۷
سیدزادی کا نکاح غیر سید سے	۱۰۸
شیعوں کے سینزن کا مہینہ محرم	۱۰۹
ماتم کا قرآن و حدیث سے رد	۱۱۰
عاشورہ کے دن شیعوں کی شادی کا دن ہے	۱۱۸
ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے	۱۲۱
اس پر شیعہ کے اعتراضات و جوابات	۱۲۴
حضور کا روضہ بہشت کی کیاری	۱۲۷
قاتلانِ حسین بھی شیعہ تھے ۔	۱۲۹
اہلبیت کو شیعوں نے کافر کہا ۔	۱۳۳
حضرت علی و فاطمہ کی توہین	۱۳۵
امام باقر جعفر کی توہین	۱۴۱
فروع کافی کا تعارف اور حوالے	۱۴۴
بلا وضو نماز جائز	۱۴۷
تھوک سے ذکر کا دھونا	۱۴۸
ریح خفیف یعنی پھُوسی سے وضو نہیں ٹوٹتا	
خنزیر کے بالوں کی رسی اور دیگر عجیب مسائل	۱۴۸
سنی کتے سے بد	۱۵۰

تمام محرمات کا حال	۱۵۳
لمبی مونچھوں کی مذمت	۱۵۵
مذی و ودی کی شان	۱۵۹
وطی اور مشت زنی جائز	۱۶۰
ائمہ خود نہیں کرتے لیکن دوسروں کے لئے جائز	۱۶۲
عورت کی شرمگاہ کو بوسہ دینا	۱۶۳
سستا سودا یعنی پانی کے گلاس کے بدلے زنا جائز	۱۶۴
عورتوں کا ختنہ اور زنا سے پیار	۱۶۶
شیعہ کی دستی مشین یعنی مشت زنی	۱۶۷
متعہ شریف کا ثواب	۱۶۸
کنوئیں کے متعلق عجیب غریب مسائل	۱۷۰
کتا اور چوہا کنوئیں میں چوہا دیگ میں	۱۷۱
پیشاب کا پرنالہ	۱۷۲
بندہ نماز میں ذکر ہاتھ میں	۱۷۳
بلا غسل جنبی کھائے پیئے مزے کرے	-
قرآن مجید کی توہین	۱۷۴
مجالس المومنین کے حوالے صدیق اکبر کی فضیلت (یار غار)	۱۷۵
حملہ حیدری کی منظوم عبارت	۱۸۰
یار غار اور تفسیر قمی	۱۸۵
حوالہ جات من لایحضرہ الفقیہ اور اس کا تعارف	۱۸۷
پاخانہ کی روٹی سے بہشت کا ٹکٹ	۱۸۹
اذان میں "علی ولی اللہ" کا اضافہ بدعت ہے	۱۹۲
مرتے وقت شیعہ کے منہ میں منی	۱۹۳
شیعوں کے نزدیک سنی کی قدر وقیمت	۱۹۴
امام حسین تقیہ باز	۱۹۵
سنیوں کو پاخانہ کھلاؤ	۱۹۶
سنی کتے سے بھی بدتر اور ولد الزنا	
حوالہ جات الاستبصار	۱۹۷
فرج بھی عاریتہ دینا جائز	۱۹۹
حوالہ جات حلیۃ المتقین	۲۰۰
عورت کی فرج کو چومنا	۲۰۱
جو تنہا سفر کرے لعنتی ہے	۲۰۲
شیعوں کے امام مہدی کا تعارف	۲۰۳
امام مہدی کے کارنامے کعبہ ڈھانا بزرگوں کے کفن اتارنا	۲۰۶

حوالہ جات احتجاج طبرسی	۲۰۷
فضائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۲۱۰
حضرت عمر کے اسلام کی کیفیت	۲۱۱
حضرت عمر کے فضائل حضرت علی کی زبان سے	۲۲۰
شہر بانو بی بی کو حضرت عمر کا عطیہ	۲۲۶
منظوم فضیلت	۲۳۰
حضرت عمر کے مقبوضہ ممالک کی فہرست	۲۳۲
حضرت عمر حضور علیہ السلام کے خسر	۲۳۵
حضرت عمر حضرت علی کے داماد	۲۳۷
حضرت ابوبکر کی فضیلت	۲۳۸
امام باقر اور حضرت علی کا فیصلہ	۲۳۹
حضرت ابوبکر و حضرت علی کی محبت	۲۴۱
بی بی فاطمہ کا جہیز حضرت ابوبکر نے خریدا	۲۴۳
فضیلت صدیق حضرت علی کی زبانی	۲۴۴
صدیق اور اہلبیت کا تعلق محبت	۲۴۵
صدیق اور ائمہ معصومین و دیگر فضائل	۲۴۶
صدیق اکبر نے نبوت کا بار اٹھایا	۲۴۹
بعض شیعہ کتوں کے نام ابوبکر و عمر رکھتے ہیں	۲۵۲
فضائل صحابہ عقلی دلائل	
اصلی اور نقلی شیعہ	۲۵۴
صدیق اکبر اور صحابہ کو لعنتی کہنا	۲۵۶
شیعہ کی گن مشین اور صحابہ	۲۵۷
تمام صحابہ مرید بے دین و گمراہ	۲۵۸
محبوب سبحانی و دیگر اولیاء پر حملے	
صدیق اکبر کے فضائل	۲۶۰
کتاب الروضہ للکلینی کے حوالے	۲۶۱
حضرت عثمان کے فضائل	۲۶۲
رافضی کا معنی	۲۶۵
رافضی اہلبیت کی نظروں میں	۲۶۷
حوالہ جات آثار حیدری	۲۶۸
حضرت آدم کی توبہ پنج تن کے صدقے معاف	۲۶۹
حوالہ جات خلاصۃ المنہج	۲۷۱
حضور نے منافقین کو نکلوا دیا	۲۷۲
ثعلبہ کا تفصیلی واقعہ	۲۷۵

کشف الغمہ کے حوالہ جات	۲۷۶
ابوبکر امام جعفر کے نانا ودیگر فضائل صدیق	۲۷۷
حضرت علی نظروں میں صدیق اکبر	۲۷۹
ائمہ کی بعض اولاد کے اسماء	۲۸۳
ابوبکر وعثمان	
حوالہ جات ذخیرہ المعاد	۲۸۵
مختلف کتب کے حوالہ جات	۲۸۷
شیعہ کی نشانی داڑھی چٹ	۳۰۱
مونچھیں لمبی بھنگ کا رگڑا	۳۰۲
لمبی مونچھیں شیطان کا گھر	۳۰۲
ائمہ کا حکم کہ مونچھیں کٹواؤ	۳۰۳
شیعوں کی بھنگ کا قصہ	۳۰۴
بھنگ وشراب کی مذمت	۳۰۵
سیاہ لباس اور ننگے سر کی	۳۰۶
مذمت از کتب شیعہ	۳۰۷
لباس سفید کی فضیلت	۳۱۴
علی کے دشمنوں کا سیاہ لباس	۳۱۷
سیاہ لباس فرعون کا ہے	۳۱۹
سیاہ لباس جہنمیوں کا ہے۔	۳۲۰
سیاہ جھنڈے والے جہنمی	۳۲۲
عباسیوں سے سیاہ لباس کی حکومت سے خلافت جاتی رہی	۳۲۴
ازواج مطہرات اہل بیت ہیں	۳۲۵
کالی کملی کی تحقیق	
فضائل عائشہ اور نکاح بہ مصطفیٰؐ	۳۳۴
عائشہ عالم النساء	۳۳۸
فضائل عائشہ رضی اللہ عنہا	۳۳۹
عائشہ رضی اللہ عنہا صائمۃ الدہر	۳۴۱
اور ان کی سخاوت	
جنگ جمل	۳۴۲
عائشہ رضی اللہ عنہا کا یوم وصال اور نماز جنازہ	۳۴۵
اہلبیت کی تفسیر از کتب شیعہ	۳۴۶
اہل اور آل کی تحقیق	۳۴۹
اہلبیت احادیث شیعہ سے	۳۵۱
تحقیق آل شیعہ حدیث	۳۵۲
تحقیق اہل بیت ترجمہ شیعہ	۳۵۳
تاریخ اختتام کتاب ہذا	۳۵۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہ تالیف

الحمد للہ علی نوالہ والسلام علی امام خواص رجالہ وعلی آلہ واصحابہ الذین ہم مصادر افعالہ واقوالہ واولیاء امتہ الذین ہم مفاتیح افعالہ وعلماء ملتہ الذین ہم اعلیٰ امثالہ۔

اما بعد! فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ کی ایک تقریر کو کتابی صورت میں "آئینہ شیعہ نما" کے نام سے شائع کیا گیا۔ جس سے اہلِ اسلام کو بہت فائدہ پہنچا۔ بہت سے اہلِ علم احباب نے فقیر سے فرمائش کی کہ اس کی مزید توضیح ہو جائے۔ تو اہل سُنّت کا بہترین سرمایہ علمی متصور ہوگا۔ فقیر عدیم الفرصتی کے باوجود "آئینہ شیعہ نما" کی ضروری توضیح کر کے "چشمہ نور افزا" اس کا نام رکھا۔ مولیٰ عزّوجل سے استدعا ہے کہ اسے بطفیل حبیب کریم رؤفٍ رحیم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرما کر میرے لئے آخرت کا توشہ اور احباب اہلِ سنت کے لئے مشعلِ راہ بنائے۔ اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔

(آمین)

فقیر اویسی رضوی غفرلہ

۲۷ ربیع الاوّل شریف۔ بروز منگل

حال وارد ریلوے جامع مسجد دادو (سندھ)

پاکستان استاذ المحدثین حضرت علامہ الحاج ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ کے مبارک ہاتھوں سے رسم دستار بندی اور سند فراغ پائی۔

۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء کے اواخر میں یعنی شوال کے مہینہ میں اپنے گاؤں حامد آباد میں عربی درسگاہ کی بنیاد ڈالی۔ جس کا نام منبع الفیوض رکھا گیا۔ جس میں حفظ قرآن اور خالص عربی کی تعلیم دی جاتی۔ ۱۳۸۰ھ تک اپنے گاؤں میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ جس میں سینکڑوں حفاظ القرآن اور علمائے دین پیدا ہوئے۔ چند ایک مشاہیر کے اسماء درج ہیں۔

مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحب ٹھٹھہ سندھ

مولانا حافظ عبد المجید صاحب اویسی صدر مدرس مدرسہ سراج العلوم خان پور

مولانا عزیز اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ نعیمیہ لاڑکانہ سندھ

مولانا غلام فرید صاحب اویسی مہتمم مدرسہ نزہتہ المدارس ضلع رحیم یار خاں

مولانا غلام محمد صاحب مہتمم انوار باہو۔ کوئٹہ

مولانا مختار احمد صاحب صدر مدرس و شیخ القرآن مدرسہ سراج العلوم خانپور کٹورہ

مولانا محمد شفیع صاحب پر اراں شریف ضلع رحیم یار خاں۔

مولانا حافظ عبد الستار صاحب مہتمم مدرسہ گھوٹکی سندھ

مولانا گل محمد صاحب اویسی مہتمم مدرسہ قادریہ انصاریہ ضلع رحیم یار خاں

حافظ عبد الرحمٰن صاحب و حافظ محمد عظیم صاحب (تفصیلی فہرست رجسٹروں میں ہے)

اسی اثناء میں خان پور کٹورہ مدرسہ سراج العلوم میں دورہ ۱۹۶۱ء قرآن کا اجراء کیا گیا۔ ایک سال یعنی ۱۹۶۳ء میں خانیوال ضلع ملتان بھی دورہ قرآن ڈیڑھ

ماہ کا درس دیا۔ دورہ قرآن کے فضلاء کا احصار مشکل ہے۔ مشرقی و مغربی پاکستان کے علاوہ غیر ممالک میں فقیر کے تلامذہ موجود ہیں۔ چونکہ حامد آباد ایک معمولی گاؤں ہے اور ویران علاقہ کے علاوہ تعلیمی، معاشی سہولتوں سے کوسوں دور ہے جس کی وجہ سے مسافرین طلباء اور تعلیمی ضروریات کے لئے بہت بڑی تکالیف وصعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بمجبوری سکونت ترک کر کے ۱۳۸۶ھ میں بہاولپور اقامت اختیار کی۔ اور یہیں پر تیس ہزار روپے کا ٹکڑا زمین کا خرید کر کے مسجد سیرانی اور مدرسہ جامعہ اویسیہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔ جس میں دورۂ حدیث شریف اور درس نظامی کی بالائی کتب اور ماہ شعبان، رمضان میں دورہ تفسیر القرآن خود پڑھاتا ہے۔ بہاولپور کی تین سالہ زندگی میں سینکڑوں فضلاء و علماء و حفاظ پیدا کئے۔ اور مرکزی مدارس اہلسنت میں تدریسی و تعلیمی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اور مختلف مساجد میں خطابت کے خدمات اور تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ (و بہ التوفیق و منہ المنۃ)

اثنائے تعلیم میں بسلسلہ سلوک روحانی قادریہ اویسیہ سلسلہ کے سرچشمہ حضرت خواجہ محکم الدین صاحب سیرانی رحمۃ اللہ علیہ سمہ سٹہ دجن کا دوسرا مزار دھوراجی ضلع کاٹھیاواڑ ہند میں ہے کے سجادہ نشین حضرت الحاج خواجہ محمد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی ۱۳۸۱ھ میں ان کے وصال کے بعد بوساطت مولانا حسن علی صاحب میلسی مفتی اعظم الحاج مولانا مفتی مصطفٰے رضا خاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ زیب مصلےٰ اعلحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ امام شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ بریلی۔ (ہند)

سے ۱۳۵۸ھ بیعت سلوک کی درخواست کی جو منظور ہوئی۔ اور آپ نے اپنے فیض و کرم سے سلسلہ قادریہ میں بیعت لینے کی نہ صرف اجازت بخشی بلکہ اپنی قلمی سند تحریر فرما کر بذریعہ رجسٹری روانہ فرمائی (فللہ الحمد) اجراء درسگاہ منبع الفیوض حامد آباد کے شروع میں فن طب کے حصول کا ارادہ ہوا تو اپنے استاذی مرحوم مولانا اللہ بخش صاحب جن سے فارسی کتب پڑھیں، کو عرض کیا گیا۔ چونکہ اُن کا دولتکدہ حامد آباد کے قریب تھا۔ بنا بریں خود تشریف لا کر فقیر کو طب کی تعلیم سے نوازا۔ جس کا مکمل کورس از میزان طب تا قانونچہ و رسالہ قبریہ و طب اکبر وغیرہ ایک سال میں حاصل کیا۔ ۱۳۷۱ھ میں تعلیمی زندگی انتہا کو پہنچی۔ اور اپنے گاؤں میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری کیا، تو دوسرے سال ۱۳۷۲ھ میں اپنے رشتہ داروں میں جام احمد لاڑ مرحوم کی لڑکی سے نکاح ہوا جس سے ذیل اولاد ہوئی:-

۱۔ محمد جمیل۔ ڈیڑھ ماہ کے بعد فوت ہوا۔

۲۔ حافظ محمد صالح طول عمرہ۔ قرآن پاک کا حافظ ہے اور عربی تعلیم کا قریب التکمیل ہے۔ اپنے مدرسہ میں مدرس بھی ہے۔

۳۔ حافظ محمد عطاء الرسول طول عمرہ حفظ القرآن سے فراغت پاکر عربی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

۴۔ محمد اسلم چھ ماہ کا ہو کر فوت ہوا۔

۵۔ محمد فیاض طول عمرہ حفظ القرآن میں حفظ کر رہا ہے۔

۶۔ محمد ریاض الحسن اول ایک سال کے بعد فوت ہوا

۷۔ محمد ریاض الحسن ثانی، قرآن حفظ کر رہا ہے۔

۸۔ کنیز خدیجہ۔ ایک ماہ کے بعد فوت ہوئی۔

۹۔ کنیز فاطمہ، قرآن مجید پڑھ کر تعلیم دینی میں مشغول ہے۔

سلسلۂ تصانیف

دوران تعلیم ہی میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس وقت بفضلہ تعالیٰ سات سو (۷۰۰) سے زائد تصانیف کتب و رسائل موجود ہیں جن میں صد اسٹے لوی شرح مثنوی اور شرح مطول عربی۔ شرح لوائح جامی رحمۃ اللہ علیہ "تذکرہ علمار اہل سنت۔ تفسیر عربی و دیگر ضخیم کتب شامل ہیں چند ایک کتب مطبوعہ ہیں۔ جن کی تفصیل یوں ہے۔

نوٹ:۔ تفصیل فہرست کتب مطبوعہ ۱۳۹۶ھ / ۱۹۷۶ء سے لی جائے۔

سندھ سے وابستگی

بقول حضرت علامہ اویسی صاحب، یہ خاندان سندھ سے وارد پنجاب ہوا اور بہاولپور ریاست کے مشہور ضلع رحیم یار خاں میں مقیم ہو گئے۔ پھر تاریخ خاموش ہے۔ جبکہ خاندانی ماحول کا حال اوپر مذکور ہوا۔ تقریباً علامہ اویسی صاحب بچپن میں صرف سندھ کے نام سے ہی متعارف ہوں گے۔ چنانچہ راقم کے عرض کرنے سے فرمایا کہ اتنا یاد ہے کہ والدین اور دوسرے خاندان کے افراد اپنے آپ کو سندھ سے منسلک کرتے ہیں۔ اور پھر سندھی بھائیوں کو اس وقت دیکھنے کا موقع میسر ہوا۔ جبکہ وہ اپنے مختلف علاقوں سے پیدل چل کر حضرت غوث

بہاول حق محمد زکریا ملتانی قدس سرہ کی مزار شریف کی زیارت کے لئے جاتے تو
تو اُن کا گذر ہمارے دیہاتوں سے ہوتا۔
حصول تعلیم کے دوران چند احباب سے مزید تعارف حاصل ہوا۔ اور ۱۹۵۲ء
میں حامد آباد ضلع رحیم یار خاں میں مدرسہ کا آغاز کیا تو ایک دو سندھی طلبہ تعلیم حاصل
کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ پھر ۱۹۶۰ء میں خان پور ضلع رحیم یار خاں میں دورہ
تفسیر کا افتتاح کیا تو مزید سندھی طلبہ کی آمد و رفت ہوئی۔ ۱۹۶۳ء میں بہاولپور
دار العلوم کی بنیاد رکھی تو پھر مستقل طور پر سندھ سے وابستگی ہو گئی۔ کہ لاڑکانہ کے
مشہور پیر و مرشد حضرت الحاج میاں عبد الحلیم صاحب کی دعوت پر ۱۹۶۵ء
میں شہداد کوٹ میں سندھ میں پہلی تقریر کا موقعہ میسر ہوا۔ اس کے بعد تو
تقریباً سندھ کے تمام اضلاع میں حضرت علامہ اویسی صاحب کے تلامذہ
پھیل گئے۔ بحمدہٖ تعالیٰ صوبہ سندھ کا کوئی ایسا ضلع و تعلقہ نہیں ہو گا جس میں
علامہ اویسی صاحب کے تلامذہ نہ ہوں۔ علامہ اویسی صاحب کے تلامذہ نے
آپ کے علوم و فنون، اخلاق و عادات کا تذکرہ اپنے اساتذہ سے کیا۔
تو سندھ کے کونہ کونہ میں علامہ اویسی صاحب کی زیارت کا اشتیاق پیدا ہو
گیا۔ ۱۹۷۰ء میں نواب شاہ کے قصبہ سٹھ ہزار میل میں دیابنہ کے مشہور مناظر
عبد اللہ شاہ نے اہلسنت کو مناظرہ کا چیلنج کر دیا۔ تو سندھ کے علماء نے باتفاق
رائے حضرت علامہ اویسی صاحب کو بلایا۔ عبد اللہ شاہ مناظرہ سے ذلیل و خوار
ہو کر بھاگا۔ جس سے سندھ میں علامہ اویسی صاحب کی علمی شہرت اور بڑھ گئی۔
اس کے بعد علامہ اویسی صاحب کا سلسلہ آمد و رفت سندھ سے زیادہ ہونے لگا۔

شرح

سندھ میں فقیر کی حاضری کے اصلی محرک، فقیر کے محسن حضرت علامہ مولانا محمد صالح صاحب[1] مہتمم جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ شریف ضلع خیرپور میرس (سندھ) ہیں۔ جنھوں نے جامعہ راشدیہ کے تمام سکندری فضلاء سے فقیر سے وابستگی کا حکم فرمایا، اور بحمدہٖ تعالیٰ سندھ کے کونہ کونہ میں جامعہ راشدیہ کے فارغ التحصیل علماء و فضلا پھیلے ہوئے ہیں۔ سندھ کا کوئی ایسا شہر قصبہ بلکہ گوٹھ (دیہات) نہ ہوگا۔ جہاں جامعہ راشدیہ کا فارغ التحصیل عالمِ دین کی علمی خدمات سرانجام نہ دے رہا ہو۔ یہ تمام برکت حضرت مولانا محمد صالح صاحب مدظلہٗ العالی کی ہے۔ ان کی شفقت سے سندھ کے اکثر نوجوان علماء و فضلاء فقیر کے تلمیذ ورنہ محب اور دوست ضرور ہیں۔ انہی حضرت مولانا محمد صالح صاحب مدظلہٗ کے حکم سے فقیر کو مناظرہ کے لئے بلایا گیا۔

---

[1] موصوف کا وصال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

رُوئیدادِ مناظرِ سندھ

المَوسُوم بِہ

شکستِ فاش

یعنی

مناظرہ مابین حضرت مولانا علامہ فیض احمد اویسی

اور مولوی محمد عبداللہ شاہ

بمقام سٹھ میل ضلع نواب شاہ (سندھ)

شائع کنندگان:- ارکین اہلسنت والجماعت ضلع نواب شاہ سندھ

بتاریخ ۲۸ مئی ۱۹۷۱ء بروز جمعہ ۱۳۹۱ھ بمقام جامع مسجد سٹھ سیل ضلع نواب شاہ سندھ وہابیوں دیوبندیوں کے مولوی عبداللہ شاہ نے مسئلہ ندائے یارسول پر اہل سنت کو چیلنج کیا۔ ضلع نواب شاہ کے اہلسنت نے دلبشرط منظوری بدمہ وہابی دیوبندی پارٹی، چیلنج قبول کرلیا۔ ۸ رجون ۱۹۷۱ء، ۱۴ ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ بروز منگل تاریخ متعین کر کے حضرت علامہ اویسی صاحب تاریخ مقررہ پر کتابیں لے کر صبح سات بجے جلسہ گاہ میں پہنچ گئے۔ مولوی عبداللہ شاہ بھی چار گٹھڑیاں کتابوں کی لے کر دیوبندی پارٹی کے مدرسہ میں بیٹھ گیا۔ اہل سنت کی طرف سے حضرت مولانا مفتی غلام قادر اور حضرت مولانا نورالدین صاحب اور حضرت مولانا ارباب علی صاحب مناظرہ کی یاد دہانی کے لئے عبداللہ شاہ وہابی دیوبندی کے پاس تشریف لے گئے۔ مولوی عبداللہ شاہ نے کہا۔ مناظرہ کی منظوری ہم نہیں لے سکے۔ اگر مناظرہ کرنا ہو تو ہمارے مدرسہ میں آجاؤ۔ علماء اہلسنت نے کہا۔ ہم اپنے مناظر کو یہاں لاتے ہیں۔ صرف ذمہ داری لکھ دو۔ عبداللہ شاہ اور دیوبندی پارٹی نے کہا ہم ذمہ داری لکھ دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ علماء اہل سنت نے کہا تم ہمارے جلسہ گاہ میں چلیں ہم ذمہ داری اٹھاتے ہیں۔ دیوبندیوں، وہابیوں نے کہا، تم جاؤ، ہم آرہے ہیں۔

آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک انتظار کیا گیا۔ لیکن وہابیوں دیوبندیوں کی طرف سے خاموشی ہی خاموشی رہی۔

دوبارہ یاد دہانی کرانے پر جواب ملا کہ ہم ساڑھے بارہ بجے پہنچ رہے ہیں۔ ایک بجے کے بعد وہابی، دیوبندی پارٹی کتابوں کی چار گٹھڑیاں لے کر اہل سنت

کی جلسہ گاہ میں وارد ہوئے۔ سندھ کے سادہ لوح مسلمان آج حق و باطل کے امتیاز کرنے پر جوق در جوق آ رہے ہیں۔ سٹھ میل کی جامع مسجد تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ مجبوراً مسجد کے صحن سے باہر شامیانوں کا مزید انتظام کیا گیا۔ آج کا منظر قابلِ دید تھا۔ کہ سٹھ میل کی جامع مسجد میں اہلِ حق اور اہلِ باطل اکٹھے بیٹھے ہیں۔ اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت علامہ اویسی صاحب کو عبداللہ شاہ دیوبندی وہابی پارٹی کے مناظر کا علم ہوا تو مکان سے اُٹھ کر جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ جونہی آپ نے جلسہ گاہ میں قدم رکھا، عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن مولوی عبداللہ شاہ وہابی دیوبندی کا چہرہ خشکی بدبزگی سے بدلتا گیا۔ حضرت علامہ اویسی صاحب اپنے بالمقابل کے سامنے بیٹھ گئے۔ مجمع کثیر تھا۔ ان میں سے ایک معزز آدمی بولا کہ حضرات علماء کرام آپ وارث انبیاء علیہم السلام ہیں۔ لہٰذا آپ سے اپیل ہے کہ آج کی گفتگو کچھ ایسے سلیقے سے ہو جس میں حق و باطل بھی نکھر جائے۔ اور جھگڑا و فساد بھی نہ ہو۔ حضرت علامہ اویسی صاحب نے فرمایا کہ فکر مت کرو آج کل ملک کو خصوصاً امن و سلامتی کی شدید ضرورت ہے۔ ویسے بھی اہلِ سنت اپنے ملک میں امن و سکون کی سدا بہار دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے ملک میں امن و سلامتی رہے۔ حضرت اویسی صاحب اپنے مدِمقابل سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا۔ مولانا بتایئے آج کا موضوع ندائے یا رسول اللہ ہے یا نہیں۔ مولانا عبداللہ شاہ پر علامہ اویسی صاحب کا ایسا رعب چھا گیا کہ اب گویا مولوی عبداللہ شاہ کے منہ میں زبان بھی نہیں۔ دوبارہ پوچھنے پر عبداللہ شاہ نے کہا۔ میں اردو میں مناظرہ نہیں کر سکتا۔

مجمع میں کسی نے کہا کہ مولوی عبداللہ شاہ اُردو نہیں بول سکتا۔ تو سرائیکی بہاولپوری زبان میں مناظرہ ہو۔ علامہ اویسی صاحب نے کہا ٹھیک ہے لیکن نا معلوم عوام کی رائے کیا ہے؟ تمام مجمع بول اُٹھا کہ اویسی صاحب ہم سرائیکی بھی سمجھتے ہیں اور اُردو بھی۔ آپ مناظرہ شروع کریں۔ آج ہم حق و باطل کے امتیاز کے بغیر مسجد سے باہر نہیں جاتے۔ علامہ اویسی صاحب نے عبداللہ شاہ سے کہا بسم اللہ سرائیکی زبان میں سوال کیجئے۔ عبداللہ شاہ نے کہا کہ مجھے سرائیکی بھی نہیں آتی۔ مجمع نے کہا کہ عبداللہ شاہ جھوٹ بولتا ہے۔ کہ یہ اردو میں تقریر کرتا ہے اور سرائیکی میں بھی۔ عوام نے دیکھا عبداللہ شاہ کی صورت نہایت مرجھائی ہوئی ہے اور کچھ بولنا نہیں چاہتا۔ علامہ اویسی صاحب نے فرمایا کہ اگر مولوی عبداللہ عربی میں مناظرہ کرنا چاہتا ہے۔ تو بھی فقیر حاضر ہے۔ اس پر ایک معمر شخص بولا بہت خوب دونوں علماء عربی میں گفتگو کریں۔ اور اپنی عربی کا ترجمہ خود سنائیں۔ لیکن چونکہ عبداللہ شاہ نے مناظرہ سے بھاگنے کی ٹھان لی اس لئے بڑی دیر کے بعد بولا کہ عربی میں مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ عبداللہ شاہ کی اس ٹیڑھی چال سے خود اس کی پارٹی بھی اس سے ناراض بیٹھی تھی۔ لیکن کریں تو کیا کریں۔ اس کے بعد علامہ اویسی صاحب عوام سے مخاطب ہوئے۔ اور فرمایا مناظرہ کے لئے آخری تدبیر بتاتا ہوں۔ اگر اس پر بھی عبداللہ شاہ راضی نہ ہو تو سمجھ لو کہ معاملہ کیا ہے۔ وہ آخری تدبیر یہ ہے کہ مجھے سندھی نہیں آتی۔ اور نہ میں بول سکتا ہوں۔ لہٰذا دو ترجمان مقرر کئے جائیں۔ جو مولوی عبداللہ شاہ کی سندھی تقریر کا خلاصہ مجھے بتائیں۔ اور اگر عبداللہ شاہ اُردو نہیں جانتا تو دُوسرا

ترجمان میری اُردو تقریر کا خلاصہ اسے سندھی میں سمجھائے۔ اس پر عوام بہت خوش ہوئے۔ اور بڑے زور سے نعرہ لگایا۔ لیکن عبداللہ شاہ مجمع کو چیرتا ہوا مسجد سے نکلا۔ اور اُس کی پارٹی پیچھے چلی۔ اور ایسے بدحواس ہوئے کہ کتابوں کی گٹھڑیاں بھی مسجد میں چھوڑ گئے۔ عبداللہ شاہ کے بھاگنے پر عوام نے زوردار نعرے لگائے اور علامہ اویسی صاحب نے عوام سے اپیل کی کہ خبردار مارنا کسی کو نہیں۔ نہایت ہی سکون و آرام سے باہر جاکر بیٹھ جایئے۔ اور حضرات علماء کرام کی تقریر سنیئے۔ علامہ اویسی صاحب کی اس اپیل پر ہجوم نہایت سکون و آرام سے بیٹھ گیا۔ اور وہابی دیوبندی مسجد سے باہر چلے گئے۔ اور گویا گریہ کرتے ہوئے اور آہ و فغاں سے کہتے ہوئے جارہے تھے۔ ؎

بڑے بے آبرو ہوکر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

اِس مناظرہ میں علماءِ اہلِ سُنّت والجماعت مندرجہ ذیل موجود تھے۔

(۱) حضرت مولانا مفتی محمد رحیم صاحب سابق خطیب جامع مسجد میمن سکارپوں

(۲) حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم صاحب شاہ پور شاکر۔

(۳) حضرت علامہ دُر محمد صاحب مفتی رسانگھڑ)

(۴) حضرت مولانا قاری بشیر احمد صاحب خطیب پی۔ٹی۔ ایس شہداد پور

(۵) حضرت محمد قاسم صاحب خطیب جامع مسجد نور گھوٹکی

(۶) حضرت مولانا صوفی غلام حسین صاحب پنو عاقل۔

(۷) مولانا اللہ جوایا صاحب ضلع خیرپور میرس۔

(۸) مولانا عبدالکریم صاحب خطیب علاقہ

(۹) حضرت قاری محمد حنیف صاحب (پیر گوٹھ شریف)

اِن کے علاوہ بہت سے علماء کرام اور سندھ کے مشاہیر شعراء اور نعت خوان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ عوام ضلع خیرپور ضلع نواب شاہ۔ ضلع سکھر، ضلع سانگھڑ سے اس مناظرہ میں شریک تھے۔ حُر مجاہدین بھی بکثرت تھے۔ دیوبندی وہابی پارٹی کے لوگ علاقہ جات مذکورہ سے آئے تھے۔ ان کے علاوہ کچھ ٹھیڑی کے فضلاء، مدرسین میں سے تھے۔

دُوسرا دَورۂ سِندھ

اس مناظرہ[۱] کے بعد علامہ اویسی صاحب کی داستان (گلزارِ خلیل" میں ملاحظہ ہو۔ جہاں پر" آئینہ شیعہ نما" تقریر ہوئی۔ جسے فقیر نے قلم بند کیا۔

گلزارِ خلیل کا تعارف

یہ ایک پیر حضرت مولانا محمد ابراہیم سرہندی مدظلہ کی رہائش کا نام ہے۔ حضرت پیر صاحب موصوف نہ صرف پیر ہیں بلکہ مجاہد فی سبیل اللہ اور اہل سنت کے مایہ ناز عالم دین بھی ہیں۔ اور مخالفین اہل سنت کی سرکوبی میں مشہور و معروف

---

[۱] اس کی روئداد ایک پمفلٹ کی شکل میں اراکین تنظیم اہل سنت وجماعت ضلع نواب شاہ (سندھ) کی طرف سے شائع ہوا تھا۔

ہیں۔ آپ نے کنری میں مرزائیت۔ شیعیت۔ وہابیت کی ناکہ بندی کر کے بد مذہبی کو مٹایا۔ مناظرِ اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مناظرے کرائے۔ اب چاہتے ہیں کہ اپنے علاقہ سے شیعیت کی بیخ کنی کرائیں۔ چنانچہ مختلف احباب و اصحاب اور سندھ کے علماءِ کرام سے مشورہ کیا۔ تو سب نے حضرت علامہ اویسی صاحب کو مدعو کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ ماہ صفر ۱۳۹۴ھ کے پہلے ہفتہ میں علامہ اویسی صاحب کو پیر صاحب موصوف کا خط موصول ہوا۔ جس میں ردِ شیعیت کے متعلق لکھا گیا۔ علامہ صاحب نے فوراً جواب بھیجا کہ فقیر حاضر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تاریخ موعودہ پر حاضر ہو جائے گا۔ جواب بھیج کر علامہ صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا سندھ کی کی سیر و سیاحت کے لئے چلنا ہے تو تیاری کیجئے۔ میں نے کہا بسر و چشم مجھے اور کونسی سعادت نصیب ہوگی۔ جبکہ آپ کی رفاقت میں مجھے چند روز خدمت کرنے کا موقعہ میسر آئے گا۔ پھر آپ نے کتب شیعہ کتب خانہ سے نکال کر سامان میں رکھنے کی ہدایت فرمائی۔

یاد رہے کہ یہ کتابیں جلال پور پیر والا حضرت پیر میاں فتح محمد صاحب مدظلہ کے کتب خانہ سے لائی گئیں۔

بانی گلزار کا تعارف

آل مجدد عالم محقق پیر طریقت، رہبر شریعت مولانا علامہ محمد ابراہیم سیدنا مجدد الف ثانی عالم ربانی حضرت احمد سرہندی فاروقی قدس سرہ

کی اولاد سے ہیں۔ آپ شب و روز اِس فکر میں رہتے ہیں کہ ملک بھر میں اسلام کا راج ہو۔ چنانچہ اپنے خرچہ پر ضلع تھرپارکر کے مختلف مقامات پر دینی جلسے کراتے ہیں۔ مرزائی۔ شیعہ۔ وہابی۔ دیوبندی اگرچہ چیلنج کرتے ہیں تو ان کا منہ توڑ جواب دیتے ہیں۔ بلکہ باہر سے جید اور مشاہیر علماء کرام کو بلا کر مذہب حق اہلسنت کی ترویج و اشاعت فرماتے ہیں۔ چنانچہ تقریر مذکورہ بالا کے بعد سندھ کے شیعوں نے چیلنج کر دیا۔ آپ نے منظور فرما کر فقیر اویسی غفرلہ کو مطلع فرما کر اپنے خاص مرید مولانا عبدالحلیم صاحب کو بھیج کر فقیر سے مناظرہ کے شرائط طے کرائے۔ اور مکتوبات سے فقیر کو نوازا۔

لیکن باطل فرقہ شیعہ نے جونہی فقیر کی طرف سے مناظرہ کا عزم بالجزم دیکھا تو پیر صاحب قبلہ سے معذرت کر لی۔

مناظرے یا مجادلے

فقیر اویسی غفرلہ کو اپنی تدریسی و تعلیمی اور تصنیفی و تالیفی مصروفیات کی وجہ سے اتنا وقت ہی نہیں ملتا کہ وہ جگہ جگہ پہنچ کر تضیع اوقات کرے۔ لیکن افسوس کہ سنی بیچارہ بھولا بھالا ہے اور جو اثر و رسوخ رکھنے والے اہلِ ثروت اور دنیا دار اور بعض گدی نشین پیری مریدی اپنی بے نیازی سے اس طرف توجہ نہیں دیتے۔ اور ہمارے مخالفین شیعہ۔ وہابی۔ دیوبندی شاطر، عیار، چالاک ہیں۔ اور ان کے عوام بھی اور ان کے مصنوعی پیر اور نہ

صرف دنیادار، اہلِ ثروت بلکہ اُن کا کوئی گورنمنٹ کا عہدیدار ہو تو بھی اپنے غلط مسلک پر نہ صرف مال و دَولت اور وقت صرف کرتے ہیں۔ بلکہ جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ اسی مجبوری پر فقیر اپنے مذہب و مسلک کے لئے قربانی دیتے ہوئے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ہر بدمذہب شیعہ وہابی۔ دیوبندی کے ہر چیلنج کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنے خرچہ پر کتب مناظرہ کے ڈھیر سر پر اُٹھا کر ہر جگہ پہنچا۔ لیکن افسوس کہ سوائے پریشانی گلے کے ہار بننے کے کچھ میسر نہ ہُوا دوسرے سرے سے مخالفین کے مناظرین غائب اگرچہ کوئی غیر معروف آدھمکا تو امور مناظرہ سے ناآشنا جیسے گالی گلوچ بکنے کے اور کچھ آتے نہ جانے۔ اِدھر مخالفین کی عیاری و مکاری اُدھر اہلِ سنت کوئی رشتہ داری میں پھنسا ہے تو کوئی محلہ داری سے کوئی کسی صلح کلی کی بیماری سے غرضیکہ بجائے فقیر کے ساتھ تعاون کے الٹا مخالفین کی طرفداری سے نہ صرف اپنا بیڑہ غرق کرتے ہیں بلکہ اپنے مسلک و مذہب کی خوب مٹی پلید کرتے ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ فقیر ہر مرحلہ پر کامیاب رہا، اس کا خود مخالفین کو اقرار ہے۔ لیکن اب نہ صرف فقیر بلکہ ہر سنجیدہ انسان اپنا پرایا مانتا ہے کہ دَورِ حاضرہ میں مناظرے نہیں مجادلے ہیں۔ اسی لئے فقیر اس شعبہ کو خیرباد کہہ کر اپنے محبوب مشغلہ یعنی تدریس و تعلیم اور تصنیف و تالیف میں مصروف ہے۔

یہ چند حروف اس لئے لکھے ہیں تاکہ آئندہ کوئی صاحب فقیر کو اپنی غلط پالیسی میں نہ پھنسا سکے۔

ایک ضروری وضاحت

حضرت علامہ اویسی صاحب نہ رواجی مبلّغ ہیں اور نہ ہی رسمی مقرر، بلکہ دین و اسلام کے ایک مخلص اور سچے مجاہد اور عاشقِ رسولؐ ہیں، جنھیں شب و روز درد رہتا ہے کہ آقا کریم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا بول بالا ہو۔ اسی انہماک میں آپ اسلام کے ہر شعبہ میں نہایت کامیابی سے دینی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ اِسی لئے اپنی دِلی تمنّا کا اظہار مندرج ذیل الفاظ سے فرمایا کرتے ہیں۔

اویسی فقیر کی استدعا

فقیر کے اساتذہ و معاصرین کو معلوم ہے کہ فقیر تقریر و تبلیغ، وعظ و مناظرہ وغیرہ کو اتنا اہمیت نہیں دیتا جتنا درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کو اہم سمجھتا ہے۔ لیکن افسوس کہ ہمارا معاشرہ بالخصوص اہلِ سنت عوام و خواص ان مؤخر الذکر شعبوں سے بے التفاتی فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیگر بد مذاہب سے کوسوں پیچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری اس کمی کو اپنے فضل و کرم سے پورا فرمائے۔ فقیر بوجہ مجبوری تقریر وغیرہ کے لئے کہیں جاتا ہے، ورنہ دل چاہتا ہے کہ فقیر کی زبان و قلم کا ہر وقت ورد ہو۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(آمین)

علامہ اویسی صاحب کا شب و روز

آپ کا محبوب مشغلہ تدریس ہے۔ جو زندگی کا اکثر و بیشتر حصہ اسی میں گذر رہا ہے۔ کہیں مناسبت محسوس کرتے ہیں تو اپنے خرچ پر وعظ و تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں۔ اور اگر کہیں سے کچھ مل جاتا ہے تو وہ فنڈ میں جمع کرا دیتے ہیں۔

تحدیث نعمت

اگرچہ شیخی بگھارنا جرم عظیم ہے لیکن تحدیث نعمت کے طور پر اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اس کریم نے اپنے محبوب کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے اس نکمے اور ناکارے سے اتنا عظیم کام لیا کہ الحمد للہ تعالی فقیر کے عزیز تلمیذ ملک و ملت کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

تصنیف و تالیف

یہ شعبہ تو آپ کا اتنا مشہور ہے کہ عوام کے ذہن میں یہی مشہور ہے۔ کہ اویسی صاحب رات دن یہی کام کرتا ہے۔ اور بس۔ اور بحمدہٖ فقیر کو تصنیف و تالیف میں تدریس کے بعد اچھا شغل نصیب ہوا ہے۔ اور فقیر کے قلم سے عربی۔ اردو میں متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں جن کی فہرست مطبوعہ رسائل طبع ہوئی ہے اور دعا ہے کہ تادم زیست فقیر کا یہ ٹوٹا ہوا قلم چلتا رہے۔ (آمین)

چھٹیوں کا مہینہ

مدارس عربیہ عموماً نصف شعبان سے نصف شوال تک دو ماہ بند رہتے ہیں لیکن علامہ صاحب کے مدرسہ کا دروازہ کبھی نہ بند ہوا۔ اور نہ ہی خدا کرے تاقیامت بند ہو۔ اسی لئے مذکورہ رخصتوں میں علامہ صاحب دورہ تفسیر القرآن پڑھاتے ہیں۔ پھر شوال کے شروع میں دورہ حدیث شریف کے تلامذہ کے داخلہ کے لئے مصروف رہتے ہیں۔ مخلصین کے اصرار پر علامہ نے صفر کا ہفتہ آخر اور ربیع الاول کامل اور ربیع الآخر کے نیمہ اولی احباب کی ملاقات و مختلف مقامات کے جلسوں میں شمولیت کے لئے سالانہ چھٹی کے لئے متعین فرمایا چنانچہ صفر کے آخری ہفتہ کے لئے مختلف جلسوں میں تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات کتب شیعہ سے تلاش کریں۔

اہلسنت

اگرچہ مدارس عربیہ کی چھٹیاں شعبان تا نصف شوال عام رہتی ہیں۔ لیکن الحمدللہ یہ نعمت صرف اہل سنت کو نصیب ہے۔ کہ ماہ ربیع الاول شریف میں مجالس میلاد اور ربیع الآخر میں مجالس گیارھویں سے نہ علماء کرام کو فرصت ہوتی ہے نہ طلباء عوام اہل سنت سے فراغت پاتے ہیں۔ اسی لئے فقیر ان دونوں مہینوں میں باہر رہتا ہے۔ اور ماہ شعبان میں دورۂ تفسیر شریف پڑھاتا ہے۔

حوالہ جات

یہ حوالہ جات فقیر نے اپنی تقریر سے پہلے بطور یادداشت کے لکھ لئے تھے
جیسا کہ ایک مقرر کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ لیکن افسوس کہ آجکل ہمارے مقررین
واعظین زمین وآسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ اور اُن کی اکثر باتیں ایسی بے تکی
ہوتی ہیں کہ جنھیں سُن کر شرم آتی ہے۔ اور اگر اُنھیں کچھ عرض کیا جائے تو لڑنے پر آمادہ
ہو جاتے ہیں۔ فقیر کی مقررین و واعظین سے استدعا ہے کہ وہ ہر بات قوم کے
سامنے پیش کریں جس کا کچھ وزن ہو۔ آپ اپنی بے وزنی باتوں سے وقتی طور
پر تو داد لے لیتے ہیں۔ لیکن قوم اس سے بجائے فائدہ کے نقصان اُٹھاتی ہے
جس کا خمیازہ نہ صرف قوم کو بلکہ قیامت میں اُن کا بوجھ آپ کے سر پر ہو گا۔

وما علینا الا البلاغ المبین ؕ

آغازِ مقصد

پہلے پانچ چھ حوالے "تذکرۃ الائمہ" مطبوعہ ایران کے ہیں۔ یہ کتاب مُلا باقر
مجلسی کی ہے۔ جسے اُس نے اپنے ائمہ معصومین کے حالات قلم بند کئے ہیں

حوالہ جات (تذکرۃ الائمہ)

۱	شیعوں کا ایک فرقہ ہے جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں (معاذ اللہ)	تذکرۃ الائمہ مطبوعہ ایران	۷۷
۲	حضرت جبریل بھول گئے کہ وحی نبی علیہ السلام کو پہنچا دی ورنہ حکم حضرت علی کا تھا	″	۷۸

۳	حضرت امام اعظم کا علم حضرت امام جعفر تک پہنچتا ہے	تذکرۃ الائمہ مطبوعہ ایران	۶۴
۴	عصمنی عن الخلق الخ کذا قال علی رضی اللہ عنہ) پھر تعجب کیوں	″	۱۲۹
۵	حضرت امام جعفر صادق کا نانا جان حضرت صدیق پھر انھیں گالیاں کیوں	″	۱۲۹
۶	مسئلہ حربیہ	″	۱۳۰

تشریح :- پہلے دو حوالوں کی عبارتیں آنے والے اوراق میں دیکھیں۔

(حوالہ نمبر ۳) کا قول اپنی تائید میں پیش کیا جاتا ہے۔ شیعہ صاحبان کہتے ہیں کہ جب "اہلِ بیت" کے ائمہ موجود تھے تو پھر امام اعظم اور دیگر ائمہ کو امام بنانے کا کیا معنے؟ ہم کہتے ہیں کہ امامِ اعظم کا علم بھی درحقیقت ائمہ اہل بیت کا علم ہے وہ اس لئے کہ ائمہ اہل بیت کی تاریخ دہرائیے تو واضح ہوگا کہ اس دور کے بادشاہ سادات کرام کے خون کے پیاسے تھے۔ یہاں تک کہ سادات کرام کے گھروں میں بچوں کو سمجھایا جاتا تھا کہ باہر جا کر یہ نہ بتانا کہ ہم سادات گھرانے کے افراد ہیں۔ بلکہ کہنا کہ ہم شیخ ہیں۔ اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "اماطۃ الاذی عن غوث الوریٰ" میں دیکھئے۔ اسی لئے مجبوراً ائمہ اہل بیت نے اپنے علم کی اشاعت کے لئے امام اعظم رضی اللہ عنہ اور ان جیسے اور حضرات کو منتخب فرمایا۔

(سوال) یہی بات رافضی شیعہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ائمہ اہل بیت کے علوم شیعوں کے پاس ہیں۔ نہ اہل سنت کے ہاں۔

(جواب) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اس سوال کا جواب سینکڑوں سال پہلے

ہمیں عنایت فرما گئے ہیں وہ جواب یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت کو اپنے شیعوں پر اعتماد نہیں تھا۔ چنانچہ شیعہ کی معتبر کتاب اصول کافی صفہ ۴۹۶ میں ہے۔

۱۔ عن ابن رباب قال سمعت ابا عبداللہ علیہ السلام یقول لابی بصیر اما واللہ لو انی اجد منکم ثلاثۃ مومنین یکتمون حدیثی ما استحللت ان اکتمھم حدیثا۔

ابن رباب سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے امام باقر علیہ السلام سے سُنا کہ ابو بصیر سے فرماتے تھے کہ واللہ اگر میں تم میں سے تین مومن ایسے پاؤں جو میری حدیث کو چھپا دیں تو پھر میں تم سے اپنی حدیث چھپایا دوا نہ رکھوں۔

(۲) اسی کتاب میں اس کے بعد دوسری روایت میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ اگر میرے شیعہ پورے سترہ ہوتے تو میں چھپا و کرتا بلکہ از اں بدتر یہ ہے

کہ (۳) امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا مطیع اور فرمانبردار فقط ایک ہے چنانچہ مجالس المومنین مجلس پنجم صفہ ۱۴۴ میں ہے:۔

وکشی روایت نمودہ از حضرت امام موسیٰ کاظم کہ مے فرمودند:۔

اور کشی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے تھے:۔

ما وجدت احدا یقبل وصیتی ویطیع امری الا عبداللہ بن یعفور۔

نہ پایا میں نے کسی کو جو میری نصیحت کو قبول کرتا ہو اور میرے حکم کی اطاعت

کرتا ہو۔ مگر عبد اللہ بن یعفور کو۔

ناظرین غور فرمائیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے اصحاب میں تین شخص بھی ایسے نہ ملے جو ان کے مطیع اور فرمانبردار ہوتے بلکہ سب سرکش اور نافرمان تھے۔

اس تمام بیان سے بخوبی واضح ہو گیا کہ شیعوں کو ابتداءً ائمہ کی دشمنی کا مادہ بھرا ہوا تھا۔ اور روایت میں ہے کہ عبد اللہ یعفور نے جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے بہت بڑا تعجب ظاہر کیا تھا کہ مجھ کو اپنے تجربے سے معلوم ہو گیا کہ جو لوگ تمہاری ولایت کو مانتے ہیں ان میں صدق اور امانت اور وفا نہیں ہے۔ اس قول کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول کو ملاؤ کہ تین مومن بھی امین اور مطیع نہیں۔ تو خوامخواہ یہ نتیجہ نکلے گا کہ کل اصحاب امام کا وہی حال تھا جو عبد اللہ بن یعفور نے بیان کیا تھا۔ اس قول میں اتنا احتمال باقی تھا کہ شاید دو شخص صادق اور امین اور مطیع ہوں، مگر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس کی بھی توضیح کر دی کہ فقط ایک ہی ہے۔ درحقیقت یہ بھی ان کا صرف خیال تھا۔ ورنہ شیعوں میں ایک بھی ائمہ کا ماننے والا نہ تھا سب کے سب باغی تھے۔ بلکہ شیعوں پر ان کے ائمہ کا فتویٰ ہے۔ کہ وہ دین حق سے ہٹ گئے تھے چنانچہ کتاب الروضہ صفحہ ۱۰۷ میں روایت ہے:۔ قال ابو الحسن علیہ السلام لو میزت شیعتی ما وجدتھم الا واصفۃ ولو امتحنتھم لما وجدتھم الا مرتدین۔ فرمایا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اگر منتخب کروں اپنے شیعوں کو نہ پاؤں میں انکو مگر فقط زبان سے دعویٰ کرتے والے اگر امتحان لوں میں ان کا نہ پاؤں میں ان کو

مجالس المومنین میں لکھا ہے :۔

"از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ اند کہ می فرمود کہ تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدند الا پنج کس۔ ابو خالد کابلی و یحییٰ بن ام الطویل و جبیر بن مطیع و جابر بن عبد اللہ و شبکہ کہ حرم محترم حضرت امام حسین بود۔" مجالس المومنین مطبوعہ طہران ص۱۴۴ مجلس پنجم ترجمہ یحییٰ یعنے جتنے شیعہ تھے سب مرتد ہو گئے تھے۔ مگر پانچ آدمی سلامت رہے تھے۔ جن میں چار مرد تھے اور ایک عورت شبکہ جو امام حسین علیہ السلام کی بی بی تھیں۔ تبصرہ از اویسی غفرلہ (۱) اس سے ثابت ہو گیا کہ امام حسین کی دوسری بیبیوں کا ایمان بھی ثابت نہ رہا۔

(۲) افسوس کہ امام زین العابدین کی ماں حضرت شہر بانو بھی ان پانچ میں شامل نہ رہیں۔ خدا جانے حضرت زینب اور امام حسین کی تینوں بیٹیاں اور حضرت عباس علمدار سقائے حرم کی بیبیاں اور اولاد اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد خصوصاً حضرت امام حسن مثنیٰ علیہ السلام اور ان کی بہن جو حضرت امام زین العابدین کی بی بی تھیں کس فریق میں رہیں۔ اس لئے کہ ان پانچ میں اہلِ بیت اور حرم سرائے اہلِ بیت میں سے سوائے شبکہ کے کسی کا ذکر نہیں۔

(۳) شیعوں کے اس ارتداد کا کھوج لگایا جائے تو وہ نہ صرف ائمہ کے احباب کو باغی اور مرتد مانتے ہیں بلکہ وہ خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ اصحاب باستثنائے ۳ نفر تمام کو کافر و مرتد سمجھتے ہیں۔

(۴) ہشام اور صاحب الطاق اور دیگر اصحاب امام جعفر صادق علیہ السلام نے

ان کی وفات کے بعد اس امر پر اتفاق کیا تھا کہ مذہب شیعہ کو ترک کر دو اور یہ مشورہ کرتے تھے کہ کون سا مذہب اختیار کریں۔ اور سب سے آخر میں خارجی ہونے کا خیال کیا تھا (اصول کافی صد ۲۲۱)

فائدہ

حق یہ ہے کہ ائمہ ہمیشہ اپنے شیعوں کو مصلحتاً جھوٹے وعدوں میں بہلا بہلا کر روکا کرتے تھے۔ ورنہ وہ تو ہر وقت مرتد ہو جانے کو تیار تھے۔ اس موقعہ پر یہ لطیفہ بھی سننے کے قابل ہے کہ ایک شخص یقطین نامی خلفائے عباسیہ کا طرفدار تھا۔ اور اپنے آپ کو اسی فرق میں شامل کرتا تھا۔ اس کا بیٹا علی بن یقطین مخلصین شیعہ اور اصحاب ائمہ سے تھا۔ اس سبب سے باپ بیٹوں میں ہمیشہ مخالفت رہتی تھی۔ علی بن یقطین یہ کہتا تھا کہ امام موسیٰ کاظم نے یہ خبر دی ہے کہ سنہ دو سو سے شیعوں کی کامیابی کا زمانہ شروع ہو جائے گا۔ جب یہ خبر جھوٹی ہو گئی تو یقطین نے کہا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہمارے فرق یعنی عباسیوں کی کامیابی کی جتنی خبریں ہوتی ہیں وہ تو سچی ہو جاتی ہیں۔ بن یقطین نے اس کے جواب میں کہا کہ ائمہ شیعوں کے خوش کرنے کو ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ تمہاری کامیابی کا وقت قریب ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو سب مرتد ہو جاویں۔ انصاف فرمایئے کہ جب ائمہ کے شیعے ایسے لچر تھے تو پھر ان کا اعتبار کیسا۔ اس سے یقین کرنا ہو گا کہ شیعوں کی تمام روایات افسانے ہیں۔ اہلبیت کا حق مذہب وہی ہے جو ائمہ اہلسنت کے

ذریعے ہمارے ہاں پہنچا۔

(پیش) سے مقصد یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا کہ "عصمتی عن الخلق" اللہ تعالیٰ نے جملہ مخلوق سے مجھے محفوظ رکھا تو پھر آپ نے "اصحابِ ثلثہ رضی اللہ عنہم سے اپنی خلافت کے لئے کیوں جنگ نہ کی۔ جبکہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کا وعدہ تھا۔ اگر یہ جواب دیں کہ تقیہ جیسے ثواب کو حاصل کرنے کے لئے۔ اس پر ہم کہیں گے کہ پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کیوں ہزاروں مسلمانوں کی جانیں تلف کرائیں۔ جبکہ اس وقت بھی یہی مسئلہ خلافت تھا۔ معلوم ہوا کہ یہاں اُن کا خاموشی سے گذارنا اور اُن کے ماتحت رہ کر کام کرنا ان حضرات کو حق تسلیم کرنے کی وجہ سے تھا۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب "آئینہ مذہب شیعہ" میں دیکھیے۔

(حوالہ ۶) مذہب شیعہ کا ایک فقہی مسئلہ ہے جو کتاب مذکور یعنی "تذکرۃ الائمہ" کے علاوہ شیعہ مذہب کی مشہور مذہبی کتاب ذخیرۃ المعاد میں بھی ہے:-

از ابو حنیفہ نقل شدہ کہ جماع در فرج محارم بالفِ حریر جائز است۔	ابو حنیفہ سے نقل ہوا کہ ریشم لپیٹ کر ماں بہن سے جماع کرنا جائز ہے

(ق) اِس حوالہ سے یہ ثابت ہُوا کہ شیعہ مذہب میں ماں بہن سے ریشم لپیٹ کر جماع کرنا جائز ہے۔ اب شیعہ حضرات کو چاہیئے کہ حوالہ غلط ثابت کریں یا ہمارے الزام کا کوئی معقول جواب دیں۔ مگر جواب کیا دیتے ہیں، جب یہ حوالہ ہی لاجواب ہے اور انھیں بجز تسلیم کئے چارہ ہی نہیں۔ مزید تفصیل فقیر کی کتاب متعہ یا زنا دیکھیے۔

آؤ شیعو، فقیر اویسی سے انعام لو

اس سلسلہ میں اعلان کرتے ہیں کہ حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ شیعہ لوگ ہمارے انعام کا مذاق تو اڑاتے ہیں۔ مگر انعام لینے کی کسی کو ہمت نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اہل سنت بھائیو، اس امر پر دلیل ظاہر ہے کہ حوالے صحیح اور شیعوں کی مذہبی کتابوں میں موجود ہیں۔

غلطی کا ازالہ

ذخرۃ المعاد وہ نہیں ملا باقر مجلسی کا یہ حوالہ نہیں بلکہ دوسری ذخیرۃ المعاد مراد ہے۔ اس کی تفصیل ہم آگے چل کر عرض کریں گے انشاء اللہ۔

حوالہ جات اصولِ کافی

یاد رہے کہ جیسے اہلِ سنت میں صحاح ستۃ (بخاری، مُسلم۔ ترمذی۔ ابوداوٗد نسائی۔ ابن ماجہ) مشہور ہیں انہی کی روایات لے کر مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ اور ان میں سے بخاری شریف نمبر اول پر ہے۔ اسی طرح شیعہ مذہب صحاح اربعہ (اصول کافی۔ الاستنصار طبرسی۔ تہذیب الاحکام من لا یحضرہ الفقیہ) ہیں۔ ان میں نمبر اول اصول کافی ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جسے شیعہ کے مجتہدین کا دعوےٰ ہے کہ یہی کتاب امام مہدی موعود (جو اب غار سرمن میں چھپے ہوئے ہیں) کے پیش کی گئی تو انھوں نے فرمایا: ھٰذا کافٍ لشیعتنا "یہ کتاب

ہمارے شیعہ مذہب کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے اس کتاب کا نام "الکافی" ہے۔
اور مطبوعہ کتابوں کے ابتدا میں مذکورہ بالا عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اس کے
مصنف کے لئے لکھتے ہیں "رئیس المحدثین الشیخ الامام ثقۃ الاسلام ابی جعفر
محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی الرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ"[1] فقیر مطبوعہ "نولکشور
لکھنؤ" سے حوالہ جات نوٹ کر رہا ہے۔

یاد رہے فقیر نے آئینہ شیعہ نما میں اصول کافی کے مختلف مقامات پر
حوالے لکھے ہیں۔ اس کتاب میں یکجا جمع کر کے لکھے جا رہے ہیں۔

(۱) امام جعفر سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو کسی کو کچھ جواب دیتے اور کسی کو کچھ صد ۳۳

عَنْ زُرَارَۃَ بْنِ اَعْیَنٍ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ قَالَ سَئَلْتُہٗ عَنْ مَسْئَلَۃٍ فَاَجَابَنِیْ ثُمَّ
جَآءَہٗ رَجُلٌ فَسَئَلَہٗ عَنْھَا فَاَجَابَہٗ بِخِلَافِ مَا اَجَابَنِیْ ثُمَّ جَآءَہٗ رَجُلٌ فَسَئَلَہٗ
عَنْھَا فَاَجَابَہٗ بِخِلَافِ مَا اَجَابَنِیْ وَاَجَابَ صَاحِبِیْ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجُلَانِ
قُلْتُ یَا ابْنَ رَسُوْلِ اللہِ رَجُلَانِ مِنْ اَھْلِ الْعِرَاقِ مِنْ شِیْعَتِکُمْ قَدِمَا یَسْئَلَانِ
فَاَجَبْتَ کُلَّ وَاحِدٍ مِنْھُمَا بِغَیْرِ مَا اَجَبْتَ صَاحِبَہٗ فَقَالَ یَا زُرَارَۃُ اِنَّ ھٰذَا
خَیْرٌ لَّنَا وَلَکُمْ اَلْقٰی لَنَا وَلَکُمْ وَلَوِ اجْتَمَعْتُمْ عَلٰی اَمْرٍ وَّاحِدٍ لَصَدَّقَکُمُ النَّاسُ
عَلَیْنَا وَلَکَانَ اَقَلَّ لِبَقَائِنَا وَبَقَائِکُمْ ثُمَّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ عَبْدِ اللہِ شِیْعَتُکُمْ لَوْ
حَمَلْتُمُوْھُمْ عَلَی الْاَسِنَّۃِ اَوْ النَّارِ لَمَضَوْا وَھُمْ یَخْرُجُوْنَ مِنْ عِنْدِکَ مُخْتَلِفِیْنَ

[1] اس کے متعلق مزید تبصرہ "آئینہ شیعہ مذہب" فقیر کی تصنیف دیکھئے ۱۲

قَالَ فَاَجَابَنِیْ بِمِثْلِ جَوَابِ اَبِیْہٖ ۔ ترجمہ:۔ زرارہ صاحب امام باقرؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا۔ انھوں نے مجھے جواب دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ اور اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا۔ اس کو انھوں نے میرے جواب کے خلاف بتایا۔ پھر ایک تیسرا شخص آیا اور اس نے بھی وہی مسئلہ پوچھا تو انھوں نے اس کو ہم دونوں کے خلاف جواب بتایا۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے کہا کہ اے فرزند رسول اللہ یہ دونوں شخص عراق کے رہنے والے تمہارے شیعوں میں سے تھے۔ تم سے مسئلہ پوچھنے آئے تھے۔ تم نے ایک کو کچھ جواب دیا۔ دوسرے کو کچھ۔ امام باقرؒ نے کہا۔ اے زرارہ اسی میں ہماری تمہاری خیریت ہے۔ اگر تم سب ایک بات پر متفق ہو جاؤ تو لوگ تم کو ہم سے روایت کرتے ہیں۔ سچا سمجھ لیں گے۔ پھر ہماری تمہاری زندگی نہیں رہ سکتی۔ پھر میں نے امام جعفر سے کہا۔ کہ تمہارے شیعہ ایسے ہیں کہ اگر تم ان کو نیزوں میں اور آگ میں بھیج دو تو چلے جائیں۔ حالانکہ وہ تمہارے پاس سے مختلف ہو کر نکلتے ہیں۔ تو انھوں نے بھی اپنے والد ہی کا سا جواب دیا۔

ناظرین:۔ سوچیں کہ جو انسان دو رُخی بات کرتا ہو اس کا عوام میں اعتبار اُٹھ جاتا ہے جب شیعہ اپنے ائمہ کے لئے ایسی باتیں کریں تو بتایئے ایسے ائمہ کا کیا اعتبار ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(۲) شیعہ کو مذہب کا چھپانا اور ظاہر کرنا ذلت ص۴۸۵ اصل عبارت یوں ہے۔

قَالَ ابو عبد اللہ علیہ السلام یا ابا سلیمان انکم علٰی دین من کتمہ اعزہ اللہ

حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے شیعو تم ایسے دین پر ہو کہ جو

ومن اذاعه اذله الله (باب الکتمان) اسے چھپائے گا وہ عزت پائے گا۔ جو

تشریح از اویسی غفرلہ اس کی اشاعت کریگا وہ ذلیل ہوگا۔

اس روایت میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے شیعوں کو مذہب کی اشاعت سے روکا ہے لیکن افسوس ہے کہ موجودہ دور کے شیعہ حضرات امام صاحب رضی اللہ عنہ کے ارشادِ گرامی کے خلاف کر رہے ہیں۔ ناظرین سوچیئے اس ارشادِ گرامی پر تصنیف و تالیف (کتابیں چھپوا کر شائع کرنا درس و تدریس، مدرسہ وغیرہ پڑھانا، درسگاہیں بنانا۔ وعظ و تقریر (مناظرہ۔ تبلیغ۔ مرثیہ خوانی وغیرہ سب ناجائز ہوئے یا نہ۔

ہم شیعوں سے کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ائمہ معصومین کے سچے شیدائی ہو تو امور مذکورہ بالا چھوڑ دو۔ ورنہ اقرار کرو کہ یہ تمام تمہارا پیٹ کا مسئلہ ہے۔ دین کا نہیں ہے۔

(۳) شیعوں کا خدا پولا اور حرف تیس سالہ ہے معاذ اللہ ص۲۳ اس کی اصل عبارت ہم نے آئندہ اوراق میں درج کی ہے۔

(۴) باب البداء اور ہر نبی علیہ السلام اس بداء کا مکلف رہا۔ ص۲ بدا کی مستقل بحث ہم نے آگے چل کر تفصیل سے لکھی ہے۔

(۵) انبیاء علیہم السلام کی وراثت علمی ہوتی ہے۔ نہ دراہم و دنانیر ص۱۲ اصل عبارت یوں ہے:۔

عن ابی عبد اللہ قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذاک ان الانبیاء لم — حضرت امام نے فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور انبیاء کا ورثہ درہم

یورثوا درھما ولا دینارا گو انما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیءٍ منھا فقد اخذ حظاً وافرا فانظروا علمکم ھذا عمن تاخذونہ الخ کتاب فرض العلم (باب صفۃ العلم وفضلہ وفضل العلماء)

و دینار نہیں۔ بلکہ ان کا ورثہ حدیثیں ہیں۔ جس نے احادیث پڑھیں اس نے وافر حصہ لیا۔ اس کے بعد دیکھ لیا کرو کہ کس سے کیا حاصل کر رہے ہو۔

تشریح از اویسی غفرلہ

یہ روایت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں پیش کی جاتی ہے جبکہ آپ نے بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باغ فدک کے مطالبہ پر یہی فرمایا۔ جو شیعہ کی روایت میں ہے۔ افسوس ہے کہ جو بات وہ خود کہیں تو وہ دین بن جائے۔ اور جو حضور علیہ السلام کے یارِ غار کہیں تو وہ کفر ہو جائے یاد رہے کہ اس کے جواب میں شیعہ کہتے ہیں کہ کیا بی بی کو خبر نہیں تھی ہم کہتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ تمام روایات ہر ایک کو معلوم ہوں۔ بالخصوص عورتیں اور خاص طور پر بی بی صاحبہ کہ جنھوں نے زندگی اپنی گھر کی چار دیواری میں بسر فرمائی۔

باغ فدک کے متعلق مزید فقیر کی کتاب "باغ فدک" کا مطالعہ کیجئے۔

شیعوں نے حضرت زبیر پر لعنت کی۔ صفحہ ۱۷۱

تشریح

حضرت زبیر کے فضائل فقیر آگے چل عرض کرے گا۔ یہاں صرف یہ بتانا ہے کہ شیعہ مذہب کی تہذیب پر رونا آتا ہے کہ ان غریبوں نے حضور نبی

علیہ السلام کے کسی بھی جلیل القدر صحابی اور رشتہ دار کو اپنی لعنت سے نہیں بچایا۔

(۶) حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ بدعات کے ظہور کے وقت عالم کو اپنا علم ظاہر کرنا واجب ورنہ لعنتی صفحہ ۳۰

اصل عبارت یہ ہے۔

عن محمد بن جمہور القمی یرفعہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ظہرت البدع فی امتی فلیظہر العالم علمہ فلم یفعل فعلیہ لعنۃ اللہ (کتاب العلم باب البدع والرای و المقائیس)

ترجمہ:۔ قمی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بدعات کا ظہور ہو تو عالم پر واجب ہے کہ وہ اپنا علم ظاہر کرے۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

(تشریح از اویسی غفرلہ)

اصحاب ثلٰثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی خلافت صادقہ کو شیعہ غصب و ظلم وغیرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاموشی کو تقیہ پر محمول کرتے ہیں۔ لیکن ایک سنجیدہ انسان سوچے کہ جب ایک عام عالم کو دین کی ناؤ ڈوبنے پر خاموش رہنا لعنت خداوندی کا مستحق ہے۔ تو پھر خدانخواستہ اصحاب ثلٰثہ اگر غاصب و ظالم (معاذ اللہ) تھے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جیسا شیر خدا کیوں خاموش رہا۔ اس کا واضح ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاموش ہونا حق کو تسلیم کرنے کی بنا پر تھا۔ ورنہ "فعلیہ لعنت اللہ" کا کیا جواب ہو گا۔

اس حکم سے خلافت اصحاب ثلاثہ حق ورنہ حضرت علی اور دوسرے حضرات اہل بیت اور حضرت امام مہدی پر بقول شیعہ زندہ موجود ہیں۔ یہ فتویٰ لاگو ہوگا۔ اتنا بڑے بدعات کو دیکھ کر خاموشی کیوں۔

(۷) ائمہ کو ہر ایک کے ایمان کی حقیقت اور نفاق معلوم تھا۔ صفہ ۲۴۷ و صفہ ۱۱ اصولِ کافی میں اس کے متعلق اور بھی کئی عجیب باتیں لکھی ہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

جب ائمہ کا یہ حال ہے تو نبی علیہ السلام کو بھی خلفاء راشدین کے حق ہونے کا علم تھا۔ ورنہ جس طرح حضور علیہ السلام نے اپنی مجلس سے تمام منافقین کو ان کے نام لے کر اُٹھا دیا۔ بقول شیعہ اگر یہ حضرات منافق تھے تو انھیں بھی اُٹھا دیتے۔ حالانکہ اس مجلس میں حضرت صدیقِ اکبر و حضرت عمر و حضرت عثمان و دیگر جملہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ منافقین کے اٹھائے جانے کی روایات تفسیر اہل سنت کے علاوہ شیعوں کی تفسیروں میں بھی ہیں۔ دیکھو ترجمہ مقبول تحت آیت " انما کنا نخوض ونلعب اور خلاصہ منہج الصادقین تحت آیت " ماکان اللہ لیذر المومنین وغیرہ۔

(۸) شیعہ کا عقیدہ ہے کہ بارہ اماموں کا ہر عمل امر الٰہی کے مطابق ہوتا ہے اس سے سرمو تفاوت نہیں کرتے۔ صفہ ۱۔ اصل میں اس موضوع پر اصولِ کافی میں ایک مستقل باب ہے۔ باب ان الائمۃ علیہم السلام لم یفعلوا شیئاً ولا یفعلون الا بعہد من اللہ عزوجل وامر منہ لا یتجاوزونہ۔ (کتاب الحجۃ)

اس کا ترجمہ اوپر مذکور ہوا۔

(تشریح از اویسی غفرلہ)

جب ائمہ کا ہر عمل امرِ الٰہی کے مطابق تھا اور یقیناً ایسے ہی تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کے ماتحت رہنا اور ان کے ساتھ رشتے ناطے مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی صاحبزادی بی بی ام کلثوم نکاح میں دینا اور اپنے صاحبزادوں کے اسماء اصحابِ ثلثہ کے نام پر رکھنا سب حق اور مطابق امرِ الٰہی تھا۔ لیکن شیعہ کا مذہب اس کے برعکس ہے۔ معلوم ہوا کہ ائمہ کا طور طریق مبنی بر حق تھا۔ لیکن مذہبِ شیعہ سبائی فتنہ کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۹) حضرت آدم علیہ السلام میں کفر کے اصول پائے گئے (معاذ اللہ) صد ۵۱ اصل عبارت یوں ہے۔

قال ابو عبداللہ علیہ السلام اصول الکفر ثلاثۃ الحرص والاستکبار والحسد فاما الحرص فان آدم حین نھی عن الشجرۃ حملہ الحرص علی ان اکل منھا الخ کتاب الایمان والکفر (باب فی اصول الکفر)	ترجمہ۔ حضرت ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ کفر کے اصول تین ہیں (۱) حرص (۲) تکبر (۳) حسد حرص آدم علیہ السلام میں پایا گیا جبکہ انھیں شجرہ کے کھانے سے روکا گیا۔

(تشریح از اویسی غفرلہ)

اس حوالہ میں یار لوگوں نے ابا جان حضرت آدم علیہ السلام کو کافر کہہ دیا۔ حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کفر و شرک کو مٹانے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اور انھیں ہر گناہ سے معصوم ماننا ضروری ہے۔

اور شیعہ مذہب کی کمزوری کا بیّن ثبوت ایک یہ بھی ہے کہ اپنے ائمہ کو تو ہر صغیرہ کبیرہ سے معصوم مانتے ہیں. لیکن نہ صرف آدم علیہ السلام بلکہ ہر نبی کو نہ صرف مجرم بلکہ کافر کہنا اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں. اس کے مزید حوالہ جات اور اعلیٰ تحقیق فقیر کے رسالہ "آئینہ شیعہ مذہب" کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۰) امام جعفر کی تصدیق کہ صحابہ کرام کی تمام روایات صحیح ہیں. اصول کافی کی اصل عبارت یوں ہے کہ منصور بن حازم کہتا ہے کہ:۔

قلت لابی عبداللہ ما بالی بالجواب ثم اسئلک عن المسئلۃ فتجیبنی فیھا بالجواب. ثم یجیئک غیری فتجیبہ فیھا بجواب آخر فقال انا نجیب الناس علی الزیادۃ والنقصان قال قلت فما بالھم اختلفوا فقال اما تعلم ان الرجل کان یاتی رسول اللہ فیسالہ عن المسالۃ فیجیبہ فیھا بالجواب ثم یجیبہ بعد ذالک بما ینسخ ذالک الجواب فنسخت الاحادیث بعضھا بعضا (کتاب العلم باب اختلاف الحدیث ص ۳۵

میں نے حضرت امام سے عرض کیا کہ میں آپ سے کسی مسئلہ کا سوال کرتا ہوں. تو آپ اس کا کچھ جواب دیتے اور دوسرے کو اس کے خلاف آپ نے فرمایا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو نہیں دیکھتے ہو کہ وہ کسی روایت میں کچھ کہتے ہیں. پھر اس کے خلاف بھی کہتے ہیں. اس کا نتیجہ یہ ہے کہ احادیث ایک دوسرے کی ناسخ ہوتی ہیں.

(تشریح از فقیر اویسی غفرلہ)

اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کے روایات کا اختلاف مبنی بر نسخ ہے. لیکن شیعہ ان کے اقوال کو توڑ مروڑ کر کے عوام کو بہکانے کی خام کوشش کرتے ہیں.

(۱۱) حضرت علی کے سوا قرآن کریم کسی نے جمع نہیں کیا۔ اگر کوئی دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔ ص ۱۳۹

اصول کافی میں اس کا مستقل باب باندھا ہے کہ انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ وانہم یعلمون علمہ کلہ اس کے بعد مذکورہ بالا روایت لکھی ہے کہ۔

عن جابر قال سمعت ابا جعفر یقول ما ادّعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلہ کما انزل الا کذّاب وما جمعہ وحفظہ کما نزلہ اللہ الا علی بن ابی طالب والائمۃ من بعدہ	میں نے ابو جعفر سے سُنا کہ جو دعویٰ کرے کہ اس نے تمام قرآن جمع کیا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ قرآن سارے کا سارا وہی حق ہے۔ جسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے جمع کیا۔

(باب مذکور کتاب الحجۃ)

(تشریح از اویسی غفرلہ)

یہ شیعوں کی بڑ ہے ورنہ خود حضرت علی اور خود شیعوں کے ائمہ معترف ہیں۔ کہ حضرت علی نے کوئی اور علیحدہ قرآن نہیں جمع کیا۔ لیکن چونکہ شیعوں کو اصحاب ثلثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ضد ہے۔ بلکہ انھیں کافر و منافق۔ غاصب نامعلوم کیا کیا بکتے ہیں۔ اور چونکہ موجودہ قرآن انہی کا جمع کردہ ہے۔ اِسی لئے کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جماعت کو یقین دلائیں کہ اصل قرآن اور ہے۔ لیکن انھیں اگر مناظرہ کا چیلنج کیا جائے۔ تقیہ کے طور پر کہہ دیتے ہیں کہ ہمارا اسی قرآن پر ایمان ہے۔

یہ بھی ان کا جھوٹ ہے ورنہ اگر وہ اس قرآن کو حق مانتے ہیں تو اُن کے

جامعین کو کافر وغیرہ کیوں کہتے ہیں۔ اسی مقام پر شیعہ پھنس جاتا ہے۔ یا تو اُس کا اِس قرآن پر ایمان نہیں۔ اگر اُس کا اِس قرآن مجید پر ایمان ہے تو پھر صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو بُرا بھلا کہنا چھوڑ دے۔ ورنہ اپنے مذہب کے بطلان کا اقرار کرے۔ حالانکہ ان کا اصلی عقیدہ یہی ہے۔ جیسے اوپر لکھا گیا۔ اور مندرجہ ذیل عبارات سے معلوم ہوتا ہے۔

(۱۲) قرآن ستر گز تھا جو اب موجود قرآن سے تین حصہ زائد ہے ملا[۱۴۶]

اصول کافی میں اس کا مستقل باب باندھا ہے۔ باب فیہ ذکر الصحیفۃ والجفر والجامعۃ ومصحف فاطمہ علیہا السلام اس کے بعد ایک طویل حدیث لکھی ہے جس سے چند باتیں نقل کی جاتی ہیں۔

● قال صحیفۃ طولھا سبعون ذراعا احتجاج طبرسی صفحہ ۲۰۳
اور فرمایا
مصحف فیہ مثل قرانکم ھذا ثلاث مراعات واللہ مافیہ من قرآنکم حرف واحد۔

ان کے تراجم تشریح ہیں آجاتے ہیں

شرح از اویسی غفرلہ
شیعوں کا اس قرآن پر ایمان نہیں ان کا قرآن یہی ہے جس کا تعارف حرو کلینی صاحب نے کیا ہے۔ کہ وہ قرآن ستر گز لمبا ہے اور ہمارے اِس قرآن سے سہ گنا بڑا ہے۔ اور شیعوں کے لئے خوشی کی بات

یہ ہے کہ ہمارے اس قرآن سے اس میں ایک حرف بھی نہیں. گویا کہ وہ پ ٹ. چ. ڈ. ڑ. گ وغیرہ سے مرکب ہے. اور وہ امام مہدی کے پاس ہے. اور وہ ڈر کے مارے غار سرمن میں چھپے بیٹھے ہیں. جب انھیں خالص مخلص چند شیعہ ملیں گے تو وہ قرآن لے کر غار سے باہر نکلیں گے. شیعوں کو سوچنا چاہیئے کہ نہ اُن کے پاس قرآن ہے نہ امام ہے. تو پھر کس سہارے پر مذہب کی گاڑی چلا رہے ہیں. شیعہ بھائیو، سوچو۔

(۱۳) شیعوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے ص۱۵۹

اصل عبارت یوں ہے کہ

عن ابی الحسن علیہ السلام قال ان اللہ عزوجل غضب علی الشیعۃ الخ

(کتاب الحجۃ (اصول کافی)

شرح ازادلسی عفرلہ

جب شیعوں کے اپنے امام گواہی دیں کہ شیعوں پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے. اور پہلے حوالہ گذر چکا ہے کہ ائمۃ از خود نہیں بولتے. اُن کی زبان پر اللہ تعالیٰ بولتا ہے. یعنی زبان اُن کی ہوتی ہے فرمان اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے.

اب ہمارے شیعہ بھائی سوچ لیں کہ غضب الٰہی میں رہیں یا توبہ کر کے اہل سنت میں شامل ہو کر رحمت الٰہی کے حقدار بنیں. اس کے مزید حوالہ جات فروع کافی کتاب الروضہ ص۶، جلال العیون ص۲۸

(۱۴) چہار نیات کا ثبوت اصول کافی ص۲۷۸

اصل عبارت یوں ہے۔

ولد له علیه السلام منها قبل مبعثه القاسم و رقیه و زینب ام کلثوم و ولد له بعد المبعث الطیب و الطاهر و الفاطمه علیها السلام کتاب الحجة باب مولد النبی صلی الله علیه وسلم یعنی حضور علیہ السلام اظہارِ نبوت سے پہلے بی بی خدیجہ سے۔ قاسم۔ رقیہ زینب و امِ کلثوم (تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ) پیدا ہوئے۔ اور اعلانِ نبوت کے بعد الطیب الطاہر فاطمہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔

تشریح از اویسی غفرلہ

اہل سنت حضور علیہ السلام کی چار بنات مانتے ہیں۔ اور شیعہ صرف ایک۔ وہ بھی صرف اسی ضد پر کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا داماد رسول ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ اور یہ بھی چند ایک مرثیہ خواں اور ذاکر یا جاہل قسم کے شیعہ انکار کرتے ہیں۔ ورنہ اُن کی مذہبی کتابوں میں چار صاحبزادیوں کا واضح طور پر ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً اصول کافی کا حوالہ گذرا اور مندرجہ ذیل دیگر حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ مزید فقیر کے رسالہ "القول المقبول فی بنات الرسول کا مطالعہ کیجئے۔

۱۔ حیات القلوب ملا باقر مجلسی ص ۵۵۹ ج ۵ و ص ۳۴۳ ج ۳ و ص ۷۱۸ ج ۲

۲۔ فروع کافی ص ۵۲ ج ۲ (کتاب العقیقہ و کتاب النکاح ص ۲۰ ج ۲

۳۔ الاستبصار ص ۲۴۵ ج ۱

۴۔ قرب الاسناد ص ۸

۵۔ ابن شہر آشوب ص ۱۱۵ ج ۱

۶۔ اخبار ماتم صہ ۸۵

۷۔ خصال لابن بابویہ صہ ۳۸

۸۔ تہذیب الاحکام صہ ۲۸۴

۹۔ کتاب الامالی الطوسی صہ ۳۷۔ تحفۃ العوام وغیرہ وغیرہ مزید تحقیق فقیر کی کتاب "القول المقبول فی بنات الرسول" میں دیکھئے۔

(۵) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ ادا کرنا جس میں صحابہ ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہوئے۔

اصول کافی صہ ۲۸۶ کتاب الحجۃ باب مولود النبی ووفاتہ)

اصل عبارت یہ ہے۔

عن ابی جعفر علیہ السلام قال لما قبض النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وصلت علیہ الملائکۃ والمہاجر والانصار فوجاً فوجاً۔ الخ

یعنی حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور علیہ السلام کا وصال ہوا تو آپ پر ملائکہ اور مہاجر و انصار نے نماز پڑھی۔

تشریح از اویسی غفرلہ

شیعہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا جنازہ تین دن تک پڑا رہا۔ اصحاب ثلاثہ (ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم) خلافت کے بارہ میں لڑتے رہے۔ لیکن نماز جنازہ میں شریک نہ ہوئے۔

یقین جانیے کہ یہ ذاکروں۔ مرثیہ خوانوں اور جاہلوں کا من گھڑت افسانہ ہے۔ ورنہ شیعہ کی معتبر اور ان کے ائمہ معصومین کی صحاح کی روایت سے

ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف اصحابِ ثلاثہ بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ مزید اخبار ماتم جلد ۱ ص ۶۵ و دیگر معتبر کتب شیعہ ملاحظہ ہوں۔ مزید تحقیق فقیر کے رسالہ جنازۃ النبی علیہ السلام میں دیکھئے۔

واحتجاج طبرسی ص ۵۲-۴۶ ج ۲ وحیاۃ القلوب ج ۲ صفحہ ۶۹۷ جلاء العیون ص ۶۲ وصافی ص ۴۰۳ جزء سوم ص ۱۶۲ ج ۲۔

نوٹ:۔ جنازہ کا یہی تصور رکھنا جیسا کہ عام آدمیوں کا ہوتا ہے۔ تو یہ جہالت ہے۔ ورنہ حضور علیہ السلام کے لئے عام طریق سے جنازہ نہیں تھا۔ مزید تبصرہ رسالہ مذکورہ میں دیکھئے۔

بحث التقیہ

مذہب شیعہ کے دین میں تقیہ یعنی "جھوٹ اور دھوکہ" کو بہت بڑی نیکی اور ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ان کی معتبر کتاب فروع کافی کے صفحہ ۲۴ پر لکھا ہے کہ ان کے امام نے فرمایا کہ دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ یعنی "کذب ونفاق" ہے۔ اور ایک حصہ دوسری تمام دنیا بھر کی نیکیاں اور عبادات مثلاً نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۴۵ پر لکھا ہے کہ ان کے امام نے فرمایا کہ شیعہ یاروں کے لئے اپنا دین چھپانا یعنی "تقیہ کرنا" باعثِ عزت ہے۔ اور اس کا ظاہر کرنا باعثِ ذلت۔ اگر شیعہ یار کہتے ہیں کہ ہمارا اس قرآن پر ایمان ہے تو گو شیعہ یار تقیہ کر کے بہت بڑا ثواب واجر لوٹتے ہیں۔

ہم نے اصول کافی صعہ کا حوالہ لکھا تھا۔ اس کا یہی مطلب تھا جو مذکور ہوا۔

اب اصلی عبارت ملاحظہ ہو۔

(۱) عن ابن ابی عمیر الاعجمی قال قال لی ابو عبداللہ علیہ السلام یا اباعمران تسعۃ اعشار الدین فی التقیۃ ولا دین لمن لا تقیۃ لہ۔

یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک خاص شیعہ ابن ابی عمیر الاعجمی سے فرمایا کہ دین میں نوے فیصدی تقیہ اور جھوٹ بولنا ضروری ہے۔ اور فرمایا کہ جو تقیہ (جھوٹ) نہیں بولتا وہ بے دین ہے۔ (باقی دس کی کسر بھی نہ رہی) دیکھو اصول کافی صد ۴۸۲ اور صد ۴۸۳ پر بھی کثرت کے ساتھ روایات ہیں۔ جن میں سے دو تین نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں:۔

(۲) عن ابی بصیر قال قال ابو عبداللہ علیہ السلام التقیۃ من دین اللہ قلت من دین اللہ؟ قال ای واللہ من دین اللہ۔ یعنی ابو بصیر جو امام عالیمقام امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وزیر مشیر تھا۔ اور روایت میں اہلِ تشیع کا مرکز ہے۔ کہتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ کرنا اللہ کا دین ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ کا دین ہے؟ تو امام صاحب نے فرمایا اللہ کی قسم ہاں تقیہ (جھوٹ) اللہ کا دین ہے۔

(۳) عن عبداللہ الجی ابن ابی یعفور عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال اتقوا علی دینکم واحجبوہ بالتقیۃ فانہ لا ایمان لمن لا تقیۃ لہ۔

یعنی ابن ابی یعفور جو امام عالی مقام صادق علیہ السلام کا ہر وقت حاضر باش تھا، وہ کہتا ہے کہ حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنے

مذہب پر خوف رکھو اور اس کو ہمیشہ جھوٹ اور تقیہ کے ساتھ چھپائے رکھو۔ کیونکہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا کوئی ایمان نہیں۔ اور صفحہ ۴۸۴ کی روایات میں سے بھی ایک دو روایتیں پیش کرتا ہوں :۔

(۴) عن معمر بن خلاد قال سألت ابی الحسن علیہ السلام عن القیام للولاۃ فقال قال ابو جعفر علیہ السلام التقیۃ من دینی ودین آبائی ولا ایمان لمن لا تقیۃ لہ۔ یعنی حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا خاص شیعہ معمر بن خلاد کہتا ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ان کے امیروں اور حاکموں کے استقبال کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ امام محمدؒ باقر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ کہ تقیہ کرنا میرا مذہب ہے اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے۔ اسی طرح اسی صفحہ پر محمدؒ بن مروان اور ابن شہاب زہری کی روایتیں بھی قابلِ دید ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس صفحہ ۴۸۵ اور ۴۸۶ اور ۴۸۷ تمام کے تمام یہ صفحات تقیہ، مکر، فریب اور کذب بیانی پر مشتمل روایات سے مملو ہیں۔

(۵) صفحہ ۴۸۶ پر معلیٰ بن الخنیس کی ایک روایت بھی یاد رکھیں۔ کہتے ہیں :۔

(۶) عن معلّی بن الخنیس قال قال ابو عبد اللہ علیہ السلام یا معلّٰے اکتم امرنا ولا تذعہ فانہ من کتم امرنا ولم یذعہ اعزہ اللہ بہ فی الدنیا وجعلہ نوراً بین عینیہ فی الآخرۃ تقودہ الی الجنۃ یا معلّٰے من اذاع امرنا ولم یکتمہ اذلہ اللہ بہ فی الدنیا ونزع نوراً من بین عینیہ فی الآخرۃ وجعلہ ظلمۃ تقودہ الی النار یا معلّٰے ان التقیۃ من دینی ودین آبائی ولا دین لمن لا تقیۃ لہ۔

یعنی امام جعفر صادق صاحب کا شیعہ خاص اور امام صاحب موصوف سے
کثیر الروایات معلیٰ بن خنیس کہتا ہے کہ امام صاحب نے مجھسے فرمایا: ہماری
باتوں کو چھپاؤ اور ان کو مت ظاہر کرو۔ کیونکہ جو شخص ہمارے دین کو چھپاتا ہے
اور اس کو نہیں ظاہر کرتا تو اللہ تعالےٰ چھپانے کے سبب سے اس کو دنیا میں
عزت دے گا۔ اور قیامت میں اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور
پیدا کرے گا جو سیدھا جنت کی طرف اس کو لے جائے گا۔ اے معلیٰ! جو شخص
بھی ہماری باتوں کو ظاہر کرے گا۔ اور ان کو نہ چھپائے گا۔ تو دنیا میں اللہ تعالےٰ
اس سبب سے اس کو ذلیل کرے گا۔ اور آخرت میں اس کی دونوں آنکھوں
کے درمیان میں سے نور کو سلب کرلے گا۔ اور اس کے بجائے ظلمت اور اندھیرا
بھر دے گا۔ جو اس کو جہنم کی طرف لے جائے گا۔ اے معلیٰ تقیہ کرنا میرا دین ہے
اور میرے آباؤ اجداد کا دین ہے۔ جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے۔ غرض ایک
سے ایک بڑھ چڑھ کر روایتیں ہیں۔ کس کس کو لکھیں اور اہلِ تشیع کی جس کتاب
کو دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ صادقین معصومین کی طرف حق کو چھپانے
اور تقیہ و کذب بیانی پر مشتمل روایات منسوب کرنے کی غرض سے یہ کتاب
تصنیف فرمائی گئی ہے۔ چونکہ کتاب کافی کلینی اہلِ تشیع کی تمام کتابوں کا منبع و
ماخذ ہے۔ اور تمام کتابوں سے ان کے نزدیک انتہا درجہ معتبر ہے۔ حتیٰ کہ اس
کتاب کے شروع میں اس کی وجہ تسمیہ میں جلی قلم سے لکھا ہوا ہے:۔ "قال امام
العصر وحجۃ اللہ المنتظر علیہ سلام الملک الاکبر فی حقہ ھذا کاف لشیعتنا"
یعنی اس کتاب کے متعلق امام حجۃ اللہ المنتظر مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے:

کہ ہمارے شیعوں کے لئے یہ ہی کتاب کافی ہے۔ تو اسی لئے اس ضروری مسئلہ تقیہ وکتمانِ حق کے ثبوت میں اسی کافی کی روایات کو کافی سمجھتا ہوں۔

تقیہ کی مثالیں

شیعہ کے دین میں سے اس قسم کے تقیہ کی چند مثالیں پڑھیئے:۔

۱۔ بوقتِ ضرورت حضرت علی کو گالیاں دے دیں تو جائز ہے۔ دیکھئے اصول کافی ص ۴۸۴

۲۔ تقیہ تمام عبادات یعنی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ، جہاد سے افضل ہے۔
آثار حیدری ص ۲۸۸

۳۔ شیعہ اگر کسی غیر شیعہ یعنی (سنّی) کے پیچھے تقیہ کر کے نماز پڑھیں تو سات سو (۷۰۰) نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ آثار حیدری ص ۱۶ ۵

۴۔ ان کی معتبر کتاب من لایحضر الفقیہ کے ص ۲۱۲ پر لکھا ہے کہ جو شیعہ کسی منافق یعنی "سنی" کے پیچھے تقیہ کر کے نماز پڑھے تو گویا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔

۵۔ ان کی معتبر کتاب فروع کافی ص ۱۰۰ و اصول کافی ص ۱۴۶ و تحفۃ العوام ص ۳۱۷ ص ۳۱۷ پر لکھا ہے کہ اگر کسی غیر شیعہ یعنی "سنی" کی نماز جنازہ پڑھو تو مرنے والے کے لئے بجائے دعائے جنازہ کے بددعا کرو کہ ان کے امام بھی اسی طرح کرتے تھے۔ فقیر اویسی کی سنیوں سے گذارش ہے کہ ؎

نہ آنے دو انھیں جنازہ پر خدا کے لئے
نماز پڑھنے جو آئیں گے بددعا کے لئے

۶۔ شیعہ یاروں کے مترجم قرآن مقبول کے صفحہ ۴۸۳ پر لکھا ہے کہ ان کے امام جعفر نے کہا۔ کہ ناصبیوں یعنی "سنیوں" کی زمانہ رجعت میں پاخانہ خوراک ہو گی

تنبیہ :۔ کیا ایسی بات کسی امام برحق کے منہ سے نکل سکتی ہے؟ اور آج بھی تقیہ کر کے شیعہ سنیوں کو کھلاتے پلاتے وقت اپنے قول امام اور قرآن پر خوب عمل کرتے ہیں۔ اور ہمیں تو اُن کا حال بھی معلوم ہے کہ یہ پاخانہ میں پڑی ہوئی روٹی دھو کر کھا لیتے ہیں۔ اور خود کو دوزخ سے آزاد سمجھتے ہیں۔ دیکھئے ذخیرۃ المعاد صد ۱۴۵ اور روضہ کلینی صد ۲۸۶ عبارتیں فقیر نے اسی کتاب کے مختلف مقامات پہ لکھ دی ہیں۔

فقیر اپنے سُنی بھائیوں سے عرض کرتا ہے کہ بد مذہبوں سے بچ کر رہیئے۔ اور انھیں دُور سے سلام کر کے یہ شعر سنا دیئے۔

پھنس کر اپنے دونوں جہاں برباد کر رہے ہیں
کیوں دوستی کے پردہ میں کر رہے ہو دشمنی

امام جعفر نے فرمایا کہ اگر مجھے صرف تین خالص شیعہ مل جاتے تو میں اپنی حدیث نہ چھپاتا اصول کافی صد ۴۹۶ (کتاب الایمان والکفر باب فی قلۃ عدد المومنین) کی اصل عبارت یہ ہے۔

عن ابی ریاب قال سمعت ابا عبد اللہ علیہ السلام یقول لابی بصیر اما واللہ لو انی اجد منکم ثلاثہ مومنین یکتمون حدیثی ما استحللت ان اکتمھم حدیثاً۔

اس روایت کو ہم پہلے نقل کر کے ترجمہ لکھ چکے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اپنی شیعہ جماعت میں ایک بھی اس کے لائق نہیں ملتا جسے میں اپنا دین بناؤں۔

ناظرین

سوچیں جب شیعوں میں ائمہ عظام ہی کوئی قابلِ اعتماد نہیں ملتا، تو پھر اہلِ سنت کی مندرج ذیل عرض پر کیوں نہ عمل کیا جائے۔ جبکہ ہماری بات معقول بھی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی تفسیر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھی اور انہی مقدس لوگوں صاحبِ اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامیہ اور اعمالِ عالیہ اور سیرت مقدسہ کی دولت کو براہِ راست حضور کی ذات سے حاصل کیا جس کو ان کے شاگردوں یعنی تابعین نے ان سے حاصل کیا۔ علیٰ ہٰذا القیاس وہ مقدس شریعت ہم تک پہنچی۔ لیکن شیعوں نے سرے سے ابتدائی واسطہ یعنی صحابہ کرام کی ذات قدسی صفات ہی کو قابلِ اعتماد تسلیم نہ کیا۔ یعنی یہ کہہ دیا کہ سوائے تین صحابہ کے باقی سب مرتد ہو گئے۔ ادھر ان کے ائمہ خود شیعوں کو غیر معتبر بلکہ مرتد اور باغی از اسلام گردانتے ہیں۔ اس کے بعد بتایئے دین اسلام کا کیا رہا۔ اس سے ماننا پڑا کہ شیعہ مذہب کی بنیاد ہی غلط ہے۔

(۱۷) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ جلد ۱ ص ۹۱ اصول کافی میں باب الاشارہ والنص علی ابی الحسن موسیٰ میں احمد بن مہران کی روایت کے اسناد میں لکھا کہ :-

"فسماہ علی بن عمر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تشریح از اویسی غفرلہٗ

صحاح شیعہ کی صحیح ترین کتاب الکافی کی سند عمر بن علی (یعنی عمر حضرت علی کا بیٹا) ہے۔ اس سے اور کیا بہتر ثبوت چاہیئے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اپنے بیٹے کا نام عمر رکھا۔ صفحہ ۲۲۵ - اصول کافی کتاب الحجۃ باب بعض معجزات الائمہ کی ایک سند میں لکھا کہ قال اتینا خدیجہ بنت عمر بن علی بن الحسین امام زین العابدین کے لڑکے عمر کی لڑکی خدیجہ کے ہاں حاضر ہوئے۔

تشریح از اویسی غفرلہٗ

کتب شیعہ کے معتبر حوالے بتلاتے ہیں کہ ائمہ اطہار یعنی حضرت علی اور حضرت امام زین العابدین و دیگر حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی اولاد اور بعض متعلقین کے اسماء خلفاء ثلاثہ اور بی بی عائشہ رضی اللہ عنہم کے نام کے مطابق رکھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم آپس میں شیر و شکر تھے۔

ورنہ بقول شیعہ ان میں ایک دوسرے کا بغض ہوتا تو اسماء سے بھی ان کو پیار نہ ہوتا۔ ظاہر ہے کہ ہمیں ابلیس۔ نمرود۔ شداد۔ ہامان۔ فرعون۔ یزید وغیرہم سے بغض ہے۔ تو کبھی ہم نے ان کے ناموں پر اپنی اولاد کا نام نہیں رکھا۔ اور نہ آج تک کسی کا ہے" ابلیس خاں۔ ملک فرعون وغیرہ وغیرہ نام سنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اپنی لڑکوں کے نام قائداعظم۔ لیاقت علی وغیرہ وغیرہ کے نام پر پیار سے نام رکھتے ہیں یا پاکستان میں کوئی " گاندھی روڈ۔ شارع نہرو

دور پھیلا ہے۔

۱۸۔ حضرت علی ایک دن حالتِ کفر کو چھوڑ کر ایک دن مسلمان ہوئے ص ۱۵۳!

اصل عبارت یوں ہے۔

علی ابن ابی طالب یوم اسلم معہ رسول اللہ حتی ظہر امرہ الخ (کتاب الحجۃ باب فی شان انا انزلنا) یعنی حضرت ایمان لائے۔ پھر آپ کی شان عالمِ دنیا میں پھیل گئی۔

تشریح از اویسی غفرلہ

شیعہ کہتے ہیں اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم پہلے کافر تھے بعد کو مسلمان ہوئے۔ ہم اہلِ سنت کہتے ہیں یہ کوئی عیب یا نقص نہیں۔ اگر بقولِ شما نقص ہے تو تم اپنی حدیث مذکور کو صحاح رابعہ کی صحیح ترین کتاب اصول کافی سے مٹا دو یا اس کا انکار کر دو۔

(۱۹) شیعہ مذہب میں حضرت علی کو بھی بوقت ضرورت گالی دے لیں تو جائز ہے (اصول کافی ص ۴۸۲)

اصل عبارت یوں ہے۔

ان علیاً قال علی منبر الکوفۃ ایھا الناس انکم ستدعون الی سبی فسبونی الخ۔
کتاب الایمان والکفر (اصول کافی)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر کوفہ پر فرمایا۔ اے لوگو! تم میری گالی کی طرف بلائے جاؤ گے۔ تو مجھے گالی دے دیا کرو۔

تشریح از اویسی غفرلہ

جو مذہب اپنے الائمہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دینے کو جائز سمجھے۔
تو پھر کیوں نہ ہم کہیں یہ کہیں کہ ایسے بُرے مذہب پر لعنت کیجئے

(۲۰) جو تارک نماز ہے وہ کافر ہے (اصول کافی صہ ۵۱۲ - اصل عبارت یوں ہے

"فان تارک الصلوٰۃ کافر" (کتاب الایمان والکفر)

تشریح از اویسی غفرلہ

ہم اہل سنت کسی بے نماز کو کافر نہیں کہتے۔ غیر مقلد وہابی اور شیعہ دونوں بھائی بھائی۔

مذکورہ فتویٰ پڑھ کر حضرت علی کے ملنگ اور حضرت حسین کے قلندر اپنے اوپر دم کر کے اس کا ثواب بھنگ کے پیالے کو بخش دیں۔ اس لئے کہ شیعہ پارٹی میں ۹۵ فیصد بے نمازی ہوتے ہیں۔

نوٹ :- اصول میں قرآن مجید کی تحریف کے نمونے عمداً چھوڑے جا رہے ہیں۔ اس لئے کہ ، اس کے اکثر نمونے ترجمہ مقبول میں آگئے ہیں۔

حوالہ جات ترجمہ مقبول دہلوی (اس ترجمہ کا تعارف)

اس کے تعارف کی ضرورت ہی نہیں۔ اس لئے کہ اس ترجمہ کی صحت پر تمام شیعوں کا اتفاق ہے۔ بلکہ بڑے زور شور سے مجتہدین شیعوں نے تقریظیں لکھی ہیں۔

یاد رہے کہ آئینہ شیعہ نما لکھتے وقت ترجمہ مقبول مطبوع لاہور تھا۔ اور جب اس کی شرح لکھی گئی تو مطبوع لکھنو پیش نظر تھا۔

نوٹ :- فقیر کے ہاں ترجمہ مقبول مطبوع لکھنو ہے۔ فلہذا صفحات اسی

کے مطابق ہوں گے۔ البتہ فقیر نے ساتھ ہی سورتوں اور آیتوں کے نام بھی لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ مناظر کو حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔ یاد رہے کہ موجودہ ترجمہ قرآن مجید از مقبول میں کافی عبارات تو بدل و بدل کر دی گئی ہیں۔ اس کا دیباچہ بھی ختم کر دیا ہے۔ اور ضمیمہ بھی بڑی مشکل سے دکھاتے ہیں۔

چند ضروری باتیں

قبل اس کے تحریف قرآن کے نمونے لکھے جائیں۔ شیعوں کے متعلق چند ضروری باتیں یاد رکھنی ضروری ہیں۔

١۔ شیعوں کے اصول (اسلام) میں قرآن مجید پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ چنانچہ انھوں نے جن کتابوں میں اپنے اسلام کے اصول لکھے ہیں کسی میں بھی "ایمان بالقرآن" کا ذکر نہیں کیا۔ مثلاً تحفۃ العوام۔ مصباح المسائل۔ نماز امامیہ جعفریہ۔ جیسے ہم اپنے اصول اسلام میں بار بار لکھتے ہیں کہ آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ وغیرہ۔

٢۔ شیعہ کا کہنا کہ ہمارا اس قرآن مجید پر ایمان ہے۔ یہ ان کا تقیہ ہے۔ جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ ان کا قرآن غار سرمن میں امام مہدی کے ہاں ہے۔ جب وہ آئیں گے تو ساتھ لائیں گے۔ تاحال اصلی قرآن مجید کی زیارت سے شیعہ عوام نہیں بلکہ خود ائمہ بھی محروم ہیں۔

اہل سنت کا عقیدہ

ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن مجید غیر محرف ہے یہ وہی قرآن مجید ہے

جو لوح محفوظ میں تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ "الحجر"۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس قرآن کا جمع کرنا اور لوگوں کی ہدایت کے لئے بیان کرنا ہمارا کام ہے۔ "القیامہ"۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ اس قرآن کا انکار کرنے والے اول درجہ کے گنہگار لوگ ہیں۔ "النساء" اگر خدانخواستہ ہم شیعوں کی تحریف قرآن کو صحیح مان لیں تو پھر خدا کا وعدہ حفاظت وجمع قرآن جھوٹا ثابت ہوگا۔ شیعہ یار تراب یہود وہنود کی طرح تمام مسلمانوں سے از خود نماز، کلمہ، اذان وغیرہ دین اسلام "یعنی نصاب تعلیم" میں الگ ہو گئے ہیں۔ اور اُن کی تمام کتب، تفاسیر واحادیث میں سیدنا ابوبکر رض وعمر فاروق رض وعثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نقل کفر کفر نباشد۔ کافر وزخی۔ حرامی اور شیطان وغیرہ لکھا ہے۔ اردو میں ترجمہ قرآن مقبول کے حوالہ جات اور جلاء العیون وحیوٰۃ القلوب وغیرہ کے حوالے ہم آگے چل کر عرض کریں گے

تحریف قرآن کے نمونے از مترجم قرآن مقبول شیعہ

نمبر شمار	پارہ نمبر	سورۃ نمبر	رکوع نمبر	آیتہ نمبر	
۱	۳	آل عمران	۳	۲۸	تُقٰۃً کی جگہ تَقِیَّۃً لکھا ہے۔
۲	۳	ءء	۴	۳۳	آلِ عِمْرَانَ کے آگے آلِ محمدؐ لکھا ہے
۳	۳	ءء	۵	۴۳	وَارْکَعِیْ وَاسْجُدِیْ کو آگے پیچھے لکھا ہے
۴	۴	ءء	۹	۸۱	میثاق کے آگے اُمَمْ زائد لکھا ہے۔

نمبر شمار	پارہ نمبر	سورۃ نمبر	رکوع نمبر	آیۃ نمبر	
۵	۴	آل عمران	۱۲	۱۱۰	کُنْتُمْ کی بجائے اَنْتُمْ لکھا ہے
۶	″	″	″	″	اُمَّۃٍ کی بجائے آئمّۃ لکھا ہے
۷	″	″	۱۳	۱۲۳	اَذِلَّۃٌ کے آگے ضُعَفَآءَ وَ قَلِیْلٌ لکھا ہے۔
۸	۵	نساء	۴	۲۴	مِنْھُنَّ کے آگے اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی لکھا ہے
۹	″	″	۷	۴۸	یَشَآءُ کے آگے مِنْ شِیْعَتِکَ وَمُحِبِّیْکَ یا علی لکھا ہے
۱۰	″	″	۸	۵۹	اِلَی اللّٰہِ کے آگے اور اِلٰی زائد لکھا ہے
۱۱	″	″	″	″	فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ کی بجائے فَاِنْ خِفْتُمْ تَنَازُعًا فِی اَمْرٍ لکھا ہے۔
۱۲	″	″	۹	۶۴	جَآءُوْکَ کے آگے یَا عَلِیُّ لکھا ہے۔
۱۳	″	″	″	۶۶	یُوْعَظُوْنَ بِہٖ کے آگے عَلِی لکھا ہے۔
۱۴	۶	″	۲۳	۱۶۶	اِلَیْکَ کے آگے فِیْ وِلَایَۃِ عَلِیٍّ لکھا ہے۔
۱۵	″	″	″	۱۶۸	ظَلَمُوْا کے آگے اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّھُمْ لکھا ہے
۱۶	″	″	″	۱۷۰	مِنْ رَّبِّکُمْ کے آگے فِیْ وِلَایَۃِ عَلِیٍّ لکھا ہے۔
۱۷	″	″	″	″	تَکْفُرُوْا کے آگے بِوِلَایَۃِ عَلِیٍّ لکھا ہے۔
۱۸	۱۱	توبہ	۱۳	۱۰۵	مُؤْمِنُوْنَ کی بجائے مَاْمُوْنُوْنَ لکھا ہے۔
۱۹	″	″	″	۱۱۲	اَلتَّآئِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ کی بجائے اَلتَّآئِبِیْنَ الْعَابِدِیْنَ لکھا ہے۔
۲۰	″	″	۱۶	۱۲۸	کُمْ کی بجائے نَا لکھا ہے۔

نمبر شمار	پارہ نمبر	سورۃ نمبر	رکوع نمبر	آیت نمبر	
۲۱	۱۳	ابراہیم	۶	۴۱	وَالِدَیَّ کی بجائے وَلَدَیَّ لکھا ہے
۲۲	۱۴	الحجر	۳۰	۴۱	عَلَیَّ کی بجائے عَلِیٌّ لکھا ہے۔
۲۳	"	النحل	۱۳	۹۰	ذِی القُربیٰ کے آگے حَقَّہٗ لکھا ہے۔
۲۴	۱۵	بنی اسرائیل	۹	۸۲	ظَالِمِینَ کے آگے آلِ محمد حقّھُم لکھا ہے۔
۲۵	"	کہف	۴	۲۹	مِن رَّبِّکُم کے آگے فی ولایۃ علی لکھا ہے
۲۶	"	"	"	۲۶	لَا یُشرِکُ کی بجائے لَا تُشرِک لکھا ہے۔
۲۷	۱۶	"	۴	۲۹	مِن رَّبِّکُم کے آگے فی ولایۃ علی لکھا ہے
۲۸	"	طٰہٰ	۶	۱۵	مِن قَبلُ کے آگے فی محمدٍ وعلی وفاطمہ لکھا ہے۔
۲۹	۱۷	انبیاء	۷	۱۰۸	مُسلِمُونَ کی بجائے مُسلِمُونَ لکھا ہے۔
۳۰	۱۸	نور	۷	۵۱	قَولَ کی بجائے قَولُ لکھا ہے
۳۱	۱۹	فرقان	۴	۳۶	فَدَمَّرنَاھُم کی بجائے وَاجعَل لَنَا لکھا ہے۔
۳۲	"	"	۶	۷۴	وَاجعَلنَا کی بجائے وَاجعَل لَنَا لکھا ہے
۳۳	"	شوریٰ	۱۱	۲۱۴	اَلاَقرَبِینَ کے آگے وَرَھطَکَ المُخلَصِینَ لکھا ہے
۳۴	۲۰	روم	۶	۵۶	لَقَد لَبِثتُم سے پہلے فی سَبِیلِ اللہ لکھا ہے۔
۳۵	"	احزاب	۱	۶	اُمَّھَاتُھُم کے آگے وَھُوَ اَبٌ لَّھُم لکھا ہے۔
۳۶	"	"	۴	۷	مِیثَاقَھُم کے آگے کی رحلات لکھا ہے۔
۳۷	"	"	۳	۲۲	رسولہ کے آگے فی ولایۃ علی لکھا ہے۔
۳۸	"	"	۴	۲۸	قُل لِاَزوَاجِکَ کے آگے وَجِی من نسآءِ لکھا ہے۔

نمبر شمار	پارہ نمبر	سورہ نمبر	رکوع نمبر	آیۃ نمبر	
۳۹	۲۰	احزاب	۵	۱۷	زَوَّجۡنَاکَهَا کی بجائے زَوَّجۡتُکَهَا لکھا ہے
۴۰	〃	〃	۱۰	۷۰	رَسُوۡلَہٗ کے آگے فی ولایۃ علی لکھا ہے.
۴۱	〃	〃	۸	۶۸	کَبِیۡرًا کی جگہ کَثِیۡرًا لکھا ہے.
۴۲	۲۳	یٰسین	۳	۳۸	لِمُسۡتَقَرٍّ کی بجائے لا مستقر لکھا ہے
۴۳	〃	〃	۴	۵۲	مَنۡ کی بجائے مِنۡ لکھا ہے.
۴۴	۲۵	جاثیہ	۳	۲۹	یَنۡطِقُ کی بجائے یُنۡطَقُ لکھا ہے
۴۵	۲۶	احقاف	۱	۹	اِلَیَّ کے آگے فی علی لکھا ہے.
۴۶	〃	محمد	۱	۲	مُحَمَّدٍ کے آگے فِی عَلِیٍّ لکھا ہے
۴۷	〃	〃	〃	۹	اَنۡزَلَ اللّٰہُ کے آگے فی علی لکھا ہے.
۴۸	〃	〃	۲	۱۵	مَثَلُ کی بجائے امثال لکھا ہے.
۴۹	۲۷		۱	۲۹	طَلۡحٍ کی بجائے طَلۡعٍ لکھا ہے.
۵۰	〃	〃	۲	۱۲	یَسۡعٰی نُوۡرُهُمۡ کو آگے پیچھے لکھا ہے
۵۱	۲۹	ملک	۲	۲۹	فستعلمون کے آگے یا معشر المکذبین لکھا ہے
۵۲	〃	الحاقہ	۲	۴۳	الۡعٰلَمِیۡنَ سے پہلے انّ ولایۃ علیؑ لکھا ہے.
۵۳	〃	المعارج	۱	۱	لِلۡکٰفِرِیۡنَ کے آگے بولایۃ علی لکھا ہے.
۵۴	〃	جن	۲	۲۳	رسالاتہ کے آگے فِی عَلِیٍّ لکھا ہے.
۵۵	〃	مزمل	۱	۱۱	وَالۡمُکَذِّبِیۡنَ کے آگے بِوَصِیِّکَ لکھا ہے.
۵۶	〃	〃	۱	۱۱	سَتَعۡلَمُوۡنَ کے آگے یا معشر المکذبین لکھا ہے.
۵۷	۳۱	نبار	۲	۸۲	کِذّٰابًا کی بجائے کِذَابًا لکھا ہے.

نوٹ :۔ اگر تحقیق مطلوب ہو کہ شیعہ کے قرآن کے متعلق عقائد کیا ہیں۔ تفصیلی ابحاث فقیر کے رسالہ "شیعہ کا قرآن کہاں" یا فقیر کی تصنیف "آئینہ شیعہ مذہب" کا مطالعہ کیجئے۔

ازالہ وہم :۔ شیعہ اہل سنت کی تفاسیر اتقان، درمنثور وغیرہ میں سے بھی تحریفِ قرآن کے حوالے دکھاتے ہیں۔ وہ ان کی چالاکی ہے۔ اس لئے کہ وہ تفاسیر سے بظاہر عبارات مختلفہ دکھا کر تقیہ جھوٹ اور نفاق پر عمل کرتے ہیں۔ دراصل یہ منسوخ یا اختلاف قرأت کی روایات یا غیر معتبر کتب تفاسیر واحادیث کی عبارات ہیں۔ جس طرح ہم اُن کے ائمہ کی تصریحات دکھاتے ہیں۔ وہ تحریف پر ہماری معتبر کتب کی تصریحات کیوں نہیں دکھاتے۔

نوٹ :۔ شیعوں کی مندرج کتبِ معتبرہ مع صفحہ جات دیکھئے۔ کہ اس میں واضح اور صاف لکھا ہے کہ یہ موجودہ قرآن ناقص اور قابلِ حجت نہیں۔
۱۔ اصول کافی ص۲۶۱، ۱۴۶ وغیرہ (اس کے متعلق چند تصریحات پہلے گذری ہیں۔
۲۔ لوامع التنزیل ص۲۱ ۳۔ حق الیقین ص۲۳۸ ۴۔ کتاب الانصاف ص۴۲ ۔ ۵۔ فصل الخطاب ص۹ ۔۶۔ جلاء العیون ص۱۴۲ ۷۔ صافی شرح اصول کافی ج۱ ص۲۔ باوجود این ہمہ اس ہمارے قرآن مجید کو پڑھنے پر ائمہ کی طرف سے مجبور بھی ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ اکابر علماء شیعہ کے مصدقہ قرآن مترجم مقبول کے صفحہ ۹۹، پر لکھا ہے کہ کافی اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفرؑ نے فرمایا کہ جبرائیل امین نے تو حکمِ خدا سے جناب رسولِ خدا پر اس طرح نازل کیا تھا۔ مگر یہ کتاب خدا کے ان مقامات میں سے ہے جن میں تحریف کر دی گئی اور اسی

قرآن شیعہ کے صفحہ ۳۸۴ پر لکھا ہے کہ قرآن مجید کو اس کی اصلی حالت پر لانا جناب صاحب العصر کا حق ہے۔ اور ان ہی کے وقت میں تنزیل خدا پڑھا جائے گا۔ اور اسی قرآن شیعہ کے صفحہ ۸۵۵ پر لکھا ہے کہ جناب امیر نے فرمایا کہ آج اس کا موقع نہیں کہ قرآن مجید کی اصلاح کر کے عوام الناس کو پہچان میں لایا جائے۔ ائمہ میں یہ فعل مخصوص جناب صاحب الامر کا ہے کہ قرآن مجید کو اسی حد پر پڑھوائیں۔ جس حد پر وہ زمانہ رسولِ خدا میں پڑھا جاتا تھا۔

اسلام و قرآن اور شیعہ

مذہبِ شیعہ کی بد قسمتی ہے کہ انھیں کتاب الٰہی تو نصیب نہیں ہوئی جب کہ ان کا اپنا اعتراف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کیا۔ لیکن جونہی حضرت ابوبکر و عمر غیر ہما نے نہ مانا تو مارے غصے کے اسے واپس لے گئے اور فرمایا اب قیامت تک قرآن کو نہ دیکھو گے۔ چنانچہ اہلِ تشیع کی انتہا درجہ معتبر کتاب کافی مصنفہ (اہلِ تشیع کے مجتہدِ اعظم) ابو جعفر یعقوب کلینی صفحہ ۶۷۱ پر یہ روایت دیکھیں کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی قرآن کریم کو جمع کرنے اور اس کی کتابت سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ اللہ عزّ و جل کی کتاب یہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اس کو نازل فرمایا ہے۔ اور میں نے ہی اس کو اکٹھا کیا ہے جس پر لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس قرآن شریف موجود ہے ہمیں کسی نئے قرآن کی کیا ضرورت ہے۔ اس پر حضرت علی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم آج کے

دن کے بعد تم اس قرآن کو کبھی نہ دیکھو گے. اسی صفحہ پر امام جعفر صادق صاحب سے منسوب ایک روایت اور بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبریل علیہ السلام لائے تھے اس کی سترہ ہزار (۱۷،۰۰۰) آیتیں تھیں. اور غریب اہل السنت والجماعت کے پاس تو صرف چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) آیات والا قرآن کریم ہے. اسی اصولِ کافی کے صفحہ ۶۷۰ پر بھی نظر ڈالتے جائیے اور اگر اس قرآن کریم سے صراحتاً انکار کی شان کسی حد تک تفصیل کے ساتھ دیکھنا چاہیں تو اصولِ کافی صد ۲۶۱ تا صد ۲۶۶ اور صد ۶۶ و صد ۶۷۱ اور ناسخ التواریخ جلد ۲ صفحہ ۳۹۴ و ۳۹۵ اور تفسیر صافی جلد اول صد ۱۴ مطالعہ فرمائیں اور بانیانِ مذہبِ تشیع کی سیاست کی داد دیں کہ کس طرح صراحت اور وضاحت کے ساتھ اس فرقہ نے سرے سے قرآن شریف کا انکار کیا ہے.

قرآن کے انکار کے بعد

اسلام کی جان جب شیعہ مذہب سے نکل گئی. اب باقی ڈھانچہ تھا تو وہ بھی شیعوں کے راویوں نے ایسی غلط اور جھوٹی وضع کی ہیں. جسے ایک شریف النفس سن کر شرما جاتا ہے. جس کے چند نمونے بیان ہو چکے ہیں. چند آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں. بتایئے اب شیعہ مذہب میں کیا رہا. اگر یہ حضرات ناراض نہ ہوں تو فقیر اویسی غفرلہ عرض کر دے. ان کے پاس ہے. تقیہ متعہ. تعزیہ. گالی گلوچ اور بھنگ کا رگڑا. باقی سب خیر.

ترجمہ مقبول کے بقایا حوالے

قرآن مجید کے متعلق کافی مواد فقیر نے رسالہ قرآن اور شیعہ کا ایمان میں جمع کیا ہے اور اصول کافی کے حوالہ جات کی مناسبت سے پہلے قرآن مجید کے متعلق ترجمہ مقبول کے حوالہ جات پر گفتگو ہوئی۔ اب بقایا حوالہ جات کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱۔ حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں	ترجمہ مقبول لاہور	۶۵۹
۲۔ امام حسین نے اپنی ماں نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیا بلکہ حضور علیہ السلام کی انگلی مبارک چوستے تھے	״	۱۰۰۴
۳۔ جہاں کا خمیر وہاں دفن (اس سے صدیق رض و عمر رض کے فضائل کا اندازہ)	״	۶۲۷
۴۔ امام مہدی کے ظہور پر صرف لا الٰہ الا اللہ کا چرچا	״	۱۱۹
۵۔ تمام انبیاء رجعت کر کے امام مہدی کی مدد کریں گے۔	״	۱۱۸
۶۔ بدر والے تا حال موجود ہیں (زمین پر) صاحب الامر کی امداد کریں گے۔	״	۱۲۸
۷۔ اللہ سب کو ازل سے جانتا ہے۔	״	۱۳۳
۸۔ یستبشرون بنعمۃ اللہ الخ سے شیعہ مراد ہیں۔	״	۱۴۲
۹۔ لفظ بنات عام ہے۔ بیٹیاں ہوں یا کوئی اور	״	۱۵۹
۱۰۔ انسان صرف شیعہ ہیں۔ باقی نسناس ہیں۔	״	۱۷۱

١١۔ حضور علیہ السلام کی بد دعا سے ایک جھوٹا آدمی معہ کنبہ جل گیا۔ ترجمہ مقبول لاہور ۲۳۲

١٢۔ یہودی۔ نصرانی عورت سے متعہ کا جواز ؍؍ ۲۳

١٣۔ حضرت مدین بن ابراہیم (غیر معروف ہونا اولاد ہونے کے منافی نہیں۔) ؍؍ ۳۲۰

١٤۔ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین برس بڑے تھے۔ انت منی بمنزلۃ ہارون الخ کا جواب ؍؍ ۳۴۴

١٥۔ مسئلہ تولا ؍؍ ۲۲۹

١٦۔ مسئلہ بدا ؍؍ ۲۵۳

حوالہ ١

یعنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات اہل بیت ہیں۔ ص ۶۹۶۔

یہ حوالہ ہم نے اپنی تائید کے لئے لکھا تھا۔ اس لئے ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ ازواج مطہرات کو اہل بیت مانتے ہیں۔ اور شیعہ نہ صرف ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج کرتے ہیں بلکہ اولاد فاطمی اور آل علی رضی اللہ عنہم کے بیشمار افراد کو اہل بیت نہیں مانتے۔ وہ صرف حضرت علی اور حضرت حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بھی بعض افراد کو مانتے ہیں۔ اور ان کے مذہب بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہت سی اولاد اور ائمہ اطہار میں بے شمار بزرگوں کو نہ صرف برا بھلا کہتے بلکہ انھیں سب بکتے اور لعنتی کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل ہم آگے چل کر عرض کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

حوالہ ۲۔ امام حسین نے اپنی ماں، نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیا۔ حضور علیہ السلام کی انگلی چوستے تھے۔ صـ۱۰۴

اس روایت کو شیعوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بیان کیا۔ حالانکہ یہ اُن کی کھلی توہین ہے۔ پہلے اصل عبارت اصول کافی پڑھیے، جسے ترجمہ مقبول نے صرف مقصد لکھا۔ ہم اسے عربی مع ترجمہ نقل کرتے ہیں:

ولم یرضع الحسین من فاطمة علیها السلام ولا من انثیٰ کان یؤتیٰ به النبیؐ فیضع ابهامه فی فیه فیمص ما تکفیه الیومین او الثلث۔

حسینؓ نے نہ فاطمہ علیہا السلام کا دودھ پیا نہ کسی اور عورت کا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن کو لاتے تھے تو نبیؐ اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں رکھ دیتے تھے تو وہ اسقدر چوس لیتے تھے کہ دو یا تین دن کو کافی ہو۔ (اصول کافی صـ۲۹۴)

اس کرامت کا پس منظر یہ ہے کہ دراصل حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی غیرت کے مارے دودھ نہ پیا ہوگا۔ ورنہ ماں اور وہ بھی فاطمہؓ اور حسینؓ سے کیسے ہو سکتا تھا جبکہ پیارے موسیٰ نبی علیہ السلام کے لئے تو قرآن مجید میں فضیلت کا پہلو اسی طریق سے بیان کیا گیا کہ وہ اپنی ماں کے بغیر کسی کا دودھ نہ پینے کا معاملہ ہے۔ اس سے تو اُلٹا مذمت حسین ہے نہ کہ مدحت اور غیرت کا موجب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے فرزند حسین رضی اللہ عنہ کا مژدہ بہار سنایا گیا تو بی بی نے ایسے مژدہ بہار کو رد کر دیا۔ نہ صرف ایک بار بلکہ بار بار چنانچہ اصول کافی میں ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان جبرئیل نزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ یا محمد ان اللہ یبشرك بمولود یولد من فاطمہ تقتلہ امتك من بعدك فقال وعلی ربی السلام لا حاجۃ لی فی مولود یولد من فاطمۃ تقتلہ امتی من بعدی فعرج ثم ھبط فقال لہ مثل ذالك فقال یا جبرئیل وعلی ربی السلام لا حاجۃ لی فی مولود تقتلہ امتی من بعدی فعرج جبرئیل الی السماء ثم ھبط فقال یا محمد ان ربك یقرئك السلام ویبشرك بانہ جاعل فی ذریتہ الامامۃ والولایۃ والوصیۃ فقال انی قد رضیت ثم ارسل الی فاطمہ ان اللہ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے اور انھوں نے کہا کہ اے محمد اللہ تم کو ایک مولود کی بشارت دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا۔ تمہاری اُمت ہی تمہارے بعد اس کو قتل کرے گی۔ تو رسول نے کہا اور میرے رب پر سلام ہو۔ مجھ کو ایسے مولود کی کچھ نہیں جو فاطمہ سے پیدا ہو اور میری امت اس کو میرے بعد قتل کرے۔ جبرائیل آسمان پر گئے۔ اور پھر اترے اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ تو رسولؐ نے کہا کہ اے جبرئیل اور میرے رب پر سلام ہو۔ مجھ کو ایسے مولود کی حاجت نہیں۔ جس کو میری امت میرے بعد قتل کرے۔ پھر چڑھے جبرئیل آسمان کی طرف۔ پھر اُترے تو کہا اے محمدؐ بیشک تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ بشارت دیتا ہے

يبشرك بمولود يولد لك تقتله امتي من بعدي فارسلت اليه ان لا حاجة لي في مولود تقتله امتك من بعدك فارسل اليها ان الله قد جعل في ذريته الامامة والولاية والوصية فارسلت اليه اني قد رضيت.

(اصول کافی ص۲۹۴)

کہ اللہ اس مولود کی اولاد میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کرے گا، تب رسولؐ نے کہا میں راضی ہوا۔ پھر فاطمہ کو پیغام بھیجا، کہ اللہ نے مجھ کو ایک بچے کی بشارت دی ہے، جو تجھ سے پیدا ہو گا اور میری امت میرے بعد اس کو قتل کرے گی۔ "تو فاطمہ نے یہ جواب بھیجا کہ مجھ کو ایسی اولاد کی حاجت نہیں جس کو تمہاری امت تمہارے بعد قتل کر دے۔ پھر پیغمبر نے فاطمہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اللہ نے اس کی اولاد میں امامت اور ولایت اور وصیت مقرر کی ہے تو کہلا بھیجا فاطمہ نے کہ میں راضی ہو گئی۔

اس روایت سے کئی نتیجے ثابت ہوتے ہیں۔

اوّل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کو باوجود مرتبۂ عبودیت کے اپنے خالق کی عظمت وجلال کا (معاذ اللہ) کچھ بھی ادب نہ تھا۔ اور بڑی جرأت کے ساتھ بار بار اس کے انعام کو رد کرتے تھے۔ اگر کوئی دنیاوی بادشاہ کسی امیر کو انعام دینا چاہے اور وہ اس طرح رد کرے تو بادشاہ کی بہت بڑی توہین سمجھی جاوے گی۔ اور ہر شخص

اس امیر کو بڑا گستاخ کہے گا۔ نہ کہ عبد اور معبود کا معاملہ۔ اس سے بڑھ کر اور ناشکری کیا ہو گی۔ حالانکہ جن کو قربِ الٰہی زیادہ حاصل ہوتا ہے ان کو ادب بھی اوروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوروں کے مقابلہ میں خوفِ الٰہی زیادہ تھا۔

دوسرے یہ کہ اللہ نے جس چیز کو رسول اور جنابِ سیدہؓ کے لئے موجب نعمت اور رحمت تجویز کیا اور اس کی بشارت بھیجی ان دونوں نے اس کو اپنے لئے مصیبت اور قابلِ رد سمجھا۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ کو حکیم اور لطیف و خبیر نہ جانا اور اپنی رائے اللہ کی تجویز پر غالب سمجھی اور یہ خیال نہ کیا کہ جس چیز کی اللہ نے بشارت بھیجی ہے وہ ضرور بہت بڑی نعمت ہو گی۔

تیسرے یہ کہ شہادت فی سبیل اللہ میں وہ دونوں کچھ بھی فضیلت نہ جانتے تھے۔ بلکہ شہادت کو نہایت حقیر اور قابلِ رد سمجھتے تھے۔

چوتھے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی ذات مبارک میں (معاذ اللہ) کچھ بھی خوبی نہ تھی۔ بلکہ اس وجہ سے کہ ان کی قسمت میں شہادت مقرر ہو چکی تھی۔ اُن کی ذات بیزاری کے لائق تھی۔ اور اگر ان کی اولاد میں امامت مقرر نہ ہوئی ہوتی تو ہرگز اُن کی ذات قبول نہ کی جاتی۔

پانچویں یہ کہ جناب امام حسن علیہ السلام کی ذات حسینؑ سے بھی زیادہ بیزاری کے لائق تھی۔ اس لئے کہ ان کی قسمت میں بھی شہادت تھی۔ ان کی اولاد میں امامت بھی نہ تھی۔ اسی وجہ سے اللہ نے ان کو بغیر بشارت بھیجنے کے پیدا کر دیا۔ ورنہ وہ کسی طرح نہ قبول کئے جاتے اور اُن کے قبول کرانے

میں اللہ کو بڑی مشکل پیش آتی۔ معاذ اللہ

چھٹے یہ کہ اللہ نے رسولؐ کے پاس تین مرتبہ بشارت بھیجی مگر امر امامت کو اوّل دو مرتبہ میں ظاہر نہ کیا، شاید اس میں یہ مصلحت تھی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) فضیلت ردِ نعمت کو دو مرتبہ حاصل کر لیں۔ اور عبد شکور بن جاویں۔

ساتویں یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوّل بار جنابِ سیدہ کے پاس بشارت بھیجی تو امر امامت ظاہر نہ کیا۔ اس سے بھی شاید یہی غرض تھی کہ ایک مرتبہ سنتِ رد کو ادا کر لیں۔

انصاف پسند شیعو غور کرو کہ تمہارے راویوں نے کیا کیا افترا کئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسی کیسی تہمتیں، ناشکری اور بے ادبی وغیرہ کی لگا ہیں۔

حضرت جبرئیل کو بار بار آسمان پر چڑھنے اور اُترنے کی کشاکش میں ڈالا۔ طرفہ یہ ہے کہ بظاہر مجبور ہو کر اگرچہ جنابِ سیدہ نے رضامندی ظاہر کر دی۔ مگر دل میں وہی ناگواری اور بیزاری موجود تھی۔ اور اللہ کی اس بشارت کو انھوں نے صدقِ دل سے قبول نہیں کیا۔ چنانچہ حمل بھی اُن کو ناپسند تھا اور ولادتِ حسینؓ کے وقت بھی اس فرزند سے ان کو سخت بیزاری تھی۔ چنانچہ اصولِ کافی صہ ۲۹۴ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت مذکور ہے کہ:۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حملت فاطمۃ بالحسین جاء جبرئیل الی	جب فاطمہ کو حسینؓ کا حمل ہوا تو جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ فاطمہ کے ایک

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فاطمۃ ستلد غلاما تقتلہ امتک من بعدک فلما حملت فاطمۃ بالحسین کرھت حملہ وحین وضعتہ کرھت حملہ ثم قال ابو عبد اللہ علیہ السلام لم تر فی الدنیا ام تلد غلاماً تکرہ و لکنھا کرھتہ لما علمت انہ سیقتل قال فیہ نزلت ھذہ الآیۃ حملتہ امہ کرھا ووضعتہ کرھا۔

لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کو تمہاری اُمت تمہارے بعد قتل کرے گی۔ پھر جب فاطمہ کو حسین کا حمل ہوا تو ان کو حسین کا حمل ناپسند تھا۔ اور جب حسین پیدا ہوئے تو اُن کا پیدا ہونا بھی ناپسند تھا۔ دنیا میں کوئی ماں ایسی نہیں دیکھی گئی کہ اپنے فرزند کی ولادت اس کو ناپسند ہو لیکن فاطمہ نے حسین کی ولادت اس وجہ سے ناپسند کی کہ ان کو معلوم ہوگیا تھا کہ حسین قتل ہونگے۔ پھر امام جعفر صادق نے فرمایا کہ انھیں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ کہ حمل میں رکھا اس کو اس کی ماں نے ناپسندیدگی میں اور جنا اس کو ناپسندیدگی میں

امام جعفر صادق علیہ السلام نے جو اس آیت کی تفسیر کی اس سے ظاہر ہوگیا کہ اس آیت میں کراہت سے درد اور ایذا کی کراہت مراد نہیں ہے۔ بلکہ ناپسندیدگی اور ناگواری طبیعت مراد ہے۔ اور خاص جناب امام حسین علیہ السلام کے حمل اور ولادت اور ان کی والدہ ماجدہ جناب سیدہ علیہا السلام کی اس سے بیزاری کا بیان ہے۔

حسین مظلوم کی یہ حالت ہوئی کہ اُن کی بشارت کو دو مرتبہ رسول ؐ نے اور

ایک مرتبہ جناب سیدہؓ نے رد کیا۔ آخر کو قبول بھی کیا۔ تو جناب سیدہؓ نے دِل سے قبول نہ کیا اور اُن کی ولادت سے سخت بیزار ہوئیں

پس جب مظلوم بچے کی ولادت کے وقت ایسی قدر ہوئی۔ اگر اس کی غیرت دودھ نہ پینے پر اسے مجبور کرے تو کیا حرج ہے کسی نے اُسے اشعار میں یوں بیان کیا:۔

ہائے اے شبیر مظلومی تری — رد ہوئی تیری بشارت تین بار
گرچہ راضی ہو چکی تھیں فاطمہؓ — پھر بھی تھی تیری ولادت ناگوار
کرتی ہے اس رمز کو قرآن بیں — اُمہ کرہا کی آیت آشکار

تم کو بھی غیرت کا ایسا جوش تھا
دودھ اُس ماں کا نہ چوسا زینہار

حوالہ ۳۲ :۔ جہاں کا خمیر وہاں دفن صد ۶۲

یعنے یہ مسلمات سے ہے کہ انسان کا جہاں مدفن ہوتا ہے وہیں سے اس کا ڈھانچہ جسمانی خمیر کیا جاتا ہے۔ ہم نے شیعوں کی مذکورہ روایت سے استدلال کیا کہ حضور صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کیسی خوش قسمت شخصیتیں ہیں۔ کہ جن کا ڈھانچہ اس جگہ سے خمیر ہُوا جہاں سے حضور سرورِ کائنات آقائے شش جہات امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین سے جسد اطہر خمیر اگیا۔ اور پھر وہیں پہ ہر سہ حضرات مدفون بھی ہیں۔ اس خوش نصیبی سے شیعہ آنکھ چراتے ہوئے ان دونوں حضرات کو جی بھر کر گالی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت بخشے۔

حوالہ ۴: امام مہدی کے ظہور پر صرف لا الٰہ الا اللہ کا چرچا ہوگا۔ ص۱۱۹

اس سے ہم نے شیعہ کے جعلی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ"

کا رد مراد لیا ہے۔ یعنی جب کلمہ ہی شیعہ نے اپنا گھڑ لیا ہے جبکہ یہی مسلمان

ہونے کی بنیادی علامت ہے تو پھر ان کے دیگر عقائد و مسائل کا کیا حال ہوگا۔

حوالہ ۵: تمام انبیاء رجعت کر کے امام مہدی کی مدد کریں گے۔ ص۱۱۸۔ اس

حوالہ سے فقیر اویسی غفرلہ کا مقصد یہ ہے کہ شیعوں کا نہ صرف کلمہ عجیب و

غریب ہے۔ بلکہ ان کا ہر مسئلہ سنجیدہ انسان کے سامنے نہایت ہی حیرت انگیز

ہے۔ ان کے مسائل کی فہرست فقیر نے اس کتاب چشمہ نور افزا کے آخر میں

عرض کر دی ہے۔ منجملہ ان کے ایک مسئلہ یہی ہے۔

مسئلہ رجعت

شیعہ کا ایک یہ بھی عجیب و غریب اعتقاد ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہوگا اور حکومت کی تلوار ان کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ پہلا کام یہ کریں گے۔ کہ مدینہ منورہ میں جا کر دریافت کریں گے۔ کہ ابوبکرؓ و عثمانؓ و عمرؓ اور انکے تابعین اور حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کہاں کہاں مدفون ہیں۔ جب لوگ ان کی قبروں کا نشان دیں گے۔ تو وہ ان سب کو کھینچ کر زندہ کر لیں گے۔ اور حضرت علیؓ، حسنینؓ اور ان کی ذریت اور شیعوں کو بھی زندہ کر لیں گے۔ اور ان کے روبرو اصحاب و ازواج رسولؐ اور ان کے اتباع کو طرح طرح کی اذیت پہنچا کر پھر ان کو مار دیں گے اور ان کی لاشوں کو درختوں سے لٹکا دیں گے حضرت علیؓ، حسنینؓ ان کی ذریت

اور شیعہ یہ انتقامی منظر دیکھ کر باغ باغ ہو جائیں گے۔ اس مسئلہ کے متعلق ملّا باقر مجلسی نے ایک رسالہ "رجعت" لکھا ہے۔

اہلِ فہم کو دعوت

افسوس ہے کہ جب علی المرتضیٰ باوجود اسد اللہ الغالب ہونے کے ان حضرات پر غالب نہ ہو سکے، اور اپنی تمام عمر اُن سے ڈر کر تقیہ میں گذار دی اُن کی گردن میں رسّہ ڈال کر کھینچا گیا۔ معاذ اللہ خاتونِ جنت کے بطن مبارک پہ ضرب لگا کر محسن کو شہید کیا گیا۔ (دیکھو جلاء العیون صفحہ ۱۵۲) اور اُن کی زندگی میں ہی نہیں بلکہ اُن کی وفات کے بعد بھی اُن کے دل پر ایسا رعب طاری رہا، کہ اُن کے خلاف کوئی عمل بھی کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ نہ ورثاء فاطمہ پر ردّ فدک کر سکے، اور نہ نماز تراویح کو موقوف کرنے کی ہمت ہوئی۔ نہ متعہ جیسے کارِ ثواب کو رواج دے سکے۔ تو اب آپ کے پوتے امام مہدی جنھوں نے اپنی تمام عمر سُنّی ملوک و سلاطین سے ڈر کر غار سُرّ من رای میں محبوس رہ کر گذاری۔ اور غار سے قدم باہر نہ نکالا۔ اب ان میں ایسی جرأت کہاں سے آئے گی۔ کہ ان بہادرانِ اسلام خلفائے ثلاثہ کو یوں اذیتیں پہنچا کر حضرت علیؓ و حسنینؓ اور اُن کے شیعوں کا دل ٹھنڈا کریں گے۔ اِنْ ھٰذَا اِلَّا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ۔

حوالہ نمبر ۶ بدر والے تا حال موجود ہیں۔ صاحب الامر کی امداد کریں گے

صاحب الامر سے امام مہدی مراد ہیں۔ اس کا مضمون اور حوالہ نمبر ۵ کا ایک ہے۔ اور اصحاب بدر سے وہی صحابہ کرام مراد ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک تھے۔

اگرچہ ہم اہلِ سنّت کو ہر مردِ خدا کو زندہ مانتے ہیں۔ لیکن شیعہ کی طرح نہیں کہ وہ جیسے زندہ ہونے کا دعوٰی کریں۔ اس سے امام مہدی جیسا زندہ مراد لیتے ہیں۔

حوالہ ۷ اللہ تعالیٰ سب کو ازل سے جانتا ہے۔ صفحہ ۱۳۳

اس سے ہماری مراد یہی ہے کہ ایک طرف شیعہ اللہ تعالیٰ کے لئے بدا بمعنی جہالت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ دوسری طرف مذکورہ بالا عقیدہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ان کی دو رُخی دلالت کرتی ہے۔ کہ ان کا مذہب غیر معتبر ہے بدا بمعنی جہالت کی بحث ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔

حوالہ ۸ یستبشرون بنعمت اللہ سے شیعہ مراد ہیں۔ صفحہ ۱۴۲۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ شیعہ شیخ چلّی کی طرح خیالی ناؤ تیرا تے کے استاد ہیں دیکھیے قرآن مجید کو اوّلاً تو مانتے نہیں۔ اگر اسے اہلِ سنّت کا سمجھ کر کچھ پڑھتے ہیں۔ تو اس سے جتنا فضائل و مناقب کے آیات ہوں گے۔ وہ اپنے لئے پڑھیں گے۔

حوالہ ۹ لفظ بنات عام ہے بیٹیاں ہوں یا کوٹی اور اس حوالہ سے فقیر اویسی غفرلہ کی مراد یہی ہے۔ کہ اگر بنات عام ہے۔ تو بے شک سورہ احزاب میں ہم نے حضور علیہ السلام کی حقیقی بنات مراد لی ہیں۔ اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ القول المقبول میں ہے۔

حوالہ ۱۰۔ انسان صرف شیعہ ہیں۔ باقی نسناس ہیں۔ صفحہ ۱۷۱ نسناس ایک گندا جانور ہے۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ شیعہ سوائے اپنے باقی تمام بالخصوص اہلسنت سے تو ان کو خدا واسطے کا بیر ہے۔

نمونہ ملاحظہ ہو:-

فروع کافی ۔ کتاب الروضہ صـ۱۳۵ میں لکھا ہے ۔عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت لہ ان بعض اصحابنا یفترون ویقذفون من خالفھم فقال الکم عنھم قال واللہ یا ابا حمزۃ ان الناس کلھم اولاد لبغایا ما خلا شیعتنا۔ ابوحمزہ نے امام علیہ السلام سے کہا کہ یا حضرت! بعض آدمی ہمارے مخالفین پر افترا کرتے ہیں اور ان پر حرامی ہونے کی تہمت لگاتے ہیں۔ اس پر امام صاحب نے فرمایا کہ ان کو نہ چھیڑنا اچھا ہے ۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے ابو حمزہؓ خدا کی قسم ہمارے شیعوں کے سوا تمام لوگ حرامی ولد الزنا ہیں۔ العیاذ باللہ۔ علمائے شیعہ کا یہ استدلال اگر خدانخواستہ صحیح ہو تو پھر جو سنی المذہب شیعہ ہو جائے تو اس کے حلال زادہ اور جنتی ہونے کی کیا صورت ہو گی؟

نیز ان سنیوں کو مبارک ہو جو شیعوں کو اپنے یار دوست بناتے ہیں اور ان سے رشتے ناطے کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنا جگری یار سمجھتے ہیں۔

یہ سنیوں پر ان کی ادنیٰ نوازش ہے۔ ان کی بڑی بڑی نوازشوں کا بیان ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حوالہ (۱) حضور علیہ السلام کی بددعا سے ایک جھوٹا آدمی مع کنبہ جل گیا صـ۲۳۲

اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی دعا کی تاثیر شیعہ کو مسلم ہے تو پھر کیوں نہیں سوچتے کہ حضور علیہ السلام نے ابوبکر و عمر و عثمان و دیگر اصحاب سے بغض رکھنے والوں کے لئے کتنا بڑی سخت وعیدیں سنائیں اور بددعائیں دی ہیں۔

حوالہ ۱۲ - یہودی نصرانی عورت سے متعہ کا جواز صفحہ ۲۱۲

فقیر اویسی غفرلہ کے رسالہ "متعہ یا زنا" کا مطالعہ کیجئے۔

حوالہ ۱۳ - حضرت مدین بن ابراہیم کا غیر معروف ہونا اولاد ہونے کے منافی نہیں۔ صفحہ ۳۲۰ -

اس سے ہماری مراد شیعہ کے ایک اعتراض کا جواب ہے۔ شیعہ کہتے ہیں۔ کہ اگر حضور علیہ السلام کی اور صاحبزادیاں تھیں تو وہ مشہور کیوں نہیں۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ صاحبزادیوں کی عدم شہرت ہمارے مسلک کے خلاف نہیں۔ جیسے حضرت مدینؑ ابراہیم علیہ السلام کو کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح حضرت علیؓ کے تین اور بھائی ہیں۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے اور بھائی بھی تھے۔ تو کیا ان کی عدم شہرت اصل مسئلہ پر اثر انداز ہے۔ (فافہم وتدبر)

حوالہ ۱۴ - ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تین برس بڑے تھے ج ۲۲۴

اس سے "انت ہی بمنزلہ ہارون" والی حدیث کا جواب دینا مطلوب ہے۔ وہ حدیث ملاحظہ ہو۔ جس سے شیعہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلا فصل کا استدلال کرتے ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ جب رسولِ خدا نے غزوۂ تبوک کا قصد فرمایا تو جناب امیرؑ کو بال بچوں کی حفاظت کے لئے مدینہ طیبہ میں مقرر فرمایا۔ کفار نابکار نے جناب امیرؑ کو طعنہ دیا کہ رسولِ خدا آپ کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لے جاتے۔ جنابِ امیرؑ کو یہ بات ناگوار گذری۔ آپ نے رسولِ خدا سے یہ ماجرا بیان کیا اور عرض کی۔ یارسول اللہ

تُخَلِّفُنِی فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ (کیا مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جاتے ہیں۔ تو حضور نے آپ کی دلجوئی کے لئے فرمایا۔ اَمَا تَرْضیٰ اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (کیا تجھے پسند نہیں ہے۔ کہ تو مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو۔ موسیٰ سے ہاں میرے بعد نبوت نہیں ہے۔

شیعہ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول پاک حضرت علی رضؓ کو اپنے بعد خلیفہ سمجھتے تھے۔ ہم نے اس کے کئی جوابات لکھے ہیں۔ منجملہ ایک یہی ہے کہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ دکھاؤ جس میں سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل کا ثبوت ہو۔ دوسرا یہ خبر واحد ہے۔ اس سے عقیدہ کا استدلال کیسا۔ تیسرا یہ کہ حدیث میں ہارون علیہ السلام مشبہ بہ اور حضرت علی مشبہ ہیں۔ اور مشبہ و مشبہ بہ کو وجہ تشبیہ ضروری یہاں وجہ تشبیع مفقود ہے۔ چوتھے ہارون کو موسیٰ نے عارضی طور پر اپنی عدم حاضری کے خلیفہ مقرر کیا تھا۔ جب کوہ طور سے واپس ہوئے تو حضرت ہارون خلیفہ نہ رہے۔ گو وہ نبی مستقل تھے۔ ایسا ہی یہاں بھی سمجھنا چاہیئے۔

پانچویں اس قسم کی خدمت بہ سبب قرابت اپنے پسر یا داماد کے ہی سپرد کی جاسکتی ہے کہ مستورات اور بال بچوں کی نگرانی رکھے۔ ایسی خدمت کو خلافت سے کیا تعلق؟

چھٹے یہ مسلم ہے کہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے۔ پھر خلیفہ کیسے جب مشبہ بہٖ خلیفہ نہ ہوئے۔ تو مشبہ کی خلافت کیسی؟ ساتویں حضرت ہارون سے تشبیہ صرف قرابت داری کی وجہ سے دی تھی

ورنہ وہ ، نبی تھے ۔ عمر میں موسیٰ سے بڑے تھے ۔ حقیقی بھائی تھے۔ جناب امیرؓ میں ان اوصاف میں سے ایک بھی نہ تھی۔ پھر اس حدیث سے استدلال خلافت بلا فصل چہ معنی دارد۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ وجہ تشبیہ نہیں آٹھویں اس تشبیہ سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ زندگی میں جیسے ہارونؑ بوجہ قرابت داری موسیٰ کی نیابت کرتے تھے۔ ویسے جناب امیرؓ بھی خدمات خانگی پر حضور علیہ السلام کی عدم موجودگی میں مامور رہے۔ بعد وفات موسیٰ حضرت ہارون نہیں۔ بلکہ یوشع بن نون اور قالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے۔ اسی طرح بعد وفات نبی ابوبکرؓ اور عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ گویا یہ حدیث شیعہ کی تردید کر رہی ہے۔ نہ کہ ان کے مدعا کی اس سے تائید ہوتی ہے۔ باقی جوابات فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں دیکھیے۔

حوالہ ۱۵۔ مسئلہ تولّا صفحہ ۲۲۹ ۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ تولّا بمعنی محبت ہے۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ شیعوں کے مسئلہ تولّا کو ترجمہ مقبول میں دیکھنا ہو تو صفحہ ۲۲۹ پر دیکھئے۔

شیعہ مذہب میں اس کی تفصیل یوں ہے کہ آنحضرت کے قربیٰ سے مودت محبت ، اطاعت رکھنا اسی طرح فرض ہے جس طرح نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ خمس اور جہاد۔ پھر ترک اور انکار میں نمایاں فرق ہے۔ فرض کا تارک گناہ عظیم کا مرتکب ہے۔ مگر فرض کا منکر کافر اور مرتد ہے۔ کلید مناظرہ صفحہ ۱۱۶ اس میں ہم اہل تشیع کے ساتھ ہیں۔ لیکن جس طرح اہل بیت کا منکر کافر مرتد ہے۔ ایسے ہی صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا منکر بھی کافر اور بے ایمان ہے۔

بحمدہ تعالیٰ ہم اہل سنت جہاں اہل بیت کے غلام بے دام ہیں وہاں صحابہ کرام کے بھی حلقہ بگوش ہیں. لیکن شیعہ کی بدقسمتی کہ وہ اہل بیت کی محبت کا صرف دم بھرتے ہیں. اور صحابہ کرام کو گالی گلوچ اور لعنتی کہہ کر اپنا بیڑا غرق کرتے ہیں. تفصیل فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں ہے۔

حوالہ ۱۶۔ مسئلہ بدا صد ۲۵۳۔ اس سے بھی میرا مطلب یہی ہے کہ شیعہ کا مسئلہ بدا ترجمہ مقبول کے صد ۲۵۳ میں ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے فرمایا کہ شیعہ کا عقیدہ بدا کا ہے اور وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ ایک چیز کا ارادہ فرماتے۔ حالانکہ مصلحت دوسری چیز میں تھی. گویا شیعہ اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) ناعاقبت اندیش مانتے ہیں. اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو انجام کار کوئی نہیں جانتا. اس مسئلہ کی تفصیل فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں دیکھئے۔

ترجمہ مقبول کی آخری بحث

تبرا اصحاب خصوصاً ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ص ۱۱۹ - ۱۳۴ - ۱۰۲۱

۱۹۰ - ۱۹۸ - ۲۶۲ - ۶۷۶

۴ - ۲۲   ۳۶۰/۵۴   ۳۲۷/۵۱۴   ۴۴۶ - ۵۲۱   ۸۴۳ - ۵۶۶

شرح:- تبرا کی تحقیق لغوی اصطلاح ہم آگے چل کر عرض کریں گے۔ سردست اتنا یاد رہے کہ شیعہ مذہب میں تبرا اصحابہ کرام بالخصوص حضرت ابوبکر و عمر

عثمانؓ و عائشہؓ و دیگر محبوبانِ خدا کو سب کہنا، گالی دینا وغیرہ۔ چنانچہ مذکورہ حوالہ جات کے مطابق چند ایک تصریحات آئینہ شیعہ مذہب میں دیکھئے۔ اسی لئے مزید تفصیل یہاں ترک کر کے شیعوں کے مسئلہ تبرا میں ہم نے تفصیل سے لکھ دیا ہے۔

مذہب شیعہ کے خاتم المفسرین و رئیس المحدثین ملا باقر مجلسی کی معتبر کتاب المعروف

جلاء العیون

اُردو طبع لاہور

راقم السطور نے اِن حوالہ جات کے لئے تشریح و توضیح کی ہے۔ یاد رہے کہ "آئینہ شیعہ نما" کے موقعہ پر فقیر کے ہاں کتاب مذکور فارسی اور مطبوع تہران (ایران) تھی۔ شرح لکھتے وقت اُردو مطبوعہ لاہور اور بعض عبارات اصل فارسی کی بھی ہیں۔ ناظرین خیال رکھیں۔

نیز "آئینہ شیعہ نما" میں جہاں مختلف مقامات پر حوالہ جات بکھرے ہوئے تھے ان تمام کو شرح ہذا میں یکجا کر دیا گیا ہے اور نمبر وار ہر ایک شرح دیکھیں۔

حوالہ جات جلاء العیون مطبوعہ تہران

صفحہ	نام کتاب	حوالہ جات
۴۱۴	جلاء العیون	۱۔ ماتم و نوحہ کی ممانعت صفحہ ۵۸ و صفحہ ۶۹

حوالہ جات	نام کتاب	صفحہ
۲۔ پہلا ماتمی یزید ہے۔ یزید کے گھر تین دن ماتم رہا۔	جلاء العیون	۴۴۵
۳۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی	〃	۱۵۰
۴۔ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ شیعہ کا کلمہ غلط	〃	۴۴۲
۵۔ امام حسن نے فرمایا امیر معاویہ شیعوں سے بہتر ہیں۔ اِس لئے کہ شیعہ امام کو لوٹنے اور قتل کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں	〃	۲۶۱
۶۔ امام حسینؓ کی ولادت مکروہ طریقہ سے ہوئی	〃	۲۸۰
۷۔ حضرت علیؓ کے صاحبزادوں کا نام ابوبکر و عمر و عثمان تھا۔	〃	۴۰۲
۸۔ حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا نکاح عثمانؓ سے کیا	〃	۴۱۸
۹۔ اہلِ کوفہ نے ماتم کیا اور منہ پر طمانچے مارے اور کپڑے سیاہ پہنے اور مرثیہ جات پڑھے۔ بی بی ام کلثوم بنت بی بی فاطمہ نے انھیں لعن طعن کیا۔	〃	۴۲۶
۱۰۔ حضور علیہ السلام کی وصیت کہ مجھ پر گریہ و نوحہ و شق الجیوب نہ کرنا۔	〃	۷۵
۱۱۔ حضور علیہ السلام نے ایسے ہی بی بی فاطمہ کو فرمایا	〃	۶۵
۱۲۔ بی بی فاطمہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔	〃	۱۵۵
۱۳۔ بی بی فاطمہؓ علیؓ سے ناراض ہو کر ام کلثوم کو لے کر چلی گئیں	〃	۱۵۱
۱۴۔ بی بی فاطمہ کے وصال کے بعد ام کلثوم حضور علیہ السلام کے		

روضہ پ	جلاء العیون	صفحہ
۱۵- حضور علیہ السلام نے فرمایا مابین مسجدی و قبوری من ریاض الجنۃ۔	"	۱۵۸
۱۶- صحیح قول یہ ہے کہ بی بی فاطمہ اپنے گھر میں مدفون ہوئیں	"	۱۸۵
۱۷- واقعہ خلافت صدیق اور مولی علی کی کمزوری کا بیان	"	۱۴۵
۱۸- امام حسین کو مکہ سے کوفہ میں شیعوں نے دعوت دی	"	۳۵۶
۱۹- امام حسین کو شہید کرنے والے شیعہ تھے۔	"	۳۵۷
۲۰- شیعوں کا قرآن امام مہدی کے پاس ہے۔ وہ خود ساتھ لائیں گے۔	"	۱۴۲
۲۱- امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی۔	"	۵۰۰
۲۲- امام جعفر پر اور امام عسکری کو شیعوں نے کذاب اور شرابی لکھا۔	"	۵۷۶ ۵۷۷

حوالہ (۱) ماتم و نوحہ کی ممانعت

شیعہ کا دعویٰ ہے کہ ہم اس (کربلا کے) واقعہ کی یاد تازہ کرنے کے لیے ہر سال ماہ محرم میں ماتم نوحہ خوانی اور مجالس بپا کرتے ہیں۔ اور ان کے نزدیک یہ ایک عبادت ہے۔

مروجہ ماتم و نوحہ

جگر گوشۂ بتول، نواسۂ رسول، جوانان جنت کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کربلا کی بنیاد پر ہر سال ماتمی ٹولہ جس طرح مجلس ماتم بپا کرتا ہے، اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے۔ سیاہ کپڑے پہننا۔ زبان سے ہائے حسین ہائے حسین پکارتے ہوئے منہ پیٹنا۔ سینہ کوبی کرنا۔ زنجیروں اور چھریوں سے اپنے سینوں کو لہولہان کرنا۔ (اور جو ان زخموں کی تاب نہ لاکر مر جائے اس کو سید قرار دینا) تابوت۔ تعزیہ اور دُلدل (ذوالجناح) کا جلوس نکالنا وغیرہ۔

ناظرین

غور فرمائیں کہ مذکورہ بالا طریقہ کا عبادت نام رکھنا، اسلام سے منہ چڑانا نہیں تو اور کیا ہے۔

مذکورہ بالا کیفیت کو ایک ذی شعور انسان دیکھ کر سوائے نفرت اور کراہت کے اور کیا کہے گا۔ حالانکہ قرآن مجید (پر اگر شیعہ کا واقعی ایمان ہے) نے مصائب اور تکالیف کے موقعہ پر اہل ایمان کو صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور صبر کرنیوالوں کو ہدایت یافتہ، صادق، متقی اور جنتی فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبر بہت بڑی نیکی ہے۔ اور بے صبری بڑا گناہ ہے۔ اب اس امر کی تشریح ضروری ہے۔ کہ کن کن اعمال کی وجہ سے مسلمان کو صابر کہا جاتا ہے۔ اور کن افعال کی وجہ سے وہ بے صبری کرنے والا سمجھا جاتا ہے تو جس طرح قرآن نے اصولاً نماز، وضو

روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کا حکم دیا ہے لیکن ان کی عملی شکل حدیث و سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے متعین ہوتی ہے۔ اسی طرح قرآن نے اصولی طور پر صبر کا حکم دیا ہے لیکن اس کا عملی نمونہ رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے ثابت ہوتا ہے اور سنّتِ نبوی کی کسوٹی پر صبر اور بے صبری کی تمیز ہوتی ہے۔ لہٰذا اہلِ شیعہ کی کتب حدیث میں سے بعض ان احادیث کا ترجمہ یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ پہلے جلاء العیون دیکھئے

امام محمدؐ باقر سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقتِ وفات جناب سیدہؑ سے کہا۔ اے فاطمہ! جب میں مر جاؤں اُس وقت تو اپنے بال میری مفارقت سے نہ نوچنا۔ اپنے گیسو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کرنا۔ اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا، اور نوحہ کرنے والیوں کو نہ بلانا۔

(جلاء العیون مترجم اردو حصّہ اوّل صفہ ۶۷ مطبوعہ لکھنؤ)

پس جمیع اہلِ بیتؑ میرے اور بیبیاں میری بحسب مراتب اشارہ اور اسلام مجھ پر کریں، جو حق اور اشارہ سلام کرنے کا ہے۔ اور آزاد بصدائے نالہ و نوحہ نہ پہنچائیں۔ (جلاء العیون صفہ ۷۲)

مزید براں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ میری وفات پر منہ نہ پیٹنا اور بال نہ کھولنا۔ اور ویل عویل سے نہ چیخنا چلّانا اور نوحہ قائم کرنے والیوں کو نہ قائم کرنا (فروع کافی جلد ۲ صفہ ۲۲۸)

اور چیخنا چلّانا اور نوحہ کرنا وغیرہ تو اُن سے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے

منع فرما دیا ہے۔ اس لئے یہ افعال ماتم خلافِ صبر ہونے کی وجہ سے ناجائز اور
حرام ہوں گے۔ اور ماتم کرنے والا صابرین کی فہرست سے خارج ہو جائے گا۔
اسی بنا پر امام جعفر صادق نے فرمایا کہ صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف آتے
ہیں۔ پس اس کو مصیبت آتی ہے تو وہ بہت صبر کرنے والا ہوتا ہے اور جزع
اور مصیبت کافروں کی طرف آتے ہیں۔ پس اس کو مصیبت آتی ہے تو وہ
بہت جزع کرنے والا ہوتا ہے۔ (فروع کافی جلد اول صـ۱۲۱)
اِس سے ثابت ہوا کہ جزع وہ فعل ہے جو صبر کے خلاف ہے۔ اور وہ کافر
کرتا ہے۔ پھر جزع کی حقیقت بھی خود امام جعفر صادق نے یہ تبلادی ہے کہ:۔
سخت جزع شور و فغاں اور بلند آواز سے چیخنے چلانے اور منہ اور سینہ پیٹنے
اور پیشانی کے بال اکھاڑنے کو کہتے ہیں۔ اور جس نے نوحہ کی مجلس قائم کی اس
نے صبر چھوڑ دیا۔ اور اسلام کے راستے کے خلاف چلا۔
(فروع کافی جلد اول صـ۱۲۱)

فرمائیے! قرآن کریم نے مومنوں کو صبر کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور امام جعفر صادق
نے مروجہ ماتم کے افعال، منہ اور سینہ پیٹنے کو صبر کے خلاف فرمایا ہے۔ لہذا
ثابت ہوا کہ قرآنی آیاتِ صبر کے تحت آپ کا یہ ماتم ناجائز اور حرام ہے۔

حوالہ (۲) پہلا ماتمی یزید ہے

اسی جلاء العیون صـ۲۴۶ پر لکھا ہے کہ یزید قتلِ حسین پر راضی نہ تھا۔ اور اسی کتاب
کے صفحہ ۲۴۸ پر لکھا ہے کہ یزید نے قتل حسین پر اپنے پر طمانچے مارے اور رویا بھی۔

اور اسی کتاب کے صد ۲۰۳ ج ۲ پر لکھا ہے کہ عمر بن سعد بھی قتل حسین پر رویا۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ پہلا ماتمی یزید تھا۔ حالانکہ شیعہ صاحبان کی اسی کتاب میں صد ۴۷ ج ۱۰ پر لکھا ہے کہ جو ایک قطرہ آنسو غم اہلبیت حسینؓ وغیرہ میں روئے۔ تو وہ بہشتی ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۱ پر لکھا ہے کہ یزید کی اجازت سے ایک مکان میں سات، ایک روایت میں تین دن ماتم حسین ہوا۔

خلاصہ یہ کہ پہلا ماتم کدہ یزید کا گھر ہے۔

حوالہ (۳)

حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ صد ۱۵ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ بحمدہٖ تعالیٰ اہلبیتِ عظام و صحابہ کرام آپس میں زندگی بھر شیر و شکر رہے۔ لیکن بیڑا غرق ہو تعصب کا کہ سبائیت کی تحریک نے اپنی چارہ دیواری میں ان حضرات کا آپس کے بغض و عداوت ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن سچائی چھپ نہیں سکتی۔ بالآخر اُن کو اعتراف کرنا پڑا کہ وہ آپس میں واقعی شیر و شکر تھے۔ اس کی سب سے بڑی دلیل حضرت علیؓ کا ان حضرات ثلاثہ کے پیچھے نماز پڑھنے کا مسئلہ ہے۔ اگر خدا نخواستہ انھیں آپس میں کوئی شکر رنجی ہوتی تو حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ جیسا امام سالکین راہ ہدیٰ نماز جیسی (معراج المومنین) اعلیٰ و افضل عبادت کو ضائع نہ فرماتے۔ شیعوں کے اس مسئلہ میں جواب ہیں۔ جو ہر دو لاں بودے اور

اور نہایت کمزور نا اہلیں حضرت علی المرتضیٰ جیسی شخصیت کے لئے بیان کرنا ہی
ان کی توہین ہے۔ مثلاً کہنا کہ وہ تقیہ کر کے پڑھتے رہے۔ شیرِ خدا اور
(جھوٹ۔ مکروفریب)، توبہ توبہ۔ دوسرا یہ کہنا کہ فاسق کے پیچھے سنی بھی
نماز جائز سمجھتے ہیں۔ افسوس ہے کہ شیعہ ایک طرف ان حضرات کو مرتد کہتے
ہیں۔ اور مرتد کے پیچھے نماز حرام ہے۔ اور فاسق کافر نہیں بلکہ مومن ہوتا ہے
اور وہ حضرات بحمدہ تعالیٰ نہ صرف مومن تھے بلکہ نہ صرف امت بلکہ اہلبیت
کے بھی امام تھے۔

حوالہ (۴)

کلمہ کا رد اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے لیکن اب ہم اسے معمولی تفصیل سے
دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ اہلِ اسلام کو معلوم ہو کہ شیعہ مذہب کو اسلام سے
دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس لئے کہ انھوں نے اپنی ہر حیثیت کو اسلام اور
مسلمانوں سے جداگانہ طور پر پیش کیا ہے۔ مثلاً اسلام میں مسلمانوں کا کلمہ ہے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

لیکن شیعہ کا کلمہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ، عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ،

اس کا ترجمہ شیعہ کے مطالبہ پر گورنمنٹ پاکستان کی منظور شدہ دینیات
حصہ اوّل ۲۰ تا ۲۲ صفحہ پر یوں لکھا ہے:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حضرت
محمد اللہ کے رسول ہیں۔ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ۔ حضرت علی اللہ کے ولی ہیں۔ الخ

یہاں یہ ملحوظ رہے کہ کلمہ میں حضرت علی اللہ کے ولی ہیں کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی اللہ کے پیارے ہیں. بلکہ یہ شیعوں کی خاص اصطلاح ہے ان کے نزدیک ولایت بمعنی امامت ہے۔ اور ان الفاظ یعنی علی ولی اللہ کا مطلب اس سے پہلے دینیات کے مصنف نے خود کلمہ اسلام کے بمبر ہیں یہ بیان کر دیا ہے کہ وہ سب سے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

عوام کا ازالہ اوہام

عموماً ناواقف لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شیعوں کا کلمہ تو وہی ہے جو تمام دُنیا کے مسلمان شروع سے بالاتفاق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مانتے اور پڑھتے چلے آتے ہیں اور خود شیعہ بھی عموماً یہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمارا کلمہ وہی ہے جو سب مسلمانوں کا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کا کلمہ بھی بعض دوسرے عقائد کی طرح عام اہلِ اسلام سے بالکل جدا ہے۔ چنانچہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۷۴ء کو جس اجلاس لاہور میں سرکاری سکولوں میں شیعہ دینیات نافذ کرنے کا حکومت کے دو نمائندوں وفاقی وزیر تعلیم پیرزادہ صاحب اور وفاقی وزیر زراعت رفیع رضا اور ۱۶ شیعہ علماء و زعماء کے مابین سمجھوتہ ہوا ہے۔ اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ:

نویں اور دسویں جماعت میں شیعہ طلبہ کے لئے ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی کی کتابیں فوری طور پر شروع کر دی جائیں گی۔ الخ (ملاحظہ ہو روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۱۴ر اکتوبر ۱۹۷۴ء وغیرہ۔

ڈاکٹر ذاکر حسین فاروقی ایم اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کا جو نصاب دینیات اس احلاس میں حکومت نے منظور کیا ہے۔ اس کے "دینیات" کے نام پر ہی پانچ حصے ہیں جن کو " امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ انار کلی لاہور" نے شائع کیا ہے۔ ان میں سے " دینیات" حصہ اول میں کلمہ کے عنوان کے تحت یہ لکھا ہے کہ :۔

اسلام کی اچھی اور نیک برادری میں شامل ہونا بہت آسان ہے۔ بس جو آدمی یہ مان لے کہ :۔ (۱) ہمارا پیدا کرنے والا۔ ہمیں پالنے والا، ہمیں روزی دینے والا اور ہمارا مالک اللہ ہے۔ (۲) ہمارے مالک کے احکام ہمیں اس کے اچھے اور نیک بندے اس کے نبی حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے پہنچائے ہیں۔ اور (۳) ہمیں اسلام کی سچی راہ پر قائم رکھنے کے لئے اللہ نے ۱۲ امام مقرر کئے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے امام حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ وہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ان باتوں کا اقرار کرنا اسلام کی برادری میں شریک ہونے کے لئے ضروری ہے۔ یہ اقرار عربی زبان میں کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں اس اقرار کو کلمہ پڑھنا کہتے ہیں۔ کلمہ یہ ہے :۔

سُنیو، ہوش سنبھالو

شیعوں کے مذکورہ کلمہ سے یہ نہ سمجھئے کہ صرف شیعہ بننے کے لئے علیٌ ولیُ اللہ کے الفاظ کلمہ میں پڑھے جاتے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ عبارت میں اس

اس کی پوری وضاحت موجود ہے کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے کے ساتھ نمبر ۳ یعنی حضرت علی کو پہلا امام جو شخص مان لے۔ وہ اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ ان باتوں کا اقرار کرنا اسلام کی برادری میں شریک ہونے کے لئے ضروری ہے"۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ شیعوں کے نزدیک جب تک کوئی شخص کلمہ اسلام میں "علیؑ ولی اللہ" کا اقرار نہ کرے۔ وہ اسلام کے دائرہ میں داخل نہیں ہوتا۔ اور جن مسلمانوں نے اب تک کلمۂ اسلام میں علیؑ ولی اللہ کا اقرار نہیں کیا۔ وہ سب دائرۂ اسلام سے خارج اور غیر مسلم ہیں۔ العیاذ باللہ۔

ہم سب نہ اس کلمے کو مانتے ہیں۔ نہ اس کے پڑھنے کے روادار ہیں۔ بلکہ اسے مداخلت فی الدین سمجھ کر اسے الحاد اور زندیقیت سے تعبیر کرتے ہیں۔

غور و فکر

اس سے شیعہ برادری ناراض نہ ہو اس لئے کہ یہ تمہارا مصنوعی کلمہ ایسا ہے جس کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ملتا ہے۔ نہ احادیثِ مبارکہ میں۔ بلکہ کتب شیعہ قدیمہ و اقوال ائمہ میں تمہارے کلمے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اور نہ ہی یہی کلمہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم پر اُن کے خدا تعالےٰ نے اُتارا۔

علیؑ ولی اللہ کے الفاظ نہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ اسلام میں پڑھائے ہیں۔ ورنہ خود حضرت علی المرتضیٰ اور نہ بی بی خدیجہ و فاطمہ اور نہ ہی ائمہ معصومین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس کا اعتراف تمہاری کتب میں موجود ہے۔ اس کا ایک حوالہ فقیر نے اوپر درج کیا ہے۔ اور باقی باقی۔

یاد رہے

کہ جب کلمہ مذکورہ خود بانیٔ اسلام اور شیعہ کے ائمہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں اور نہ ہی ان کے مسلم مجتہدین اور آقاؤں نے اس کلمے کو پڑھا اور لکھا تو اب بقول شیعہ وہ کیا ہوئے۔

افسوس صد افسوس

شیعہ کے فتویٰ مذکورہ یعنے جو شیعوں والا کلمہ نہ پڑھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اب بتایئے ان کا یہ فتویٰ صرف ہنستوں غریبوں کے لئے ہے۔ یا اوپر والی شخصیتوں پر بھی۔

کلمہ جدید (رجسٹرڈ)

شیعہ برادری نے ہماری گورنمنٹ سے اپنا کلمہ رجسٹرڈ بھی کرا لیا۔ جیسا کہ اوپر کی تقریر سے ہم نے واضح کیا۔ جب کلمہ اسلام کا دوسرا نام ہے۔ تو اب اسے رجسٹرڈ کرانے کا کیا معنے۔ باقی فقہ کی کتاب آئینہ شیعہ مذہب میں دیکھئے۔

حوالہ (۶)

امام حسنؓ نے فرمایا کہ امیر معاویہ شیعوں سے بہتر ہیں۔ اس لئے کہ شیعہ امام کو لوٹتے اور قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ صد ۲۶ و صد ۳۵۵ ج ۱۰۱ اردو)

کتاب شیعہ جلاء العیون صلہ ۲۲۵۔ جب مجھے شہید کریں گے۔ پھر یہ امت توفیق اجتماع نماز بجق نہ پائے گی۔ کتاب شیعہ جلاء العیون صہ ۴۵۵

حوالہ (۷)

امام حسینؓ کی ولادت مکروہ طریقہ سے صہ ۲۸۰۔ اس کی تفصیلی بحث ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔

حوالہ (۸)

حضرت علی کے صاحبزادوں کا نام ابوبکر و عمر و عثمان تھا۔ اس کتاب جلاء العیون کے حوالے صہ ۲۸۰/۱۶۴ و ۴۰۲/۱۹۴ و ج ۱۹۴/۱۰۲۔

اس کتاب کے علاوہ کشف الغمہ صہ ۱۲۲ تاریخ الائمہ (للشیعہ) صہ ۴۳ منتہی الآمال صہ ۱۳۶

اور نہ صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلکہ شیعوں کے قول کے مطابق اکثر ائمہ معصومین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی۔ مثلاً سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔ جلاء العیون صہ ۲۰۲ و کشف اللغمہ صہ ۱۷۱ و تاریخ الائمہ صہ ۶۳

سیدنا امام حسینؓ نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام رکھا۔ (تاریخ الائمہ صہ ۸۳)

سیدنا امام زین العابدین نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔ (کشف الغمہ صہ ۳۰۰۔ جلاء العیون صہ ۱۰۱۔ تاریخ الائمہ صہ ۹۹۔ منتہی الآمال صہ ۳۱۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؒ نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام عمر رکھا۔ (تاریخ الائمہ صہ ۱۵۳

اس کی وجہ خود ظاہر ہے کہ امام حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حتی المقدور آرام پہنچایا۔

اور شیعوں نے امام حسن رضی اللہ عنہ اور پھر ان کی اولاد سے بدسلوکی کی۔

(حضرت امیر معاویہ و حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما)

سیدنا امیر معاویہؓ امام حسینؓ اور امام حسنؓ کی امداد کثیرہ فرماتے تھے۔ جلاء العیون ص۳۲۴ جلد ۱ اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۸ اور ۱۲۹ پر لکھا ہے۔ کہ امیر معاویہؓ نے اپنے پسر یزید کو امام حسینؓ سے حسن سلوک کی وصیت فرمائی اور اسی کتاب کے ص۵۵ پر لکھا ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کہ امیر معاویہ شیعان علی سے بہتر ہیں۔ کتاب کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

حضرت امام حسنؓ علیہ السلام نے فرمایا قسم بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہؓ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں۔ اور میرا ارادہ قتل کا کیا اور میرا مال لوٹ لیا۔ قسم بخدا اگر معاویہؓ سے میں عہد لوں اور اپنا خون حفظ کروں اور اپنے اہل وعیال میں بے خوف ہو جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں۔ اور میرے اہل وعیال وعزیز وقریب ضائع ہو جائیں۔ قسم بخدا اگر میں معاویہؓ سے جنگ کروں، یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے معاویہؓ کو دے دیں گے۔ کتاب شیعہ جلاء العیون ص۳۲۳

کلینی نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام حسنؓ علیہ السلام کا معاویہؓ سے صلح کرنا اس امت کے لئے دنیا ومافیہا سے بہتر تھا۔

اہلِ اسلام میں یہ طریقہ جاری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی اولاد کا نام اپنی سمجھ کے مطابق اپنے بزرگوں اور محبوب لوگوں کے نام پر رکھتے ہیں۔ ائمہ اہل بیت کو حضرت عمرؓ سے اگر عقیدت و محبت نہ ہوتی تو اپنے عزیز بچوں کے نام اُن کے نام پر ہرگز نہ رکھتے۔ اور اگر حضرت عمرؓ کو حضرت سیدنا علیؓ اور اہلبیت یا دینِ اسلام سے دشمنی ہوتی تو بھی ائمہ اہل بیت کبھی اپنے بچوں کا نام عمر نہ رکھتے۔ ائمہ اہلبیت کا نام رکھنا واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُن کے نزدیک عداوت و دشمنی کے قصے غلط اور جھوٹے تھے۔ اور حضرت عمرؓ اُن کے نزدیک محبوب و محترم بزرگ تھے۔

ناظرین کرام

علی المرتضیٰ اور جملہ اہلبیت اور سیدنا صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے آپس میں شیر و شکر ہونے کی اور کیا دلیل چاہیئے۔ جس کے دل میں خوفِ خدا ہے اس کے لئے اتنا کافی ہے۔ ورنہ بڑے دفتر بھی بیکار

شیر و شکر ہونے کے چند اور دلائل

اسی کتاب جلاء العیون صفحہ ۲۱۸ پر لکھا ہے کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہؓ کے خانگی جھگڑے سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمرؓ فاروق کو علی المرتضیٰ کے ذریعہ بلوا کر فرماتے تھے اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۸۱ پر لکھا ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کی شادی کا تمام سامانِ شادی خرید لائے۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶ پر لکھا ہے

کہ سیدہ فاطمہ کو بوقت وفات غسل بھی اسماء بنت عمیس زوجہ صدیق اکبرؓ نے دیا۔ اور تیمارداری کی خدمت بھی وغیرہ۔ مزید فقیر کی کتاب آئینہ شیعہ مذہب میں دیکھیے۔

حوالہ (۹)

حضور علیہ السلام نے اپنی صاحبزادی کا نکاح عثمان کو دیا۔ صفحہ ۱۸۴

اس کے حوالہ جات اور دلائل فقیر کے رسالہ "القول المقبول" کو دیکھیے۔ بعض حیثیتیں اس رسالہ میں رہ گئی تھیں۔ بنا بریں صرف مزید ایک حوالہ اور اس پر تبصرہ کر کے چند سوالات کے جوابات دے کر اس بحث کو ختم کروں گا۔

پس اگر دختر بعثمان دادہ باشد بنا براں کہ در ظاہر داخل مسلماناں بودہ است دلالت نمے کند بر آں کہ در باطن کافر نہ بودہ است و تالیفِ قلبِ ایشاں و دختر خواستن از ایشاں و دختر دادن بایشاں در ترویج دینِ اسلام و اعلائے کلمہ حق مدخلیت عظیم داشت و درینہا مصالح بسیار بود کہ اکثر آنہا بر عاقلِ متأمل پوشیدہ نیست و اگر آں جناب

حضور علیہ السلام نے اپنی بیٹی عثمانؓ کو دیدی، اس وجہ سے کہ ظاہر میں مسلمان تھا تو یہ بیٹی دینا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ باطن میں کافر نہ تھا۔ بلکہ باوجود کفر، ان لوگوں کے دلوں کو نرم و مائل کرنے کے لئے اور ان لوگوں سے لڑکیاں لینا یا ان کو لڑکیاں دینا دین اسلام کی ترقی اور کلمہ حق کی بلندی میں بڑا دخل و اثر رکھتا تھا۔ اور ان میں بہت سی مصلحتیں تھیں جو سوچنے والے

اظہارِ نفاق ایشاں مے نمود و اسلام ظاہر ایشاں را قبول نمے فرمود با آں جناب بغیر از قلیلے از ضعفاء نمے ماندند چنانچہ بعد از آں جناب با میر المومنین علیہ السلام بغیر از سہ چہار نفر نماندند۔
حیات القلوب ج ۲ ص ۵۶۱

عقلمند پر مخفی نہیں۔ اگر جناب رسول اللہ ان لوگوں کے نفاق (باطنی کفر) کو ظاہر کرتے اور ان کے بہ ظاہر مسلمان کہلانے کو قبول نہ کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا تھ محض قلیل سے کمزور آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہتا۔ جیسے کہ نبی پاک کے بعد حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ سوائے تین چار آدمیوں کے کوئی مسلمان نہ رہا۔

شیعہ مجتہد لکھتا ہے :-

دامادی عثمان پر نظر :- ہمارے نبی نے مختلف قبیلوں سے ناطے لئے اور ان میں سے بعض کو دیئے۔ محض اس غرض سے کہ جو ظاہر دشمن ہیں۔ اس رابطہ کے پیدا ہونے سے نرم ہو جائیں۔ اور حق کو سن کر قبول کریں، یا اشاعت اسلام میں ظاہر مخالفت کر کے رکاوٹ پیدا نہ کریں۔ گویا ابتداء اسلام میں ہر امر میں اشاعت اسلام کو اہم ترین تصور کیا گیا۔ اور خاص تدابیر عمل میں لائی گئیں۔
(فلک النجاۃ شیعہ ج ص ۳۸۶)

خلاصہ کلام :-
شیعہ کی کتابوں کے حوالہ جات سے ثابت ہے کہ کفار سے نکاح کی حرمت سے آنحضرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کا نکاح ابولہب کے بیٹوں وغیرہ سے کر دیا تھا۔ دوسرے یہ کہ دین اسلام کی اشاعت اور ترقی و ترویج اور دینی مصالح کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے منافقین کے ساتھ جن کے باطن کو بخوبی جانتے تھے، رشتے کرتے رہے۔

اور ان کے نفاق کو بھی ظاہر نہ فرماتے تھے۔ ورنہ بجز چند کمزور آدمیوں کے آپ کے ساتھ کوئی نہ رہتا جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ تین چار آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ العیاذ باللہ۔

خلاصہ تردید

شیعہ کی اس دوسری تاویل و توجیہہ سے شانِ نبوت بھی مجروح ہو جاتی ہے۔ اس کے بجائے اگر صرف اسی پر اکتفا کرتے کہ حرمت کا حکم آنے سے پہلے یہ نکاح ہوئے تھے۔ تو شانِ نبوت پر زد نہ پڑتی جس طرح کہ ابو علی طبرسی شیعہ مجتہد و مفسر نے حضرت لوط علیہ السلام کے واقعہ میں لکھا ہے

کان یجوز فی شرعہ تزویج المومنۃ من الکافر وکذا کان یجوز ایضاً فی مبادء الاسلام و قد زوج النبی صلی اللہ علیہ و سلم بنتہ، من ابی العاص بن الربیع قبل ان یسلم ثم نسخ ذلک۔

حضرت لوط علیہ السلام کی شرع میں مؤمنہ کی شادی کافر سے جائز تھی۔ اس طرح ابتدا اسلام میں بھی جائز تھی، جسکے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کی شادی ابوالعاص بن ربیع کے ساتھ اسکے اسلام لانے سے پہلے کر دی تھی، پھر یہ حکم اسلام میں منسوخ ہو گیا۔

تفسیر مجمع البیان۔ ج۳ ص۱۸۴

شیعہ مفسر و مجتہد کی تفسیر کے اس حوالہ سے بھی واضح ہوا کہ کفار سے نکاح کی حرمت کے حکم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح ابوالعاص

ان ربیع سے کر دیا تھا۔

شیعہ مجتہدین نے اپنے ائمہ معصومین کے ارشادات کو مانتے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں، اُن کے نکاح کے بارے میں مذکورہ بالا توجیہات کیں۔ تعجب ہے۔ موجودہ دور کے ان لوگوں پر جو ان نکاحوں کو دیکھ کر بھی ائمہ معصومین کے ارشادات کا انکار کرتے اور ان پاک بیبیوں کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے نکالتے اور اُن کے لیے دوسرے باپ تجویز کرتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم اور اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی عداوت ہے۔

سوال:- مذہب اہلِ سنت کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کی شادی کن لوگوں سے ہوئی۔ یہ سوال عموماً ان پڑھ جاہل شیعہ کرتے ہیں۔

جواب:- تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے۔ قرآن مجید کے اُترنے سے پہلے قریش میں باہم نکاح شادیوں کا طریقہ جاری تھا۔ جو کہ اپنے آپ کو ملتِ ابراہیمی پر کہلاتے تھے۔ اس طریقہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین اور سیدنا علی رضؓ کے والدین اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح ہوا تھا۔ قریش اپنے خاندان اور رشتہ داروں میں جس سے مناسب سمجھتے تھے۔ رشتہ ناطہ کر لیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینبؓ نے عرصہ بلوغ میں قدم رکھا۔ تو آپؐ نے انھیں ام المومنین حضرت خدیجہؓ کے خواہر زادہ حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیاہ دیا۔ چونکہ چچا ابولہب سے رشتہ داری کے عام مراسم و روابط

قائم تھے۔ آپ اپنی منجھلی صاحبزادیاں سیّدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا بھی نابالغی ہی کی حالت میں ابولہب کے لڑکوں سے نکاح کر دیا اور اور جب سورۂ لہب کے نزول پر وہ آپ کا علانیہ دشمن ہو گیا، تو اس نے دونوں شاہزادیوں کو شادی ہونے سے پہلے طلاق دلوا دی۔ اس وقت یہ دونوں بچیاں نابالغہ ہی تھیں۔ جب سیّدہ رقیہ عمر بلوغ کو پہنچیں تو آپ نے انھیں حضرت عثمان بن عفانؓ کی زوجیت میں دے دیا۔ ان کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ ام کلثومؓ کو بھی حضرت عثمانؓ کے عقد میں دے دیا۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے عقد میں آئیں۔ وہ ذوالنورین کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ کہتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ میں حضرت عثمانؓ ذوالنورین کے سوا کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ کسی نبی کی دو بیٹیاں اس کے نکاح میں آئی ہوں۔

اور چوتھی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ کا نکاح سیدنا علی المرتضیٰ سے ہوا۔ جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔

خلاصہ:۔ اہلِ سنت کے نزدیک حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ سے ہوئی تھی، جو کہ سارے کے سارے مومن کامل تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر طرح وفادار و جانثار تھے۔ اور عتبہ اور عتیبہ ابولہب کے بیٹوں کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ایک دن بھی نہیں گئیں اور نہ ان سے شادی کی نوبت آئی۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب حیاۃ القلوب

جلد دوم صفحہ ۵۵۹ پر اور منتہی الآمال۔ ج ۱ صفحہ ۹۰ پر بھی مرقوم ہے کہ ان چاروں صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت ابوالعاص بن ربیع سے ہوئی۔

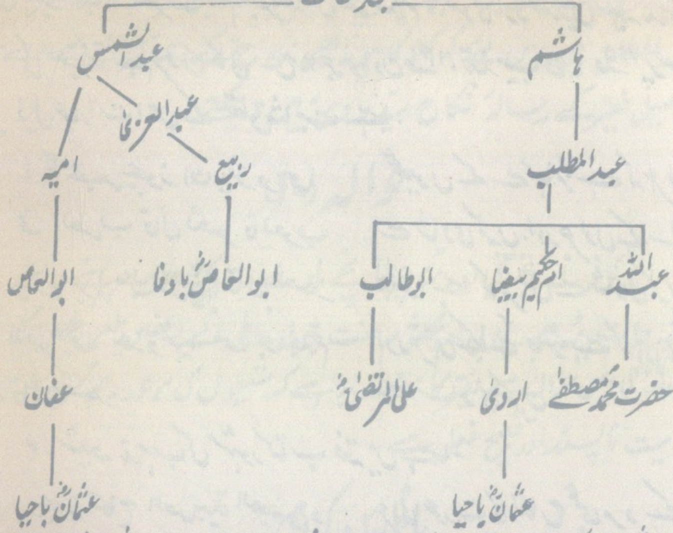
سوال:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیوں کا نکاح اُمتیوں سے یعنی حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوالعاصؓ بن ربیع سے کیسے جائز ہوا؟

جواب ۱:۔ یہ سوال پہلے تو شیعہ حضرات کو اپنے ائمہ اور مجتہدین سے کرنا چاہیئے۔ جنھوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کا نکاح حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوالعاصؓ سے ہوا تھا۔ حیات القلوب ج ۲ صفحہ ۵۶۰ مرآۃ العقول صفحہ ۳۵۲ فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ صفحہ ۵۱۹۔

جواب ۲:۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ جن لوگوں نے آپؐ کو مانا اور آپؐ کا کلمہ طیبہ پڑھا وہ سب آپؐ کے اُمتی ہیں تو اس لحاظ سے حضرت علیؓ بھی آپؐ کے اُمتی ہیں۔ تو جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا نکاح حضرت علی سے جائز تھا۔ حضرت عثمان اور حضرت ابوالعاصؓ سے بھی جائز تھا۔

سوال:۔ حضرت علی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدی تھے اس لئے ان کا نکاح جائز تھا۔ مگر حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوالعاصؓ کا کیسے جائز ہو سکتا تھا؟

جواب:۔ جس طرح حضرت علیؓ جدی ہیں اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عثمانؓ اور حضرت ابوالعاصؓ بھی جدی ہیں۔ جن کا شجرہ نسب بقدر ضرورت ذیل ہے۔ تفصیلی نقشہ القول المقبول میں دیکھئے۔



شجرہ مبارکہ سے واضح ہے کہ حضرت عثمان باحیا اور ابو العاصؓ باوفا یہ دونوں حضرات حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے داوے عبد مناف کی اولاد ہیں۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ام حکیم بیضا حضرت عثمان کی نانی تھیں۔ اور حضرت ابو العاصؓ کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد کی سگی بہن ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ تینوں داماد حضرت عثمانؓ باحیا۔ حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت ابو العاصؓ باوفا دولتِ ایمان و اسلام سے بھی مالا مال تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبِ عالی میں بھی قریبی رشتہ دار اور جدی تھے۔

سوال:۔ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے کیسے جائز ہے؟

جواب:۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فتویٰ اور تصدیق شیعہ مذہب کی معتبر کتاب فروع کافی ۔ ج ۲ جزو اوّل صفہ ۱۴۱، تہذیب ج ۲ صفہ ۲۲۵ پر حسب ذیل عبارات اس کے متعلق ثابت ہے۔

۱۔ العجم یجوز ان یتزوجوا فی العرب قال نعم فالعرب یتزوجوا من قریش قال نعم فقریش یتزوجوا من بنی ہاشم قال نعم۔	عجمیوں کے لئے جائز ہے کہ عربوں سے شادی کریں۔ اور عربوں کے لئے جائز ہے کہ قریش سے شادی کریں۔ اور قریش کے لئے جائز ہے کہ بنی ہاشم سے شادی کریں۔

۲۔ شیعہ مذہب کی مشہور کتاب فقہ میں ہے:۔

یجوز نکاح العربیۃ العجمی و الھاشمیۃ غیر الھاشمی۔ شرائع الاسلام صفہ ۱۸۳	عربی عورت کا نکاح عجمی مرد کے ساتھ اور ہاشمی عورت کا نکاح غیر ہاشمی مرد کے ساتھ جائز ہے۔

اور اس فتویٰ کی تصدیق اس واقعہ سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ سیدہ زینب جو حضرت علی المرتضیٰؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوا تھا۔ حالانکہ وہ سیّد نہیں صرف حضرت علیؓ کی چچا زاد ہیں۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت ابو العاصؓ بالکل صحیح اور جائز تھا۔

نوٹ:۔ غیر سیّد سے مراد غیرہ وغیرہ نتھو خیرہ مراد نہ لینا جیسا کہ عموماً وہابیوں

دیوبندیوں کے جہلا میں مشہور ہو گیا بلکہ غیر سید سے بھی صرف ہاشمی۔ فرلیبشی عبد المطلبی ہیں۔ اس لئے کہ کفو کا ہونا بھی نکاح کے اہم شرائط سے ہے تفصیل فقیر کے رسالہ" نکاح سید زادی" میں دیکھئے۔

حوالہ (۱۰)

اہلِ کوفہ نے ماتم کیا اور منہ پر طمانچے مارے۔ اور کپڑے سیاہ پہنے۔ اور مرثیہ جات پڑھے۔ بی بی امِ کلثوم بنت بی بی فاطمہ نے انھیں لعن طعن کیا۔ (صفحہ ۲۲۶) اس حوالہ سے فقیر کا مقصد یہ ہے کہ شیعوں کی موجودہ رسم تعزیہ داری نہایت ناپسند اور قبیح فعل ہے۔

ناظرین کرام

شیعوں کا موسم عاشورہ (صرف) حضرت امام حسین اور واقعاتِ کربلا پہ رونا دھونا، تعزیہ نکالنا و دیگر مراسم کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اسے شیعہ لوگ نہ صرف ایک مذہبی رسم بلکہ اسے اپنی بہت بڑی عبادت سمجھتے ہیں۔ اور اسے اہم عبادت ثابت کرنے پر قرآن و احادیث کے دلائل کے انبار لگا دیتے ہیں۔ فقیر قبل از اظہار دلائل سنجیدہ لوگوں کو دعوت غور و فکر پیش کرتا ہے کہ خدارا شیعہ کی موسم عاشورہ کسی ایک مجلس کا اول سے آخر تک آنکھوں سے نظارہ فرمائیں۔ تو آپ کو یقین ہو گا کہ ناٹک تھیٹر سینما میں ایسے نظارے نظر نہیں آئیں گے جتنا شیعوں کی اس اہم عبادت

کی مجالس میں دیکھے جائیں گے۔ لیکن کسی کون اور کیا کہہ سکتا ہے۔

باقی رہا دلائل کا مسئلہ تو وہ اپنے مقام پہ بجا ہے۔ اس لئے ہر بدمذہب اپنی سچائی پر کچھ نہ کچھ کہہ ہی دیتا ہے اور شیعہ کے ذاکر اور مرثیہ خواں وغیرہ تو اس پہ قائم کرنے کو ضروری اس لئے سمجھتے ہیں کہ ان کا پیٹ کا مسئلہ ہے۔ کہ ماہ محرم کے دس بارہ دن ان کے سیزن کے ہوتے ہیں۔ جن میں وہ سال بھر تک کھاتے رہتے ہیں۔ اور عوام شیعہ اسی میں اپنی نجات سمجھتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اسی قدر ان کے لئے کافی ہے کہ سال بھر میں ایک دفعہ غم حسین میں سینہ کوبی کر لیں۔ تو پھر وہ بلا پرسش سیدھے بہشت میں چلے جائیں گے، عوام شیعہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ مجلس محرم قائم کریں۔ خوب روئیں۔ تو وہ بخشے جائیں گے۔

ان کے دلائل اور ان کے جوابات فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" میں دیکھیے سردست اپنے چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن وحدیث

ہم نے قرآن وحدیث اور دینی کتب کو چھان مارا ہے۔ ہمیں اس مسئلہ کا کہیں کھوج نہیں مل سکا۔ شیعہ کی اپنی کتابیں بھی اس مسئلہ کی سخت مخالف ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ شیعہ نے یہ مسئلہ کہاں سے نکالا ہے۔ ہم شیعہ بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ تعزیہ مرثیہ خوانی کا شروع کس پیغمبر یا امام سے ہوا۔ اگر کسی نبی یا امام یا صحابی رضی سے اس کی ابتدا ثابت نہیں ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ سب

کچھ بدعات محرمہ سے ہے اور بس۔ اگر کہا جائے کہ واقعۂ شہادت حسینؓ کے بعد اس کی ایجاد کی ضرورت ہوئی تو ہم کہیں گے۔ کہ اس سے پیشتر بھی کئی بزرگانِ دین شہید ہوتے رہے۔ پھر کیوں سلف صالحین نے ایسا نہیں کیا۔

(مثلاً) جناب امیر علیہ السلام نہایت بیدردی سے مسجد میں شہید کئے گئے، حسنؓ نے اپنے بڑے بھائی کے غم میں کبھی ماتم نہیں کیا، حضرت زین العابدینؓ نے محشر خیز واقعہ کربلا اپنی آنکھوں سے دیکھا، انھوں نے بھی ماتم نہیں کیا، نہ پیٹنے کی رسم ادا کی۔ ایسا ہی دیگر ائمہ عظام نے بھی کبھی تعزیئے نہیں نکالے پھر ان سے بڑھ کر کس شخص کو شہدا، کربلا کا غم ہو گا۔ کہ بغیر سوانگ نکالنے کے تسکین نہیں ہو سکتی، اسلام میں پہلا سانحۂ عظیم وفاتِ رسولِ مقبول کا ہوا۔ مگر اہلبیت یا صحابہؓ نے کبھی نوحہ، بکا، مرثیہ خوانی اور سینہ کوبی کی رسم ہونے نہ دی۔ پھر کیونکر کہا جائے کہ یہ بدعات باعثِ ثواب اور موجبِ نجات ہو سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جا بجا قرآنِ کریم میں مومنین کو صبر کی ترغیب دی ہے۔ اور مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچ جائے، وہ صبر سے کام لیتے۔ اور معاملہ خدا کے سپرد کر دیتے ہیں۔

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔	اے رسول ان صبر کرنیوالوں کو بشارت دیجئے کہ جب انھیں کوئی دکھ درد پہنچتا ہے کہتے ہیں ہم خدا کیلئے ہیں اور ہماری بازگشت اسی کی طرف ہے۔

مسلمانوں کو ارشاد ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۝ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۝

صبر اور نماز کے وسیلہ سے مدد مانگو اور یہ صبر و نماز بڑی شاق ہے ہاں اُن ڈرنے والوں پر جن کو اس بات کا یقین ہے کہ وہ رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔

پھر معلوم نہیں قرآن کے کس پارہ میں یہ آیت لکھی ہے کہ کوئی واقعہ ہائلہ (مصیبت) پیش آجائے۔ سوانگ بنا کر خوب جزع فزع۔ کپڑے پھاڑ دو، رخسارے طمانچوں سے لال کرو۔ سینہ کوٹ کوٹ کر لہو لہان کر دو۔ شاید اس قرآن میں یہ حکم ہو جو ستر ہزار آیت کا ہے۔ جو ابھی گوشۂ غار میں مدفون ہے۔ ہمارا قرآن تو آیات صبر سے پُر ہے اور کسی ایک جگہ بھی جزع فزع کرنے کی اجازت نہیں ہے

احادیثِ شیعہ

اصولِ کافی منہ۴۱ میں حدیث ہے:۔

عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللهِ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْاِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَاِذَا ذَهَبَ الرَّاْسُ ذَهَبَ الْجَسَدُ كَذٰلِكَ اِذَا ذَهَبَ الصَّبْرُ ذَهَبَ الْاِيْمَانُ ۔

امام صادق نے فرمایا۔ صبر ایمان کے سر کے بجائے ہے جب سر کٹ جائے تو جسد بیکار ہو جاتا ہے اسی طرح جب صبر چھوڑ دیا جائے۔ ایمان جاتا رہتا ہے۔

پھر جو لوگ برخلاف اس حدیث کے جزع فزع کرتے اور روتے پیٹتے ہا

سینہ کوبی کرکے بے صبری دکھاتے ہیں۔ بشہادت حضرت امام موصوف وہ بالکل بے ایمان ہیں۔ ائمہ اہل بیت نے جزع فزع سے یہاں تک منع فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت رانوں پر ہاتھ مارنا بھی موجب حبط اعمال قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ فروع کافی جلد ا صفحہ ۱۲۲ میں درج ہے:۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ضَرْبُ الْمُسْلِمِ یَدَہٗ عَلٰی فَخِذِہٖ اَحْبَطُ لِاَجْرِہٖ۔

اب برخلاف اس کے جو لوگ منہ پر طمانچے رسید کرنا اور سینہ کوبی کرنا موجب ثواب سمجھتے ہیں اور وہ امام صادق کے قول کی تکذیب کرتے ہیں۔

ارشاد علی رضی اللہ عنہ

اس بارہ میں قول فیصل جناب امیر علیہ السلام کا قول ہے۔ جو نہج البلاغت صفحہ ۱۹۳ و صفحہ ۳۴۸ مطبوعہ طہران میں یوں درج ہے:۔

کَلَامٌ لَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَہٗ وَھُوَ یَلِیْ غُسْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَجْهِیْزَہٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَدِ انْقَطَعَ بِمَوْتِكَ مَا لَمْ یَنْقَطِعْ بِمَوْتِ غَیْرِكَ مِنَ النُّبُوَّةِ وَالْاَنْبَاءِ وَاَخْبَارِ السَّمَاءِ خَصَّصْتَ حَتّٰی صِرْتَ مُسَلِّیًا عَمَّنْ سِوَاكَ وَعَمَّمْتَ

امیر علیہ السلام نے رسول پاکؐ کے غسل اور تجہیز کے وقت فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پہ فدا ہوں۔ آپؐ کی وفات سے وہ امور منقطع ہوئے ہیں جو کسی اور کی وفات سے نہ ہو سکتے تھے وہ امور نبوت اور آسمانی وحی ہیں۔ آپ ایسے خاص ہوئے کہ ماسوائے

حَتّٰی صَارَ النَّاسُ فِیْكَ سَوَاءً وَلَوْ لَا اَنَّكَ اَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَیْتَ عَنِ الْجَزْعِ لَاَنْفَدْنَا عَلَیْكَ مَا الشُّؤُوْنِ۔

سے قطع کر دیا۔ اور آپ کا فیض ایسا عام ہوا کہ تمام لوگ اس سے یکساں مستفیض ہوئے۔ اگر آپ نے ہمیں صبر کرنے کا حکم اور جزع فزع سے منع نہ کر دیا ہوتا، تو آج ہم آپکی وفات پر آنسو روتے کہ رطوبت بدن خشک ہو جاتی۔

دیکھئے! جناب امیر علیہ السلام کا ایسے دردناک موقعہ وفاتِ رسولؐ پر جزع فزع چھوڑ کر صبر سے کام لینا اور اس پر رسول پاکؐ کے امر بالصبر و نہی عن الجزع کو دلیل پیش کرنا اس امر کی فیصلہ کن دلیل ہے کہ بعد الرسول اور کسی شخص کی وفات و شہادت پر جزع فزع کرنا اور بے صبری دکھانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وفاتِ رسولؐ سے بڑھ کر کوئی سخت صدمہ مسلمان کے لئے بالخصوص اصحابؓ و اہلبیت رسولؐ کے لئے ہو نہیں سکتا۔ اور جیسا غم حضور علیہ السلام کی وفات سے حضرت علی المرتضیٰ کو تھا، کسی اور شخص کی وفات سے کسی دیگر شخص کو نہیں ہو سکتا۔ پھر ایسے دردناک وقت میں جزع فزع اور سینہ کوبی تو کجا آنسو بہانے تک کو بھی خلافِ صبر تصور کر کے صبر و تحمل سے کام لیا گیا تو پھر کسی طرح اور شخص کی وفات پر یا شہادت پر اس کے خلاف رونا پیٹنا اور سینہ کوبی کرنا روا ہو سکتا ہے۔ یہ کسی ایسے ویسے شخص کا فیصلہ نہیں ہے۔ بلکہ جناب امیر علیہ السلام اور حضرت امام صادق علیہ السلام کے فیصلہ جات ہیں، جن پر شیعہ مذہب کا دارومدار ہے اس لئے کہ شیعہ کو ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کے بغیر ہرگز چارہ نہیں ہو سکتا۔

حوالہ (۲-۱۱)

حضور علیہ السلام نے وصیت فرمائی کہ نوحہ وشق الجیوب وغیرہ نہ کرنا ج۵ ص۶۵

دراصل حضور علیہ السلام نے یہ وصیت بی بی فاطمہ کو فرمائی۔ چنانچہ جلاء العیون اردو جلد ۱ ص۶۶ میں لکھا ہے:۔

"اے فاطمہ رضؓ واضح ہو کہ پیغمبر کے لئے گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے۔ اور بال نوچنے نہ چاہئیں اور واویلا نہ کہنا چاہیئے۔ ولیکن وہ کہنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کے مرنے میں کہا کہ آنکھیں روتی ہیں۔ اور دل درد میں آتا ہے۔ اور میں نہیں کہتا ہوں کہ موجب غضب پروردگار ہو اور اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہناک ہوں"۔ نیز اسی کتاب کے ص۶۷ میں یوں لکھا ہے:۔

"ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے وقتِ وفات جناب سیدہؓ سے کہا۔ اے فاطمہؓ جب میں مرجاؤں۔ اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا اور واویلا نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور نوحہ کرنے والی کو نہ بلانا وکذالک الفروع الکافی ج۲ ص۲۱۴

اس سے زیادہ صریح فیصلہ ممانعت ماتم کے متعلق کیا ہوسکتا ہے کہ حضور اپنی پیاری بیٹی جناب سیدہؓ کو وصیت فرماتے ہیں۔ کہ میری وفات کا تم کو صدمہ عظیم ہوگا۔ لیکن جہاں کی طرح جزع فزع مت کرنا۔ نہ سر پیٹنا۔ نہ گریبان چاک کرنا۔ نہ واویلا کرنا اور نہ نوحہ کرنا۔ نہ نوحہ گروں کو گھر میں داخل ہونے دینا۔ اگر یہ امور باعثِ ثواب ہوتے تو حضور علیہ السلام بجائے ممانعت کے جناب

سیدہ کو اذنِ عام دیتے کہ اپنے والد سردارِ دو عالم کا ماتم خوب زور شور سے کرنا خود بھی سر پیٹ کر اور سینہ زنی کر کے قیامت برپا کرنا۔ اطراف سے نوحہ گروں کو جمع کر کے خوب حق ماتم ادا کرنا۔ جب آپؐ نے ان امور سے سخت ممانعت فرما دی تو معلوم ہوا کہ یہ جملہ حرکات ممنوع ناجائز داخلِ معصیت ہیں۔ اُن کے کرنے سے بجائے ثواب کے عذاب ہوتا ہے۔ بلکہ میت کو بھی کو بھی ایذا ہوتی ہے۔ جلاء العیون ص۴۵ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری وصیت اہلبیت و اصحاب کو فرمائی۔ اس میں یہ الفاظ بھی تھے:۔

"پس تم لوگ فوج فوج اس گھر میں آنا اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجنا اور سلام کہنا اور مجھ کو نالہ و زیادہ و گریہ وزاری سے آزار نہ دینا۔"

امام جعفر صادق کا فتویٰ کفر

حضرت امام جعفر صادق نے ماتمیوں کے فتویٰ کفر صادر فرمایا۔ چنانچہ فروع کافی جلد ا ص۱۲۱ میں ہے، عَنْ اَبِی عبد الله قال اِنَّ الصَّبْرَ وَ الْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْمُؤْمِنِ فَیَاْتِیْهِ الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبُوْرٌ وَ اِنَّ الْجَزَعَ وَ الْبَلَاءَ یَسْتَبِقَانِ اِلَی الْکَافِرِ فَیَاْتِیْهِ

ل۔ ہکذا عبارتہ قَالَ النَّبِیُّ عِنْدَ وَفَاتِهٖ لِفَاطِمَةَ لَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْهًا وَ لَا تُرْخِیْ عَلَیَّ شَعْرًا وَلَا تُنَادِیْ بِالْوَیْلِ وَلَا تُقِیْمِیْ عَلَیَّ نَائِحَةً:۔

رسول نے بوقت وفات حضرت فاطمہ کو فرمایا میری وفات پر منہ پیٹنا، بال نہ بکھیرنا، واویلا نہ کرنا اور نوحہ نہ کرنا۔

وَ ھُوَ جَزِعٌ - (ترجمہ) (امام صادقؑ نے فرمایا صبر اور مصیبت مومن کے پیش آتے ہیں اسے مصیبت آجاتی ہے۔ اور وہ صبر کرتا ہے۔ اور گھبراہٹ اور مصیبت کافر کے پیش آتی ہے اور اسے مصیبت آجاتی ہے اور وہ جزع فزع کرنے لگتا ہے) اس حدیث میں حضرت امام نے مومن اور کافر کی شناخت یہ بتائی ہے کہ مومن کو مصیبت آجائے تو اس پر وہ صابر ہوتا ہے لیکن جب کافر کو مصیبت پیش آجائے تو وہ جزع فزع کرنے لگتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں حدیث کا مطلب صاف یہ ہے کہ جو مصیبت پر صبر کرے اور جو جزع فزع کرے وہ کافر ہے۔

امام حسینؑ کی آخری وصیت

شیعہ کی معتبر کتاب اثارۃ البصائرہ جلد ۲۹۲ میں ہے کہ جناب سید الشہداء امام حسین نے کربلا کے معنی میں اپنی ہمشیرہ حضرت زینب علیہما السلام کو فرمایا کہ اے بہن جو میرا حق تم پر ہے اسی کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ میری مصیبت مفارقت پر صبر کرو۔ پس جب میں مارا جاؤں تو ہرگز منہ نہ پیٹنا اور بال اپنے نہ نوچنا۔ اور گریبان چاک نہ کرنا۔ کہ تم فاطمۃ الزہرا کی بیٹی ہو۔ جیسا انھوں نے پیغمبر خدا کی مصیبت میں صبر فرمایا تھا تم بھی میری مصیبت میں صبر کرنا الخ

اس سے زیادہ واضح دلیل اس امر کی کہ شہداء کربلا کی مصیبت میں منہ پیٹنا سینہ کوبی کرنا ناجائز ہے۔ اور کیا ہو سکتی ہے کہ خود سید الشہداء نے اپنی ہمشیرہ کو آخری وقت میں یہ وصیت فرمادی کہ میری شہادت پر جزع فزع

نہ کرنا، نہ پیٹنا، نہ بال نوچنا، نہ گریبان چاک کرنا۔ بلکہ ایسا ہی صبر کرنا جیسا کہ
جناب سیدہ نے وفاتِ رسولؐ پر صبر کیا۔ پھر جو لوگ اس کے خلاف ماتم حسین
میں اسقدر طوفانِ بے تمیزی برپا کرتے ہیں کہ عورتیں مرد جمع ہو کر سینہ کوٹتے
منہ پیٹتے ہائے وائے کی دوہائی سے زمین ہلا دیتے ہیں۔ یہ سیدالشہدا ؑ
حضرت امام حسینؓ کے حکم کی نافرمانی کرتے اور خدا و رسولؐ کو ناراض کرتے ہیں!

ع نہ اس پر بھی اگر سمجھو تو پھر تم سے خدا سمجھے

فی زماننا جو رواج ہو گیا ہے کہ مجالس ماتم میں جوان مرد اور جوان عورتیں
زرق برق پوشاکیں پہنے، آنکھوں میں کاجل لگائے بالوں کو معطر تیل لگا کر
کنگھی پٹی کئے ایک دوسرے کی دید بازی کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ اور
راگ ممنوع میں سُر اور تال سے مرثیہ خوانی ہوتی اور سینہ زنی کی جاتی ہے
اور تعزیہ پر نذر و نیاز چڑھائے جاتے ہیں۔ سجدے ہوتے عرضیاں گذاری
جاتی ہیں۔ یہ سب شرک و بدعت ہے۔ جس کی مخالفت نہ صرف کتب اہلِ
سنت بلکہ کتب اہلِ تشیع میں بھی بالتصریح لکھی ہے۔ چنانچہ شیعہ کی ایک
نہایت معتبر تفسیر عمدۃ البیان مطبع یوسفی دہلی کے سنہ ۱۳۳۰ھ میں ذیل آیت وَ
لَنَبْلُوَنَّكُمْ الخ یوں لکھا ہے:-
یہ آیت حقیقت میں امام حسینؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اس واسطے کہ
جو کچھ آیت میں ہے وہ ان کے حال پر صادق آتا ہے اور دوسرے شخص کو
ہم ایسا نہیں کہتے۔ اور یہ معرکہ آنحضرتؐ کا بڑا معرکہ ہے۔ رونا رلانا ان
کی مصیبت پر ثواب عظیم رکھتا ہے لیکن اکثر آدمی محرم میں بدعت کرکے

ثواب کو ضائع کرتے ہیں۔ باجے بجاتے اور بجواتے ہیں اور مرثیوں میں جھوٹی حدیثیں اپنی طرف سے ایجاد کر کے داخل کرتے ہیں۔ اور غلو و تنقیص کی روایتوں کو مجلسوں میں بیان کر کے امایانوں کو فاسد کرتے ہیں۔ اور جو راگ کہ شرع میں ممنوع ہیں۔ اس میں مرثیوں کو پڑھتے ہیں۔ اور عورتیں بلند آواز سے مرثیوں کو پڑھتی ہیں۔ اور نا محرم ان کی آواز کو سنتے ہیں۔ ان امور میں مومنین کو اجتناب لازم ہے اور تعزیوں پر محتاج آدمی تو اپنی احتیاج کی عرضیاں باندھتے ہیں۔ اور یا کاغذ کی روٹی کتر کر باندھتے ہیں۔ اس مراد سے کہ اگر میری آسودگی اور فراغت ہوئی تو میں چاندی کی روٹی گھڑوا کر تعزیہ پر چڑھاؤں گا اور بے اولاد آدمی کا لڑکا کتر کر تعزیہ پر باندھتے ہیں۔ اس ارادہ سے کہ اگر ہمارے بیٹا پیدا ہو گا۔ تو ہم چاندی کا لڑکا گھڑوا کر تعزیہ پر چڑھائیں گے۔ اول یہ کہ تصویر انسانی ہے اور تصویر کے بنانے سے اجتناب لازم ہے اور سوائے اس کے حاجت کا طلب کرنا پروردگار سے چاہیئے کہ وہ قاضی الحاجات ہے۔ نہ غیر اس کا۔ ہاں حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام سے شفاعت کا چاہنا کہ خدا تعالیٰ ہماری شفاعت کو بر لائے۔ اور ان کے واسطے سے دعا مانگنا موجب قضائے حاجت اور موجب حصول مقصد ہے۔ جیسے کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور بعض جہلاء تعزیہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ طریقہ کفار و مشرکین کا ہے۔ اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اور تعزیہ و علم پر زیارت کا پڑھنا نہ چاہیئے۔ البتہ اگر کربلائے معلی کی طرف منہ کر کے حضرت امام حسین رض کے روضہ کی نیت سے زیارت پڑھے تو مضائقہ نہیں ہے۔"

ناظرین یہ عماد علی جو ایک غالی شیعہ ہے۔ وہ بھی اپنی تفسیر میں بدعات
تعزیہ کی سخت مذمت کر رہا ہے۔ کیا شیعہ ان بدعات سے باز آئیں گے لیکن
امید بہت کم ہے اس لئے شیعہ ذاکروں و مرثیہ خوانوں بلکہ اُن کے مبلغین کا بھی
پیٹ کا دھندا ہے اور اُن کے عوام کے نفسانی و شہوانی افعال کا مرکز
مہذب لوگ متوجہ ہوں۔ یہ ماتم بھی عجیب ہے کہ ڈھول بجا کر گتکہ بازی کی
تعزیہ کے ساتھ شاہدان بازاری کا اجتماع ہوتا ہے۔ جو سر و پا برہنہ تعزیہ کے
آگے سلامی کرتی جاتی ہیں۔ دیدہ باز لوگ اس دلفریب منظر کو غنیمت سمجھ کر
حظ اُٹھاتے ہیں۔ کیا یہ یزیدی گروہ کے جشن کی نقالی نہیں ہے۔ جنھوں نے امام
حسین رض کو شہید کرا کر ڈھول و باجے بجائے اور محفل ہائے شادمانی قائم کیں
مزید تبصرہ فقیر کے رسالہ تعزیہ داری میں دیکھئے۔

حوالہ (۱۳)

بی بی فاطمہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں صـ ۱۵۵
اس سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ بعض روایات جو آئی ہیں کہ حضرت
علی نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیعت میں تاخیر فرمائی - تو اس کا
موجب ناراضگی نہیں تھی۔ بلکہ بی بی فاطمہ کی بیماری تھی۔ ان کی تیمارداری میں لگے
رہے۔ تفصیل مسئلہ خلافت آئینہ شیعہ مذہب میں دیکھئے۔

حوالہ (۱۴ - ۱۵)

بی بی فاطمہ علی سے ناراض ہو کر ام کلثوم کو لے کر چلی گئیں۔ صـ ۱۵۱

اس سے ہمارے دو مقصد ہیں۔ ایک یہ کہ شیعہ، حضرت ابوبکر کے لئے بی بی کی ناراضگی ثابت کرکے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کافر گردانتے ہیں۔ ہم انھیں یہی حوالہ دکھا کر الزامی جواب دیتے ہیں۔ کہ اگر بی بی فاطمہ رض کی ناراضگی کفر کا موجب ہے تو تمہارا اس حوالہ پر کیا جواب ہے۔ اس مسئلہ کو فقیر نے رسالہ "باغ فدک" میں تفصیل سے لکھا ہے۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ حضرت ام کلثوم بی بی فاطمہؓ کے بطن مبارک سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی صاحبزادی تھیں۔ اسی صاحبزادی کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ تفصیل تو ہمارے رسالہ "قطف الثمر فی نکاح ام کلثوم بعمر" میں ہے چند حوالے شیعہ کی معتبر و مستند کتب سے ملاحظہ فرمایئں۔

حوالہ جات از کتب شیعہ

۱۔ عن جعفر عن ابیہ قال ماتت ام کلثوم بنت علی وابنھا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحدۃ!

(تہذیب شیعہ ص ۳۸۰ ج دوم سطر ۱۲)

امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ ام کلثوم جو حضرت علی کی صاحبزادی تھیں اور اُن کا بیٹا زید جو حضرت عمر بن خطاب کا بیٹا تھا۔ (دونوں ماں اور بیٹا) ایک ہی وقت فوت ہوئے تھے۔

حضرت امام محمد باقرؒ کے اس فرمان سے ثابت ہے کہ سیدنا علی شیر خدا کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے ہوا تھا۔ جن کا

ایک بیٹا حضرت سیدہ ام کلثوم سے حضرت زید بن عمر پیدا ہوا تھا، اور ماں بیٹا اکٹھے فوت ہوئے تھے۔

(۲) عن سلیمان بن خالد قال سئلت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن امرأۃ توفی عنھا زوجھا او حیث شاءت؛ قال بل حیث شاءت ثم قال ان علیھا صلوات اللہ علیہ لما مات عمر اتی ام کلثوم فاخذ بیدھا فانطلق بھا الی بیتہ!
(فروع کافی ج ۲ صہ ۳۰۲ حصہ اول تہذیب ج ۲ صہ ۲۳۸)

سلیمان بن خالد کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے۔ وہ عدت خاوند کے گھر میں گزارے یا جہاں چاہے گزارے۔ انھوں نے فرمایا جہاں چاہے گزارے۔ پھر فرمایا بتحقیق حضرت علی صلوات اللہ علیہ حضرت عمر کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم کے پاس گئے۔ اور ان کو حضرت عمر کے گھر سے اپنے گھر میں لے آئے۔

انہی دونوں کتابوں کے ان صفحات پر انہی الفاظ میں امام جعفر صادق سے دوسرے راویوں کی روایت بھی موجود و منقول ہے۔

(۳) فروع کافی مصنفہ محمد بن یعقوب کلینی میں ایک مستقل باب ہے جس کا یہ عنوان ہے۔ دیکھئے فروع کافی صہ ۱۴۱ حصہ اول مطبع لکھنؤ۔

بَابُ فی تزویج ام کلثوم

یہ باب سیدہ ام کلثوم کے نکاح پر ہے جس میں محمد بن یعقوب کلینی نے حضرت امام جعفر صادق سے دو روایتیں نقل کی ہیں جن سے بخوبی ثابت ہے کہ خاندانِ نبوت کی چشم چراغ سیدہ

(۴) قاضی نور اللہ شوستری شیعہ مجتہد لکھتا ہے:۔

اگر نبی دختر بعثمان داد، ولے دختر بعمر فرستاد (مجالس المومنین ص۸۶)

اگر نبی علیہ السلام نے عثمانؓ کو بیٹی دی تھی تو حضرت علیؓ نے عمرؓ کو دے دی

(۵) قاضی نور اللہ شوستری شیعہ نے لکھا ہے کہ کسی نے ابوالحسن سے پوچھا.

کہ چرا آنحضرت دختر خود را بعمر بن خطاب داد، گفت بواسطہ آنکہ اظہار شہادتین مے نمود بزبان واقرار بفضل حضرت امیر مے کرد۔ (شیعہ مجالس المومنین ص۸۵ سطر۴)

کہ حضرت شیر خدا علی المرتضیٰؓ نے اپنی دختر نیک اختر عمر بن خطاب کو کیوں دی تھی. اس نے جواب دیا اس وجہ سے کہ عمر توحید خدا تعالیٰ اور رسالت رسول اللہ علیہ وسلم کی شہادت زبان سے ظاہر کرتا تھا اور عمر کی دامادی اور اسکی فضیلت

(۶) قاضی نور اللہ شوستری شیعہ مجتہد لکھتا ہے:۔

محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ وآلہ مشرف گشتہ وام کلثوم را کہ بعدم کفارت از روئے اکراہ در حبالہ عمر بود تزویج نمود (شیعہ کی کتاب مجالس المومنین ص۸۲ آخری سطر)

محمد بن جعفر طیار نے عمر بن خطاب کی وفات کے بعد سیدہ ام کلثوم سے نکاح کر کے حضرت سیدنا علی امیر المومنین صلوٰت اللہ علیہ وآلہ کی دامادی کا شرف حاصل کیا. اور یہ سیدہ ام کلثوم پہلے کراہ سے عمر کے حبالہ نکاح میں تھی. باوجودیکہ عمر ان کے ہم کفو نہ تھے.

(فائدہ) بعض لوگ اپنی نادانی سے کہتے ہیں کہ حضرت عمر کا نکاح سیدہ علی کی

بیٹی سیدہ ام کلثوم سے نہیں ہوا تھا۔ ان گذشتہ حوالہ جات اور آنے والے حوالہ جات سے بخوبی واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ واقعی حضرت عمرؓ کا نکاح سیدہ ام کلثوم دختر علی سے ہوا تھا۔ جس کا انکار ممکن نہیں۔ جیسے کہ قاضی نور اللہ شوستری مجتہد شیعہ نے لکھا ہے۔

شیعہ میں سے کوئی اس کا منکر نہیں کہ سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کیساتھ بذریعہ حضرت عباس کے کیا گیا تھا۔	و ہیچ کس منکر آن نیست کہ تزویج ام کلثوم با عمر از وسیلہ عباس بود۔

(مصائب النواصب ص۱۷۶)

ویسے اس نکاح کا اعتراف و اقرار شریف مرتضیٰ نے اپنی معتبر کتاب کتاب الشافی کے ص۱۱۶ و ص۲۵۳ اور قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب مجالس المومنین کے ص۸۲ پر واضح کیا ہے کہ ام کلثوم دختر علیؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا تھا۔

اعتراض

بعض شیعہ اس نکاح کا انکار اس طرح کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ نے عین شادی کے موقع پر اپنی صاحبزادی کو چھپا لیا اور اپنے اعجاز و کرامت سے ایک نجران کی جنیہ کو اپنی شاہزادی ام کلثوم کی شکل میں حضرت عمر کے گھر بھیج دیا تھا۔

جواب

گزشتہ تمام روایات اس بات کی تردید کرتی ہیں کیا حضرت عمرؓ کا بیٹا جو زید پیدا ہوا تھا وہ جنیہ سے پیدا ہوا تھا یا محمد بن جعفر طیار سے۔ جوان کا

نکاح حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ہوا تھا وہ جنیہ تھیں۔ یا جو حضرات شیعہ یہ لکھتے گئے ہیں کہ اس نکاح کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ شہادتین کا اظہار اور حضرت علیؓ کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ اس لئے سیدہ ام کلثوم سے حضرت عمرؓ کا نکاح درست تھا۔ چنانچہ علامہ باقر مجلسی لکھتا ہے کہ ان روایات کی موجودگی میں جو حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثومؓ حضرت علیؓ کی لڑکی کے نکاح کے بارے میں ثابت ہیں شیخ مفید کا انکار کرنا نہایت تعجب ناک بات ہے۔

۸۔ انکار ذالک عجیب والاصل فی الجواب ہوان ذالک وقع علی سبیل التقیۃ والاضطرار ولا استبعاد فی ذالک۔

اس نکاح کا انکار کرنا ذاتی روایات کی موجودگی میں عجیب ہے۔ اصل میں اس نکاح کا جواب یہ ہے کہ یہ نکاح بطور تقیہ اور لاچاری کے کیا گیا تھا جس میں کوئی استبعاد اور اشکال نہیں۔

(مراٰۃ العقول شرح الاصول والفروع ج ۳ ص ۴۴۹)

سوال:۔ بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا نکاح جس ام کلثوم سے ہوا تھا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ جو حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ صدیقؓ سے پیدا ہوئی تھیں۔ اور حضرت صدیق کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کی پرورش میں رہی تھیں۔ ان کی ربیبہ ہونے کی وجہ سے مجازاً حضرت علیؓ کی بیٹی کہا گیا۔

جواب ۱:۔ یہ بات تاریخی طور پر بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عمیس نہ تھیں۔ کہ جس کے حضرت علیؓ

بیٹی سیدہ ام کلثوم سے نہیں ہوا تھا۔ ان گذشتہ حوالہ جات اور آنے والے حوالہ جات سے بخوبی واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ واقعی حضرت عمرؓ کا نکاح سیدہ ام کلثوم دختر علی سے ہوا تھا۔ جس کا انکار ممکن نہیں۔ جیسے کہ قاضی نوراللہ شوستری مجتہد شیعہ نے لکھا ہے۔

وہیچ کس منکر آن نیست کہ تزویج ام کلثوم با عمر بوسیلہ عباس بود۔

شیعہ میں سے کوئی اس کا منکر نہیں کہ سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کیساتھ بذریعہ حضرت عباس کے کیا گیا تھا۔

(مصائب النواصب ص۱۶۱)

ویسے اس نکاح کا اعتراف واقرار شریف مرتضی نے اپنی معتبر کتاب کتاب الشافی کے ص۱۱۶ وص۳۵۳ اور قاضی نوراللہ شوستری نے اپنی کتاب مجالس المومنین کے ص۸۵ پر واضح کیا ہے کہ ام کلثوم دختر علیؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا تھا۔

اعتراض

بعض شیعہ اس نکاح کا انکار اس طرح کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ نے عین شادی کے موقع پر اپنی صاحبزادی کو چھپا لیا اور اپنے اعجاز وکرامت سے ایک نجران کی جنیہ کو اپنی شاہزادی ام کلثوم کی شکل میں حضرت عمر کے گھر بھیج دیا تھا۔

جواب

گزشتہ تمام روایات اس بات کی تردید کرتی ہیں کیا حضرت عمرؓ کا بیٹا جو زید پیدا ہوا تھا وہ جنیہ سے پیدا ہوا تھا یا محمد بن جعفر طیار سے جوان کا

نکاح حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ہوا تھا وہ جنبیہ تھیں۔ یا جو حضرات شیعہ یہ لکھتے گئے ہیں کہ اس نکاح کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عمرؓ شہادتین کا اظہار اور حضرت علیؓ کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ اس لئے سیدہ ام کلثوم سے حضرت عمرؓ کا نکاح درست تھا۔ چنانچہ علامہ باقر مجلسی لکھتا ہے کہ ان روایات کی موجودگی میں جو حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثومؓ حضرت علیؓ کی لڑکی کے نکاح کے بارے میں ثابت ہیں شیخ مفید کا انکار کرنا نہایت تعجب ناک بات ہے۔

۸۔ انکار ذالک عجیب والاصل فی الجواب هوان ذالک وقع علی سبیل التقیۃ والاضطرار ولا استبعاد فی ذالک۔

اس نکاح کا انکار کرنا داتنی روایات کی موجودگی میں عجیب ہے۔ اصل میں اس نکاح کا جواب یہ ہے کہ یہ نکاح بطور تقیہ اور لاچاری کے کیا گیا تھا جس میں کوئی استبعاد اور اشکال نہیں۔

(مراۃ العقول شرح الاصول والفروع ج ۳ ص ۴۴۹)

سوال:۔ بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا نکاح جس ام کلثوم سے ہوا تھا۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ جو حضرت اسماء بنت عمیس زوجہ صدیقؓ سے پیدا ہوئی تھیں۔ اور حضرت صدیق کی وفات کے بعد حضرت علیؓ کی پرورش میں رہی تھیں۔ ان کی ربیبہ ہونے کی وجہ سے مجازاً حضرت علیؓ کی بیٹی کہا گیا۔

جواب ۱:۔ یہ بات تاریخی طور پر بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق کی والدہ ماجدہ حضرت اسماء بنت عمیس نہ تھیں۔ کہ جن کے حضرت علیؓ

سے نکاح کرنے کے بعد ام کلثوم ان کی ربیبہ ہو سکتیں۔ بلکہ ام کلثوم بنت ابو بکرؓ کی والدہ ماجدہ حبیبہ بنت خارجہ تھیں۔

چنانچہ اصابہ فی تمیز الصحابہ جزو رابع حرف الکاف صفحہ ۴۶۹ پر ہے:۔

ام کلثوم بنت ابی بکر امها حبیبة بنت خارجة وضعتها بعد موت ابی بکر۔

ام کلثوم بنت ابی بکر کی ماں حبیبہ بنت خارجہ تھیں اور یہ ام کلثوم ان سے ابو بکر کی وفات کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔

نیز اسی کتاب کے باب الحاء صفحہ ۲۶۱ پر ہے:۔

حبیبة بنت خارجة زوجة ابی بکر الصدیق ووالدة ام کلثوم ابنتها التی مات ابو بکر وهی حامل بها!

حبیبہ بنت خارجہ ابو بکر صدیق رضؓ کی زوجہ تھیں۔ اور ام کلثوم کی والدہ تھیں۔ یہ ام کلثوم ابو بکرؓ کی وہ بیٹی ہیں جبکہ ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تھی تو یہ اس وقت حبیبہ بنت خارجہ کے بطن میں تھیں۔ جو صدیق کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

جواب ۲۔ نیز ام کلثوم بنت ابی بکر صدیقؓ کے نکاح کے متعلق طبقات ابن سعد جزو ثامن صفحہ ۴۶۲ پر مرقوم ہے۔ کہ ام کلثوم بنت ابو بکرؓ کا نکاح طلحہ ابن عثمان بن عمر سے ہوا۔ ان کے بعد حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ سے پھر ان کی شہادت کے بعد عبد الرحمن بن عبد اللہ سے انکا نکاح ہوا تھا۔

جواب ۳ ۔ اس امِ کلثوم بنت ابوبکرؓ کے متعلق کسی نے نہیں لکھا کہ اُن کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا تھا۔ یا اس سے ان کا بیٹا زید پیدا ہُوا تھا۔ بلکہ شیعہ کتابوں میں اس صراحت موجود ہے کہ جس امِ کلثوم سے حضرت عمرؓ کا نکاح ہُوا تھا، اُن کی والدہ ماجدہ سیّدہ فاطمۃ الزہراءؓ تھیں۔

تاریخ طراز مذہب مظفری میں مستقل ایک باب ہے جو ص۴۷ سے شروع ہو کر ص۷۶ پر ختم ہوتا ہے۔ جس کا عنوان حکایت تزویج ام کلثوم با عمرؓ بن خطاب ہے۔

جناب امِ کلثوم کبریٰ دختر فاطمہ زہراءؓ در سرائے عمر بن خطاب بود ازوے فرزند بیاورد چنانچہ مذکور گشت وچوں عمر مقتول شد محمد بن جعفر بن ابی طالب اورا در حبالہ نکاح در آورد۔!

جناب امِ کلثوم کبریٰ حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی بیٹی عمرؓ بن خطاب کے گھر میں تھیں۔ اور حضرت عمرؓ سے ان کا فرزند ہوا۔ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور جب عمرؓ قتل کئے گئے تو محمد بن جعفر بن ابی طالب سے ان کا نکاح ہوا!

مزید تفصیل اور سوالات و جوابات فقیر کے رسالہ "قطف الثمر" میں دیکھئے۔

حوالہ (۱۶)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ "مابین مسجدی وقبری روضۃ من ریاض الجنۃ" ص۱۵۸ یعنی میری مسجد اور میری مزار کے درمیان بہشت کی کیاریوں میں سے

ایک کیاری —— اس حوالہ سے شیعہ کے غلط عقیدہ کا رد مطلوب ہے جبکہ معاذاللہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جہنمی ہیں۔
اس سے سنجیدہ اور مہذب خود بنائے کہ جہاں وہ حضرات مدفون ہیں اسے حضور علیہ السلام بہشت کی کیاری بتائیں، اور شیعہ اسے جہنم کا گڑھا۔ اس تضاد کو یوں اٹھایا جائے گا کہ قول مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ماننا فرض ہوگا۔ اور شیعہ کا قول اُن کے منہ پر مارا جائے گا۔

حوالہ (۱۷)

صحیح قول یہ ہے کہ بی بی فاطمہ اپنے گھر میں مدفون ہوئیں۔ صہ ۳۵۶
اس سے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انقاد ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ وہ تو تا وصال گھر سے باہر نہ نکلیں۔ پھر باغ فدک کے مطالبہ کے لئے وہ کچہری کے دفتر میں کیسے پہنچ گئیں۔ تفصیل رسالہ "باغ فدک" میں ہے۔

حوالہ (۱۸)

واقعۂ خلافت صدیق اور مولیٰ علی کی کمزوری کا بیان صہ ۱۴۵ حوالہ کی پوری عبارت رسالہ ہذا کے صہ ۱۴۶ پر دیکھئے، اور تفصیل مسئلہ خلافت میں دیکھئے۔

حوالہ (۱۹-۲۰)

حضرت امام حسین کو مکہ سے کوفہ میں شیعوں نے دعوت دی اور شہید بھی

شیعوں نے کیا۔ صعہ ۳۵۶ - ۳۵۷۔

شیعہ کی مستند کتابوں سے ثابت ہے کہ مدینہ طیبہ سے کوفہ کی طرف دعوت دینے والے شیعان علی تھے۔ اُن کی خط و کتابت کا مضمون ملاحظہ ہو۔

شیعہ کا ایک خط

شیعہ کی مستند کتاب جلاء العیون صنہ ۳۴ میں ایک خط شیعیان کوفہ کا بدیں مضمون مسطور ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ یہ نامہ سلیمان بن مروہ مسیب بن نجبہ اور رفاعہ بن حبیب بن مطاہر اور جمیع شیعیان و مومنین و مسلمین اہلِ کوفہ کی جانب سے بخدمت امام حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہے آپ پر سلام خدا ہو اور ہم اس نعمتہائے کاملہ خدا پر جو ہم پر ہیں حمد کرتے ہیں۔ اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اُس نے آپ کے دشمن جبار و معاند کو کہ بغیر رضا مندی امت اُن پر حاکم ہوا تھا۔ ہلاک کیا۔ اور وہ بجبر و عدوان امت پر حاکم ہوا۔ اور اُن کے اموال میں ناحق تصرف کیا۔ اور نیکانِ اُمّت کو قتل کیا۔ اور بد اطواروں کو نیکوں پر مسلط کیا۔ اور اموالِ خدا کو مالداروں اور جباروں پر تقسیم کیا۔ خدا اسے نفرین کرے۔ جس طرح قوم ثمود پر نفرین کی اور واضح ہو کہ اس وقت ہمارا کوئی امام پیشوا نہیں۔ پس آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمائیے کہ ہم سب آپ کے مطیع ہیں شاید حق تعالیٰ حق کو آپ کی برکت سے ظاہر کرے اور نعمان بن بشیر حاکم نہایت ذلیل و خوار دار الامارت میں بیٹھا ہے۔ اور ہم جمعہ و عیدین کو وہاں پڑھنے نہیں

جاتے ہیں اور جب آپ کی خبر تشریف آوری کی ہم کو ملے گی تو ہم اسے کوفہ سے نکال دیں گے

دُوسرا خط

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ؕ یہ عریضہ شیعوں اور فدویوں و مخلصوں کی طرف سے بخدمت امام حسینؑ بن علی ابن طالب ہے۔ اما لعبد بہت جلد اپنے دوستوں ہوا خواہوں کے پاس تشریف لایئے۔ کہ جمیع ہر دہان ولایت منتظر قدوم میمنت لزوم ہیں۔ اور بغیر آپ کے دوسرے شخص کی طرف لوگوں کو رغبت نہیں۔ البتہ بہ تعجیل تمام ہم مشتاقوں کے پاس تشریف لایئے۔

امام حسین علیہ السّلام کا جواب

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ؕ یہ خط حسین ابن علیؑ کا مومنوں مسلمانوں شیعیان کی طرف ہے۔ اما لعبد قاصدوں اور بے شمار خطوط آنے کے بعد جو تم نے مجھے خط ہانی اور سعید کے ہاتھ بھیجا۔ مجھے پہنچا۔ تمہارے سب خطوط سے مطلع ہُوا۔ تم نے سب خطوط میں مجھے لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہیں۔ آپ بہت جلد ہی تشریف لایئے۔ خدا آپ کی برکت سے ہم کو بحق ہدایت کرے۔ واضح ہو کہ میں بالفعل تمہارے پاس اپنے برادر و پسر عم محلِ اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہوں۔ اگر مسلمؑ مجھے لکھیں کہ جو تم نے مجھے خطوط میں لکھا ہے مشورۂ عقلاءؔ و اشراف و بزرگانِ قوم لکھا ہے۔ اسی وقت میں انشاءاللہ بہت جلدی تمہارے پاس چلا آؤں گا۔ میں اپنی جان کی قسم کھاتا ہوں ۔ امام وہی ہے

جو درمیان مردم بکتاب خدا حکم اور آیت کا قیام کرے۔ اور قدم جادۂ شریعت مقدسہ سے باہر نہ رکھے اور لوگوں کو دینِ حق پر مستقیم رکھے (جلاء العیون ص ۴۳۱)

اِس تمام خط و کتابت کے پڑھنے سے واضح ہوتا ہے کہ شیعیان کوفہ نے کس منت و سماجت سے ارادتمندانہ اور مخلصانہ خطوط لکھ کر امام علیہ السلام کو بلوایا۔ اور آخر انہی بلانے والے مخلص شیعوں نے آپ کو تیغ جفا سے شہید کیا۔ جیسا کہ جلاء العیون جلد ا ص ۲۷۹ میں تصریح ہے۔

پس بیس ہزار مردم عراقی نے امام حسینؓ سے بیعت کی تھی۔ خود اُنھوں نے شمشیر امام حسینؓ پر کھینچی۔ اور ہنوز بیعت ہائے حسینؓ ان کی گردنوں میں تھی کہ امام حسینؓ کو شہید کیا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۴۶۹ میں لکھا ہے کہ امام نے شیعیانِ کوفہ کو میدانِ کربلا میں کہا کہ تم نے مجھے طلب کیا اور اظہارِ محبت کے دم بھرے اور اب میری جان کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ اور حالانکہ میری طرف سے کوئی اب تک بیوفائی کی بات بہ نسبت تمہارے واقعہ نہیں ہوئی۔

امام حسین کو شہید شیعوں نے کیا۔ جلاء العیون ص ۲۷۹ ج ۔ ا میں ہے کہ پس بیس ہزار عراقی نے امام حسین سے بیعت کی۔ اور جنھوں نے بیعت کی تھی خود انھوں نے شمشیر امام حسین پر کھینچی اور ہنوز بیعت ہائے امام حسین اُن کی گردنوں میں تھیں۔ کہ امام حسینؓ کو شہید کیا۔

مزید تفصیل آئینہ مذہب شیعہ میں دیکھئے۔

حوالہ (۲۰)

کی تفصیل میں ہم پہلے بہت کچھ بیان کر چکے ہیں۔

حوالہ (۲۱)

امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی صفحہ ۵۰۔ اس حوالہ کا خلاصہ یہ ہے کہ امام زین العابدین نے بیعت یزید کا اقرار کیا۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۵۰ پر یہ بھی لکھا ہے کہ یزید نے دو صد دینار طلائی امام زین العابدین کو دیئے۔

حوالہ (۲۲)

امام جعفر برادر امام عسکری کو شیعوں نے کذاب اور شرابی لکھا۔ صفحہ ۵۷۶، ۵۷۷۔

اسی بحث کو سمجھنے سے "شیعہ مذہب" کا اصلی چہرہ بے نقاب ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ انصاف سے پڑھا جائے۔

صورتِ احوال اینکہ عبد اللہ بن سبا کی پارٹی نے محبت اہل بیتِ رسول کا میٹھا شربت دکھا کر شیعوں کو زہر قاتل پلا دی ہے۔ اس لئے کہ شیعوں کو محبت اہلبیت کے فضائل و مناقب اور ان کے کمالات پر دلائل قائم کر کے انھیں ایسا اندھا بنا دیا کہ امہات المومنین یعنے ازواج مطہراتِ رسول کو اہلبیت سے خارج کر دیا۔ اس کے بعد پھرتی سے خود اہلبیت رسول کو جی بھر کر گالی دیں۔ اور انھیں لعنتی، شرابی۔ کذاب وغیرہ کہا، چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ سرے سے بعض حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عترت ہی نہیں مانتے۔ جیسے تین صاحبزادیوں بی بی زینب، رقیہ، ام کلثوم رضی اللہ عنہن ایسے ہی حضرت عباس اور اُن کی تمام اولاد کو عترت میں شامل ہی نہیں کرتے۔ حالانکہ عترت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ہے "اقارب" قریب ترین رشتہ دار حضرت عباس اور اُن کی اولاد حضور علیہ السلام کتنا قریب تر ہیں لیکن شیعہ منکر ہیں۔ اسی طرح حضرت زبیر جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں انھیں نہ صرف عترت رسول سے خارج کرتے ہیں۔ بلکہ انھیں ملعون کہتے ہیں بلکہ آل فاطمۃ الزہرا کے دشمن ہیں۔

شیعہ کے مذہب میں آل فاطمہ کو گالی دینا جائز ہے۔ مثلاً زید بن علی حسین رض کہ بڑے عالم اور متقی اور پرہیز گار تھے کہ مروانیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور اُنکے بیٹے یحییٰ بن زید کے ان دونوں کے شیعہ لوگ بھی دشمن ہیں۔ اور ایسے ہی ابراہیم بن موسیٰ کاظم رح اور جعفر بن موسیٰ کاظم رض کو کذاب کا لقب دیا ہے۔ حالانکہ وہ حضرات اولیا اللہ سے تھے، بایزید بسطامی رح نے انہی سے راہ طریقت کی پائی ہے۔ یہ غلط ہے کہ بایزید مرید جعفر صادق رض کے مرید تھے، اور جعفر بن علی رض کہ بھی جو حضرت امام حسن عسکری رح کے بھائی تھے۔ ملقب بکذاب ہے اور حسن بن حسن مثنیٰ رض کو اور اُن کے بیٹے عبداللہ محض رض اور اُن کے بیٹے محمد رض ملقب بہ نفس زکیہ ہیں ان کو مرتد اور کافر کہتے ہیں۔ اور ابراہیم بن عبداللہ اور زکریا بن محمد باقر اور محمد بن عبداللہ بن حسین بن حسن رض اور محمد بن قاسم بن حسن رض اور یحییٰ بن عمر رض (جو زید بن علی بن حسین رض کے پوتے ہیں) ان سب کو کافر اور مرتد جانتے ہیں۔ اور

جماعت سادات حسنیہ اور حسینیہ کو تنائی امامت و بزرگی زید بن علیؓ تھے ان سب کو گمراہ جانتے ہیں۔ تواریخ سادات صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ اکثر اہلِ بیت حسنی اور حسینی زید بن علیؓ کی امامت اور ان کی فضیلت کے قائل تھے لیکن افسوس ہے کہ شیعہ جمہور اثنا عشری ان حضرات کے حق میں اعتقاد کفر اور مردود اور کہتے ہیں یہ حضرات ہمیشہ جہنم میں رہیں گے (معاذ اللہ) اس کی وجہ ظاہر ہے کہ منکر امامت ایک امام کا شیعہ کے نزدیک مثل منکر نبوت ایک نبی کے کافر ہے وَاَلْکَافِرُ مُخَلَّدٌ فِی النَّارِ (یعنی ہمیشہ آگ میں رہے گا) اور یہ سب حضرات منکرِ امامت امام اپنے وقت بلکہ ائمہ ماضیین کے رہے ہیں (فافہم) ایک گروہ شیعہ (اثنا عشریہ) کا عقیدہ ہے کہ مثل حضرت عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم بزرگ اعراف میں رہیں گے بعض کا یہ قول ہے کہ بعد عذاب شدید اپنے اجداد کی شفاعت سے نجات پائیں گے۔ اور دونوں قول (ایک وہ مردود و نامقبول ہیں۔ موافق اُن کے قواعد اور اصول کے وہی اوّل ہے۔ اس واسطے کہ شفاعت کفار کی بالاجماع مقبول نہیں ہے نہ کہ اعراف دار الخلد، اس کے ساتھ یہ کہ رہنا ان کا اعراف میں اس کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ یہ سب منکر امامت کے تھے۔ اور منکر امامت کے کافر پھر کافر اعراف میں کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اور باوجود اس کے روایت کرتے ہیں۔ مُحِبُّ عَلِیٍّ لَا یَدْخُلُ النَّارَ (یعنی دوستدار علیؓ کا دوزخی نہیں ہوگا، بس جن لوگوں کو دوزخی بتاتے ہیں، ان کی دوستداری میں حضرت علیؓ کے ساتھ کچھ شبہ نہیں۔ اب خیال کیا جائے کہ نواصب اور خوارج تو امامت اور خلافت

اماموں کی بیان کرتے ہی ہیں۔ مگر اس فرقہ شیعہ کی گالیوں کو دیکھا جائے کہ کتنا آلِ رسول اور اُن کے جگر پاروں اور بھائیوں کی کسقدر اہانت اور خفت ظاہر کرتے ہیں۔ منصف مزاج انسان سے سوال ہے کہ شیعہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ وہ عترت و آلِ رسول کے نیاز مند اور غلام ہیں کہ مذکورہ بالا حضرات عترت و آلِ رسول کو گالیاں کیوں دی جاتی ہیں۔ اور انھیں کافر۔ مرتد۔ خارج از اسلام اور کذاب اور ملعون جیسے القاب سے کیوں نوازا جاتا ہے۔

ماننا پڑا کہ ابن سبا نے محبت آلِ رسول کا صرف ڈھونگ رچایا اُن میں چند اشخاص مثلاً دوازدہ امام متعین کر کے کبھی انھیں اُلوہیت کے درجات دیئے۔ اور کبھی ایسا گرایا کہ اُن کے کردار ایک عام انسان بھی شرماجاتا ہے۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں:۔

بی بی فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی ہتک

حضرات شیعہ جناب امیرؓ کی شجاعت کے اسقدر افسانے بیان کرنے کے باوجود جب دُوسرا پہلو بدلتے ہیں تو جناب شجاعت مآب کو ایک ایسا نکما اور بزدلانہ بنا دیتے ہیں کہ ایک خالی الذہن آدمی سُن کر انگشت بدنداں ہوتا ہے۔ صرف ایک واقعہ سُنیئے۔ جلاء العیون اردو صفحہ ۱۵۲ میں ہے۔

"پس اشقیائے امت گلوئے مبارک جناب امیرؓ میں ریسماں ڈال کر لے گئے" اور بروایتِ دیگر جب دروازہ پر پہنچے۔ اور جناب فاطمہؓ مانع ہوئیں اس وقت قنفذ نے اور بروایت دیگر عمرؓ نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہؓ

پر مارا کہ بازوئے جنابِ سیدہ کا شکستہ ہو گیا۔ اور سوج گیا۔ مگر پھر بھی جنابِ فاطمہؓ نے جنابِ امیرؓ سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ اور ان اشقیاء کو گھر میں آنے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ دروازہ شکمِ جنابِ فاطمہؓ کو شکستہ کیا۔

اور اس فرزند کو جو شکم میں جنابِ فاطمہؓ کے تھا۔ اور جس کا حضرتِ رسولؐ نے اس کا نام محسن رکھا تھا، شہید کیا۔"

ناظرین غور فرمائیں کہ اس سے زائد توہینِ عترتِ رسول کیا ہو سکتی ہے۔ کہ اصحاب کو بدنام کرنے کے لئے ایسی روایات وضع کی جاتی ہیں۔ جو حضرت علیؓ اور خاتونِ جنت کی غایت درجہ کی توہین کا باعث ہیں۔ کیا کوئی عقلمند شخص ایک منٹ کے لئے بھی یقین کر سکتا ہے کہ اگر اصحابِ رسولؐ خاتونِ جنت

اُمتی بھی اُن کی بیعت اختیار نہ کرتا۔ اور جنابِ امیرؓ خاتونِ جنت کی اس درجہ توہین دیکھ کر خاموش رہ سکتے یا خود مر جاتے یا خصم کو مار دیتے۔ اور یہ کس کی جرأت تھی کہ شیرِ خدا کی گردن میں رسّی ڈال کر گھسیٹ کر لے جائے۔ اور آپ چوں تک نہ کریں۔

دراصل بات یہ ہے کہ شیعہ اہلِ بیت کی محبت کے پردہ میں جسقدر دشمنی اہلِ بیت سے کرتے ہیں۔ ایسا خارجی بھی جرأت نہیں کرتے۔

جنگِ صفین میں جب لشکرِ معاویہ کی طرف سے قرآن نیزوں میں باندھ کر دکھائے گئے جس میں یہ اشارہ تھا کہ اے مسلمانو آپس میں مت لڑو اور کسی کو ثالث مقرر کر دو۔ جو قرآن کے بموجب فیصلہ کر دے۔ اس وقت ابتداء میں جنابِ امیرؓ کی رائے یہ تھی کہ ہرگز ثالثی نہ کی جائے۔ اور غضب میں آ کر آپ نے

فرمایا کہ یہ لوگ کلمہ حق زبان سے کہہ کر اس سے باطل مراد لیتے ہیں اور تمام لشکر سے آپ نے فرمایا کہ ہرگز ثالثی پر راضی نہ ہونا چاہیئے۔ اس رائے کے ظاہر کرنے کے بعد جناب امیر کی رجو باعتقاد شیعہ خطائے اجتہادی سے بھی معصوم تھے) رائے بدلی اور ثالث مقرر کرنے پر راضی ہو گئے۔ پس بعض خیالات سے دھوکہ کھا کر جو جناب امیر نے اپنی رائے بدل دی اور ثالثی مقرر کر دی۔ یہ جناب امیر کی بڑی بھاری غلطی تھی۔ جس کے نتیجے میں جناب امیر کے لشکر میں سے ایک گروہ خارجی ہو گیا۔ اور یوں کہنے لگا۔ کہ پہلے تم نے ہم کو ثالثی مقرر کرنے سے منع کیا تھا۔ اب ثالثی پر راضی ہونے کا حکم کرتے ہو۔ اب ہم نہیں جانتے کہ تمہاری پہلی رائے صحیح تھی۔ یا دوسری رائے بہتر ہے۔ مگر اس رائے بدلنے اور ثالثی مقرر کرنے سے یہ ظاہر ہو گیا کہ تم کو خود اپنی امامت میں شک ہے۔ شرح م۔ ج ۱۸۔ نہج البلاغت کا یہ فقرہ جو جناب امیر کا کلام ہے اور اس کے علاوہ یہ تمام حصہ شرح میثم سے ماخوذ ہے۔ نہج البلاغت میں لکھا ہے کہ اس وقت جناب امیر نے کفِ افسوس مل کر یہ فرمایا۔

هذا جزاء من ترك العقدة۔

یہی ہے سزا اس کی جس نے چھوڑی
رائے مستحکم۔

شرح میثم میں یہ بھی لکھا ہے کہ جناب امیر کی رائے بدلنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اصحاب جناب امیر میں سے ایک گروہ ثالثی مقرر کرنے پر ایسا اصرار کرتا تھا کہ اس نے جناب امیر سے یہ کہا کہ اگر تم ثالثی مقرر نہ کرو گے تو ہم تم کو اسی طرح قتل کر دیں گے۔ جیسے ہم نے عثمانؓ کو قتل کر دیا۔ پس جناب امیر نے

اپنی رائے چھوڑ کر انھیں کی رائے اختیار کی۔

ناظرین غور فرمائیں کہ جب خلیفہ مفسدوں کی دھمکیوں سے ایسا ڈر جائے۔ تو اس سے خلافت کا انتظام کیا ہو سکے۔ کثرت فضائل و مناقب دوسری چیز ہے اور انتظام ملک اور تدبیر جنگ دوسری چیز ہے۔

دیکھا آپ نے کہ حضرت (علی رضی اللہ عنہ) ایسا کچا اور ڈرپوک بنایا کہ وہ نہ کبھی اپنے عزم پر پختہ رہ سکتے تھے۔ بلکہ وہ اپنے مشیروں سے ڈرتے تھے پھر خارجیت کے جرم کا اصل مجرم حضرت علی کو ٹھہرایا۔

(امام دوم)

حضرت امام حسنؓ کی توہین

جناب امیر خلف اکبر حضرت امام حسنؓ سے حضرات شیعہ اس لئے ناراض ہیں۔ کہ آپ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر کے مسلمانوں کو کشت و خون سے بچا لیا۔ جناب ممدوح اپنے شیعہ کے جور و ستم کی جس قدر شکایت کرتے ہیں۔ ذیل کی روایات سے ظاہر ہے (۱) جلاء العیون ص ۲۶۵ میں ہے: "جب ان منافقین نے یہ کلام حضرت سے سنا۔ ایک نے دوسرے پر نظر کی اور کہا۔ اس کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہؓ سے صلح منظور رہے۔ اور چاہتے ہیں کہ منصب خلافت معاویہؓ کو دلائیں۔ پس سب اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ معاذ اللہ! یہ شخص مثل پدر کافر ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر بلوا کر دیا۔ اور اسباب امام حسنؓ کا لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ جائے نماز حضرت کی پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی۔ اور ردا م

دوشش مبارک سے اُتار لی"۔

(۲) جلاء العیون صفحہ ۲۷۶ ۔ حضرت نے فرمایا ۔ بخدا سوگند اس جماعت سے میرے لئے معاویہؓ بہتر ہے ۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ ہیں ۔ اور میرا ارادہ قتل کیا ۔ اور میرا مال لوٹ لیا ۔ بخدا معاویہؓ سے میں عہد کر لوں اور اپنا خون حفظ کروں اور اپنے اہل وعیال میں امین ہو جاؤں ۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں اور میرے اہل وعیال وعزیز واقارب ضائع ہو جائیں ۔ بخدا سوگند اگر میں معاویہؓ سے جنگ کروں ۔ یہی لوگ مجھے پکڑ کر معاویہ کو دیدیں"

(۳) اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۰ میں ہے "شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمدؒ باقر سے روایت کی ہے کہ ایک روز امام حسنؓ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے تھے ۔ ناگاہ ایک سوار آیا ۔ کہ اسے سفیان بن لیلیٰ کہتے تھے ۔ اُس نے کہا ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُذِلَّ الْمُؤْمِنِیْنَ (اے ذلیل کنندۂ مومنان)"

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعانِ علیؓ نے ان کے خلفِ اکبر حضرت امام حسنؓ سے کیا سلوک کیا ۔ صرف اس جرم پر کہ معاویہؓ سے صلح کرتا ہے ۔ ان کو اور ان کے قبلہ جناب مصلےٰ کھینچ لیا ۔ اور دوشِ مبارک سے چادر اُتار لی ۔ پھر ایک مخلص نے آپ کو ذلیل کنندہ مومنان کا خطاب دیا ۔ یہ تو ان شیعوں کی کرتوت تھے جنھوں نے آپ کا جمال اپنی آنکھوں سے دیکھا ۔ پھر اُن کی آنے والی نسلوں کا اندازہ ناظرین خود لگا لیں ۔

علاوہ ازیں

شیعہ بعض باتیں حضرت امام حسنؓ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ کسی عامی

اوباش قسم کے آدمی کی طرف منسوب کی جائیں تو وہ بھی ازالہ حیثیتِ عرفی کا استغاثہ دائر کردے۔

(۵) چنانچہ ملّا باقر مجلسی امام ممدوح کی نسبت یوں گوہر افشانی کرتا ہے جلاء العیون اردو صـ ۲۸۱ میں ہے۔ روایت ہے کہ ایک روز امام حسنؓ مجلس معاویہؓ میں تشریف رکھتے تھے۔ مروان نے کہا۔ آپ کی موچھوں کے بال جلد سفید ہوگئے ہیں۔ امام حسنؓ نے فرمایا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ بنی ہاشم کا دہن خوشبودار ہے۔ اور ہماری ازواج بوجہ خوشبو استشمام کرتی ہیں۔ اور اُن کی ہوائے نفس سے ہمارے بال شارب کے سفید ہوجاتے ہیں۔ اور چونکہ تم بنو اُمیہ گندہ دہن ہو۔ تمہاری ازواج تمہارے دہنوں سے احتراز کرتی اور اپنا منہ تمہارے رخسار کی جانب رکھتی ہیں۔ اس لئے تمہارے رخسار جلد سفید ہو جاتے ہیں پس مروان نے کہا بنی ہاشم میں ایک خصلتِ بد یہ ہے کہ خواہش جماع زیادہ رکھتے ہیں۔ امام حسنؓ نے فرمایا کہ خواہش ہماری عورتوں سے سلب کی گئی۔ اور وہ بھی مردوں میں اضافہ ہوئی۔ اور تمہارے مردوں سے علیحدہ کرکے تمہاری عورتوں میں دی گئی ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ زنِ اموبیہ سوائے مرد ہاشمی دوسرے سے سیر نہیں ہو سکتی۔

ناظرین غور فرمائیں کہ ایسی فحش اور بیہودہ گفتگو تو اوباش لوگ بھی کرنے سے شرماتے ہیں۔ یہ اُن پاک لوگوں کے ذمے افترا ہے کہ وہ سرِ مجلس اجنبی لوگوں کے سامنے اپنی مستورات (ازواج) کی نسبت ایسی بے شرمی کی باتیں بیان کرتے تھے کہ ہم تو ایک سیکنڈ کے لئے ماننے کو تیار نہیں کہ ایسے مقدس لوگ دوسروں کی مستورات پر ایسا کمینہ حملہ کریں کہ تمہاری عورتوں میں اس قدر

شہوت تیز ہوتی ہے کہ وہ ہاشمی مردوں کے سوا سیر ہی نہیں ہوتیں۔ (توبہ توبہ)
شیعہ تو انبیاء کو بھی ایسے الزام دینے سے دریغ نہیں کیا کرتے۔ چنانچہ یہی حضرت ملا باقر مجلسی اپنی مصنفہ کتاب حیات القلوب جلد ۱ صہ ۲۱ میں رقمطراز ہیں: "وبسند معتبر از حضرت امام رضاؑ منقول است کہ از اخلاق پیغمبران است خود را پاکیزہ کردن وخود را خوشبو کردن وبسیار جماع کردن وبسیار زناں داشتن"۔

ترجمہ:- امام رضاؑ فرماتے ہیں کہ پیغمبروں کے اخلاق یہ ہیں۔ اپنے بدن کو پاکیزہ رکھنا، خوشبو لگاتے رہنا، بہت جماع کرنا اور بہت عورتیں رکھنا۔
لاحول ولاقوۃ۔ شہوت پرستی اور کثرت جماع پیغمبروں کے اخلاق میں شمار کیا جاتا ہے شیعو! ہوش کرو، مخالفین اسلام تمہاری یہ حالت دیکھ کر شان انبیاء وائمہ میں کیا کہیں گے؟

باپ بیٹے پر حملہ

یعنی

حضرت امام محمد باقرؒ و جعفر صادقؒ

ان حضرات پر تو شیعہ صاحبان کی انتہا سے زیادہ عنایت ہے بلکہ وہ اپنے مذہب کی دار و مدار ہی حضرت امام جعفر و صادق علیہما السلام پر رکھتے ہیں۔ ان حضرات کی نسبت جو جو اتہام شیعہ صاحبان نے لگائے ہیں سن کر تعجب آتا ہے۔

(۱) حضرت محمد باقر کی نسبت شیعہ کی معتبر کتاب من لا یحضرہ الفقیہ جلد اصفہ میں لکھا ہے:۔ دَخَلَ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْبَاقِرُ فِیْ بَیْتِ الْخَلَاءِ فَوَجَدَ لُقْمَةً فِی الْقَذَرِ فَاَخَذَهَا وَغَسَلَهَا وَدَفَعَهَا اِلٰی مَمْلُوْكٍ اَللُّقْمَةُ قَالَ اَكَلْتُهَا يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ ترجمہ:۔ "امام محمد باقرؒ بیت الخلاء (پاخانہ) میں داخل ہوئے تو وہاں ایک روٹی کا ٹکڑا پلیدی میں پڑا ہوا دیکھا۔ آپ نے اٹھا کر دھولیا۔ اور اپنے غلام کے حوالے کیا کہ اسے محفوظ رکھنا۔ جب میں باہر نکلوں گا اسے کھاؤں گا۔ جب آپ باہر نکلے تو نوکر سے ٹکڑا مانگا۔ اس نے کہا حضرت وہ تو میں نے کھالیا۔ آپ نے کہا۔ جا میں نے تجھے آزاد کیا۔ کیونکہ تو ٹکڑے کے کھانے سے جنتی ہوگیا۔ اور جنتیوں سے خدمت نہیں لیا کرتے۔ دیکھئے یہ کیسا الزام امام والا مقام پر ہے۔ کہ آپ ٹٹی سے ملوث ٹکڑا کھالینا جائز سمجھتے تھے، بلکہ اس میں الٹا ثواب سمجھتے کہ کھانے سے جنت مل جاتی ہے۔ بھائی جنت تو پاک ہے۔ پھر ناپاک چیز کے کھانے سے جنت کیسے مل سکتی ہے؟

(۲) کیا حضرت امام پہلے جنتی نہ تھے، پلیدی سے ملوث ٹکڑا کھا کر جنتی بننا چاہتے تھے۔

(۳) یہ بھی عجیب بات ہے کہ جنت ایسی ارزاں ہوگئی ہے کہ صرف ایسے متعفن لقمہ کھانے سے مل جاتی ہے۔ بہر حال امام ہمام کی طرف ایسی روایات منسوب کرنا ان کی ذات اقدس کی از حد توہین ہے۔

(۴) اَنَّ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ

الاٰخِرِ فَلَا یَدْخُلُ الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ قَالَ فَدَخَلَ ذَاتَ یَوْمِ الْحَمَّامَ فَتَنَوَّرَ فَلَمَّا اَنْ اَطْبَقَتِ النُّوْرَۃُ عَلٰی بَدَنِہٖ اَلْقَی الْمِئْزَرَ فَقَالَ لَہٗ مَوْلًی لَّہٗ، بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اِنَّکَ لَتُوْصِیْنَا بِالْمِئْزَرِ لُزُوْمِہٖ وَلَقَدْ اَلْقَیْتَہٗ، عَنْ نَفْسِکَ فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ النُّوْرَۃَ اَطْبَقَتِ الْعَوْرَۃَ (فروع کافی جزودم جلد ۲ ص ۹۱)

ترجمہ:۔ امام باقر علیہ السلام کہا کرتے تھے کہ جو خدا اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ حمام میں تہ بند باندھے بغیر داخل نہ ہوا کرے۔ ایک روز آپ حمام میں داخل ہونے لگے۔ تو اپنی شرم گاہ کو آپ نے چونا لگا دیا۔ جب چونا لگا چکے تو تہ بند کھول کر پھینک دیا۔ غلام نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ تو ہمیں تہ بند باندھنے کا ضروری حکم دیا کرتے تھے۔ اور آج آپ نے تہ بند اتار کر پھینک دیا ہے۔ فرمانے لگے تجھے معلوم نہیں ہے۔ کہ چونا نے شرم گاہ کو چھپا لیا۔

توبہ توبہ! ائمہ پاک کے ذمے یہ کیسا افتراء ہے کہ لوگوں کو تو تہ بند باندھے حمام میں داخل ہونے کا حکم دیتے تھے۔ اور خود شرم گاہ کو چونا لگا کر تہ بند پھینک اپنے غلام کے سامنے ننگ دھڑنگ کھڑے ہوئے اور اس کے معترض ہونے پر یہ جواب باصواب دیا۔ کہ چونا لگا لینا ستر عورت کے لئے کافی ہے۔ کیا ایسی حرکت بھی کوئی باحیا آدمی کر سکتا ہے ایسی بیہودہ روایات اہل بیت کے اکابر ائمہ کے ذمہ لگا کر محبت کے پردے میں ان کی مذمت کی گئی ہے۔ یہ صرف فقیر اویسی کی رائے نہیں بلکہ ہر ذی شعور اسی قسم کے عجیب و غریب مسائل اہل بیت پڑھ کر ان کے ساتھ

عقیدت رکھنے کے بجائے ان سے نفرت کرے گا۔ بلکہ ایک خالی الذہن اور آزاد طبع انسان تو نفرین بکے گا۔ اور یہی ابن سبا کا مقصد ہے۔ یہ صرف مشتے نمونہ از خروارے چند مسائل لکھے گئے ہیں۔ مزید انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر عرض کریں گے۔ اور طویل مضمون آئینہ شیعہ مذہب میں ہے۔

فروع کافی

یہ کتاب بھی شیعوں کی فقہ کا سرمایۂ عظیم ہے اس کے حوالہ جات سے انکار سورج کے انکار کے مترادف ہے،

	حوالہ جات فروع کافی	نام کتاب	صفحہ
۱	ان العاریۃ لا توضع الا عند عارف	فروع کافی ج ۲	۱۲
۲	انسان بلا وضو جنازہ پڑھ سکتا ہے	" ج ۱	۴۹
۳	ممانعت جزع و فزع	" "	۶۱
۴	تزوج ام کلثوم بعمر رضی اللہ عنہ		
۵	سیاہ لباس جہنمیوں کا ہے	" ۲	۲۰۵
۶	تھوک سے ذکر دھونا	" ۱	۷
۷	حضرت عمر کے وصال کے بعد حضرت علی ام کلثوم کو گھر لے گئے۔	" ۲	۱۱۶
۸	قال علیہ السلام مابین منبری و بیتی روضۃ من ریاض الجنۃ۔	" ۲	۳۱۶
۹	ریح خفیف سے وضو نہیں جاتا بلکہ صوت عظیم چاہیئے۔	" ۱	۱۲
۱۰	حوا آدم سے پیدا ہوئی۔	" ۲	۷
۱۱	خنزیر کے بالوں کی رسی ڈول میں ڈال کر کنوئیں سے پانی لو	" ۱	۳
۱۲	غلام اور مشرک اور آزاد ایک عورت سے جماع کریں تو قرعہ اندازی کرو جب بچہ پیدا ہو۔	" ۲	۵۵
۱۳	حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو روکا کہ فلاں وقت جماع نہ کرنا۔	" "	۵۸

۱۴	سنی کا پس خوردہ پانی ولد الزنا اور یہودی ونصرانی سے بدتر	فروع کافی ج ۱	۴۰
۱۵	کتاب العقیقہ میں چار انبات کا ثبوت	" ج ۲	۵۲
۱۶	کتاب النکاح سے " " "	" "	۲۰
۱۷	تمام محرمات حلال	" "	۸۰
۱۸	حلف بغیر اسم اللہ ناجائز	" "	۳۷۱
۱۹	داڑھی بقدر قبضہ لازم اور مونچھیں کٹوانا لازم	" "	۲۱۵
۲۰	مذی ودی سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ بہہ کر پاؤں تک		۱۳
۲۱	وطی فی الدبر اور مشت زنی جائز	" ج ۱/۲	۱۵/۹۹
۲۲	حضرت باقر علیہ السلام کا فیصلہ کہ جبرئیل علیہ السلام کا سفید نوری عمامہ	" ج ۲	۳۹
۲۳	عمامہ کے متعلق حضرت امام صادق علیہ السلام کا فیصلہ	" ج ۲	۳۹
۲۴	قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ، فان الشیطان یتخذہ مخبأ یستتر بہ۔	فروع کافی ج ۲	۵۳

حوالہ نمبر۱۔ ان العارفۃ لا توضع الا عند عارف صفحہ ۱۲ ج ۲ — عارفہ بی بی عارف کامل کے نکاح میں آتی ہے۔

اس سے ہمارا مقصد شیعہ کو سمجھانا ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ام المومنین (ہم سب کی ماں ہے) اور عارفہ تھیں تبھی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کے نکاح میں آئیں۔ لیکن افسوس کہ شیعہ ایسی بی بی پر گالی بوچھاڑ کرتے ہیں۔ اور انھیں ملعونہ کہتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۔ انسان بلا وضو نماز جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ ص۴۹ ج ۱

اصل عبارت:۔ عن یونس بن یعقوب قال سألت ابا عبداللہ علیہ السلام عن الجنازة اصلی علیہا بغیر وضوء فقال نعم ھو تسبیح وتشہد کذا فی فروع کافی ص۱۰۳ ج ۱

ترجمہ:۔ یونس بن یعقوب نے جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں جنازہ بلا وضو پڑھ سکتا ہوں۔ آپ نے کہا، ہاں۔ اس لئے کہ جنازہ صرف تکبیر و تسبیح وغیرہ ہے۔

انسان نماز میں معراج (بارگاہ حق میں) پہ حاضر ہوتا ہے۔ پھر یہ کسی گستاخ کا کام ہے کہ ناپاک ہو کر بارگاہ عالی میں حاضری دے اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ شیعہ ناپاکوں کا گروہ ہے۔

حوالہ نمبر ۴۔ اس کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حوالہ نمبر ۵۔ سیاہ لباس جہنمیوں کا ہے ص۲۰۵ ج ۲

اصل عبارت:۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال قلت لہ اصلی فی القلنسوة السوداء قال لا تصل فیہا فانہا لباس اہل النار۔

ترجمہ: میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کالی ٹوپی سے نماز پڑھ سکتا ہوں۔ فرمایا مت پڑھو کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے

(ف) فروع کافی کا مترجم شیعوں کا ادیب سید ظفر حسن امروہی نے اس حدیث کو صحیح کہا۔ اب فقیر اویسی غفرلہ شیعوں سے عرض کرتا ہے کہ خدارا سیاہ لباس

اتار کر آگ میں پھینکو ورنہ ہمیں مجبوراً کہنا پڑے گا۔ کہ یہ کالے کلوٹے جہنمی ہیں، اور ناراض بھی نہ ہوں اس لئے کہ یہی امام معصوم حضرت جعفر صادق کا ارشاد ہے جسے تم کہتے ہو ان کا ہر قول وحی زبانی ہے۔ اور بحمدہٖ تعالےٰ بقول شما یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

بلکہ من لا یحضرہ الفقیہ صحاح اربعہ سے ہے اور شیعہ کی مستند اور چوٹی کی صحیح کتاب ہے۔ اس میں لکھا کہ سیاہ لباس "فرعون کی سنت ہے۔

حوالہ نمبر۶۔ تھوک سے ذکر دھونا صد۲۱ ج۱۔

اصل عبارت :۔ امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ میں نے پیشاب کیا۔ لیکن پانی نہیں تو پھر کیا کروں۔ آپ اسے فرمایا

اذا بلغت وتمسحت فامسح ذکرک بریقک فروع کافی ج۱ ۱۱
جب تم پیشاب کرو اور اسے صاف کرنا ہے تو اپنے ذکر کو تھوک سے صاف کرو۔

سبحان اللہ! کیا ہی بہتر تعلیم ہے اور بہتان کس پر۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ شیعہ کا ہر مسئلہ عجیب و غریب ہوتا ہے۔ لیکن تھوک سے ذکر کو پاک کرنا عجیب تر ہے۔

حوالہ نمبر۸۔۷ کے مضامین ہم نے تفصیل سے پہلے لکھ دیئے ہیں۔

حوالہ نمبر۹۔ ریح خفیف (یعنے پھوسی) سے وضو نہیں جاتا بلکہ صوت عظیم چاہیئے صد۱۳ ج۱

اصل عبارت ملاحظہ ہو :۔

قال ابو عبداللہ علیہ السلام ان الشیطان ینفخ فی دبر الانسان حتی یخیل الیہ انہ قد خرج منہ ریح فلا ینقض الوضوء الا الریح تسمعها او تجد ریحها فروع کافی ص۱۹ ج۱

امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ شیطان انسان کی دبر میں پھونک مارتا ہے جسے سمجھا جاتا ہے کہ ریح نکلی ہے ریح، پھوسی سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک آواز نہ سنو یا بدبو نہ پاؤ۔

(ف) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیعوں کی دبر میں ہر وقت شیطان بیٹھا رہتا ہے۔ اور پھونکے مارنے کی وجہ شیعہ خود بتائیں کہ دُبر میں شیطان کیوں آرام فرما ہے۔

حوالہ ۱۰ کی تفصیل ہم نے "آئینہ شیعہ مذہب" میں کر دی ہے۔

حوالہ ۱۱۔ خنزیر کے بالوں کی رسی ڈول میں ڈال کر کنوئیں سے پانی الخ فروع کافی ص۳ ج۱

اصل عبارت :۔ عن ابی عبد اللہ السلام قال سألتہ عن الحبل یکون من الشعر الخنزیر یستقی بہ الماء من البئر ھل یتوضأ من ذالک الماء قال لا بأس وسئل الصادق علیہ السلام عن جلد الخنزیر یجعل دلوا یستقی بہ الماء فقال لا باس بہ۔

ان ہر دو روایات سے صاف صاف ثابت ہوا کہ خنزیر کے چمڑے اور اس کے بالوں کی رسی سے پانی نکال کر کنوئیں سے وضو کرنا درست ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کنواں اور ڈول اور رسی سب شیعہ کے نزدیک پاک ہیں چاہے شیعہ شخص اس کو پیئے یا وضو کرے اور اسی

روایت کے آگے صاحب من لا یحضر الفقیہ نے بیان کیا ہے کہ مردار کے چمڑے

کے برتن میں روغن ونیل اور پانی رکھنا درست ہے۔ وزاد فیہ علی بن عقبہ و علی بن الحسین بن زباط قال والشعر والصوف کلہ الخ۔

فقیر اویسی عرض کرتا ہے کہ جس خنزیر کو قرآن مجید نے نجس العین کہا ہے وہ شیعہ کے نزدیک طاہر اور پاک ہے۔ واللہ اعلم۔ اس میں راز کیا ہے۔ میری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے والخبیثات للخبیثین، خبیث خبیثوں کے نصیب۔

حوالہ ۱۳۰۔ غلام اور مشرک اور آزاد (مرد) ایک عورت سے جماع کریں تو قرعہ اندازی کرو جب بچہ پیدا ہو۔ جےص ۵۵ ج ۲

مسئلہ واضح ہے، اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ شیعوں کا متعہ کا نکاح تو شیر مادر کی طرح حلال طیب تو ہے ہی۔ لیکن اس مسئلہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے ہاں ایک مشترکہ کھاتہ بھی کھلا ہے کہ آئے جس کا جی چاہے۔ صرف تکلیف ہوگی جب بچہ پیدا ہوگا۔ کہ وہ کس کا کہلائے۔ تو اس مشکل کو بھی قرعہ اندازی سے حل فرما دیا۔ شیعوں کو مجتہدین اسی لئے پالنے پڑتے ہیں۔ کہ بوقتِ ضرورت کام آئیں۔

حوالہ ۱۳۰ کا مفہوم خود واضح ہے لیکن ہماری سمجھ میں رو کنے کا معاملہ کچھ عجیب سا ہے۔ اس راز لبستہ کو شیعہ کھول سکتے ہیں۔

حوالہ ۱۳۱۔ سنی کا پس خوردہ پانی ولد الزنا اور یہودی اور نصرانی سے بدتر ص ۴ ج ۱۔

فروع کافی جلد اص۴ پر ہے:۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا

تغتسل من البیر التی یجتمع فیھا غسالۃ الحمام فان فیھا غسالۃ ولد الزنا وھو لا یطھر الی سبعۃ اباءٍ وفیھا غسالۃ الناصب وھو شرّ ھما ان اللہ لم یخلق خلقاً اھون من الکلب وانّ النّاصب اھون علی اللہ من الکلب (ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ ایسے کنوئیں کے پانی سے مت نہاؤ جن میں حمام کا مستعمل پانی پڑتا ہے۔ کیونکہ اس میں ولد الزنا کے بدن کا پانی بھی گرا ہوا ہوتا ہے۔ اور ولد الزنا سات پشت تک پاک نہیں ہو سکتا۔ اور اس میں ناصبی (سُنّی) کے بدن سے گرا ہوا پانی بھی ہوتا ہے۔ اور وہ ناصبی سنّی ولد الزنا اور کتے سے بھی بدتر ہے۔ خدا نے تمام مخلوق سے بُرا کتے کو بنایا ہے۔ اور ناصبی کتے سے بھی بُرا ہے۔

دیکھو، شیعہ صاحبان سُنّیوں کو کتے اور ولد الزنا سے بھی بُرا سمجھتے ہیں۔ پھر اگر سُنّی ان سے بزنا دُکریں تو اُن سے بڑھ کر کون بے غیرت ہو سکتا ہے۔

رفا یبد لا) شیعہ کے نزدیک ناصبی سے سنّی مراد ہے چنانچہ حق الیقین ص ۶۲۹ میں ابن ادریس نے کتاب السرائر میں روایت کی کہ لوگوں نے امام علی تقی کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ آیا ہم ناصبی کے جاننے اور پہچاننے میں اس سے زیادہ کے محتاج ہیں کہ حضرت امیر المومنین پر ابوبکرؓ و عمرؓ کو مقدم جانے اور ان کی امامت کا اعتقاد رکھے۔ حضرت نے جواب دیا کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے وہ ناصبی ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ اس طرح کی اور بھی سُنّیوں پر اُن کی اور بھی نوازشیں ہیں۔ مثلاً جنازہ پڑھنے آتے ہیں تو سنّیوں پر بجائے دعا کے بددعا سے نوازتے ہیں۔ چنانچہ کتب شیعہ میں لکھا ہے اوّل تو سنّی کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ اگر

بضرورت پڑھے تو بجائے دعا کے میت پر بد دعا کرے۔ چنانچہ تحفۃ العوام صفحہ ۱۳۸ میں ہے۔" اور اگر میت سنی خلاف مذہب[1] ہو اور بضرورت نماز پڑھنا پڑے تو بعد چوتھی تکبیر کے کہے۔ اَللّٰھُمَّ اَخْزِ عَبْدَكَ فِیْ عِبَادِكَ وَبِلَادِكَ اَللّٰھُمَّ اَصْلِہٖ حَرَّ نَارِكَ اَللّٰھُمَّ اَذِقْہُ اَشَدَّ عَذَابِكَ۔ (ترجمہ) اے خدا اس بندے کی میت کو اپنے بندوں میں اور اپنے شہروں میں ذلیل و رسوا کر۔ اے خدا اس کو نار جہنم سے جلا۔ اے خدا اس کو سخت ترین عذاب دے۔

سُنّی بھائی توجّہ کریں

جو سُنی بھائی روافض سے دوستانہ تعلقات رکھتے ہیں اور ان کو اپنا مسلمان بھائی تصور کرتے ہیں وہ غور کریں کہ جو لوگ تمہارے بزرگان دین اصحاب و ازواجِ رسولؐ سے یہ سلوک رکھتے ہوں کہ ہر ایک نماز کے بعد ان کے نام لے

---

[1] یہ عبارت پرانے مطبع کی تحفۃ العوام کی ہے جو جدید طبع میں ہمارے لوگوں نے کچھ ترمیم کردی ہے۔ پرانے مطبع کی تحفۃ العوام میں "سُنّی میت یا خلاف مذہب ہو۔" لکھا ہوا ہے۔ لیکن دوسری تحفۃ العوام میں یوں لکھا ہے:" اگر میت شیعہ نہ ہو۔ اور دشمن اہلبیت ہو الخ۔ ص ۴۰۵ مطلب دونوں عبارتوں کا ایک ہے۔ کیونکہ سنیوں کو جو شیعہ نہیں۔ یہ لوگ معاذ اللہ دشمن اہلِ بیت سمجھتے ہیں۔ یہ نوٹ لکھنے کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی کہ پرانے مطبع کی کتاب نہ ملنے کی وجہ سے دھوکہ دے سکتے ہیں۔

لے کر لعنت و تبرا کرنا ان کا یومیہ وارد ہو۔ اور ان بزرگانِ دین پر ہی لعنت نہیں کرتے۔ بلکہ ان لوگوں کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔ جو ان سے محبت رکھتے ہیں۔ یعنی تمام اہل سنت والجماعت مسلمانوں کو۔ پھر حیف ہے کہ غیور سُنی ایسے بد طینت اشخاص کو اپنا دوست بنائے۔ جو عترت رسول سے اسقدر دشمنی رکھتے ہوں۔ اور سنیوں سے ان کو ایسا بیر ہو۔ کہ انھیں ولدالزنا اور کتے سے بھی بدتر مانیں اور بے غیرت سُنی ان سے رشتے ناطے کرے اور انھیں اپنا یار دوست اور جان سے پیارا تصور کرتا ہوا اسے اپنے جملہ امور کا مالک بنائے۔

اہلسنت سے فقیر اُویسی غفرلہٗ کی اپیل

سُنیو! جانتے ہو۔ یہ لوگ تمہارے جنازوں میں شامل ہو کر میتوں سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ کیا تم اس بات کو گوارا کر سکتے ہو؟ کہ ایک شخص تمہارے عزیز یا بزرگ کی میت کے جنازہ پر کھڑا ہو کر اس کے لئے بددعائیں کرے۔ کہ خدایا اسے جہنم میں داخل کر۔ اور سخت سے سخت عذاب میں مبتلا کر۔ اسی لئے عرض ہے کہ نہ آنے دیجو انھیں لاش پر خدا کے لئے نماز پڑھنے جو آئیں گے بددعا کے لئے

پھر عترتِ رسولؐ میں سے آنحضرتؐ کی تین لڑکیوں۔ ام کلثومؓ۔ رقیہؓ۔ زینبؓ کو اولادِ رسولؐ سے ہی خارج کر دیتے ہیں۔ یہ کسقدر توہین و ہتک عترت رسولؐ ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت علی المرتضیٰ۔ فاطمۃ الزہرا۔ حسنینؓ سے اگرچہ بظاہر محبت کا ادعا ہے۔ لیکن ان کی توہین و ہتک کا بھی کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ بوقت

ضرورت حضرت علیؓ کو گالی گلوچ دے لینا جائز کیا گیا ہے چنانچہ اصول کافی صہ۴۸۴ میں ہے۔ اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ عَلٰی مِنْبَرِ کُوْفَۃَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی سَبِّیْ فَسُبُّوْنِیْ۔ (ترجمہ) حضرت علیؓ نے کوفہ میں منبر پر بیٹھ کر فرمایا۔ لوگو! تمہیں میری سب وشتم کی طرف بلایا جائے گا۔ پس تم مجھے گالی گلوچ دے لینا) جو لوگ اپنے آقا اور امام حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بوقت ضرورت گالی گلوچ دینے سے نہیں چوکتے۔ تمہاری کیا عزت کریں گے۔ بلکہ ضرورت پڑ گئی تو تمہارا چمڑا بھی ادھیڑ لیں گے۔ فلہٰذا ایسے بدطینتوں سے دور رہو۔

حوالہ ع ۱۵/۱۶۔ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

حوالہ ع ۱۷۔ تمام محرمات حلال ج ۲ ص ۸۰

یعنی قرآن مجید میں جن عورتوں کے لئے منع فرمایا کہ اُن سے نکاح حرام ہے مثلاً ماں۔ بہن۔ بیٹی وغیرہ اُن کے مذہب میں اُن کے ساتھ جائز ہے۔ اب اصل عبارت پڑھیئے۔ فروع کافی ص ۲ میں ہے کہ

اَلَّذِیْ یَتَزَوَّجُ ذَوَاتِ الْمَحَارِمِ الَّتِیْ ذَکَرَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ تَحْرِیْمَھَا فِی الْقُرْاٰنِ مِنَ الْاُمَّھَاتِ وَالْبَنَاتِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ کُلُّ ذٰالِکَ حَلَالٌ مِنْ جِھَۃِ التَّزْوِیْجِ حَرَامٌ مِنْ جِھَۃِ مَا نَھَی اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْہُ وَلَا یَکُوْنُ اَوْلَادُھُمْ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ اَوْلَادُ الزِّنَا وَمَنْ قَذَفَ الْمَوْلُوْدَ مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ جُلِدَ۔ اَلْحَدَّ لِاَنَّہٗ مَوْلُوْدٌ بِتَزْوِیْجِ رُشْدِہٖ۔ (ترجمہ) جو شخص محرم عورتوں کو جن کی حرمت کا خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ ماؤں۔ بیٹیوں وغیرہ سے (جن کا آخر آیت تک ذکر ہے)

نکاح کریں۔ یہ سب حلال ہیں۔ نکاح کی جہت سے، اور حرام ہیں اس وجہ سے کہ اللہ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اور ان کی اولاد اس وجہ سے اولاد زنا نہیں ہے۔ جو شخص ان لڑکوں کو جو اس وجہ سے پیدا ہوں۔ تہمت دے کر (کہ وہ ولد الزنا ہیں) اس کو سزائے تازیانہ دی جائے گی۔ کیونکہ وہ نکاح صحیح سے پیدا ہوئے ہیں:۔

مسلمانو! خدارا سوچو کہ جس مذہب میں ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے نکاح زنا سب حلال، طیب ہو تو پھر ایسے بُرے مذہب کو وہی اختیار کر سکتا ہے جس کی فطرت ازل سے خراب ہے۔

حوالہ ع۱۸۔ حلف لغیر اللہ ناجائز۔ جب ج۲ ص۱

لیکن افسوس کہ شیعہ بات بات پر غیر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں۔

حوالہ ع۱۹۔ داڑھی بقدر قبضہ لازم اور مونچھیں کٹوانا لازم۔

لیکن افسوس کہ شیعہ مذہب کے بڑے بڑے پادری بھی داڑھی کی سنت سے محروم ہیں۔ اور مونچھیں بڑھانا تو گویا ان کا مذہبی شعار بن گیا ہے۔

مونچھوں کے بارے میں چند احادیث از کتب شیعہ۔

نقل کرتا ہوں۔

شیعہ عوام اکثر جاہل ہوتے ہیں۔ دولت کی وفرت کی بنا پہ ان کے ذاکر مرثیہ خوان ان سے تجوریاں بھر کر چلے جاتے ہیں۔ حرت، ماتم، سینہ کوبی، تعزیہ بازی کی داستانیں سُنا کر انھیں خوش و خرم رکھتے ہیں باقی اللہ اللہ خیر سلا۔ یہی وجہ ہے کہ کتب شیعہ کا مطالعہ کیا جائے۔ تو عوام شیعہ کا طور طریقہ ان

کے آئمہ معصومین اور علماء مجتہدین کی تحقیقات کے سراسر خلاف ہے۔ مثلاً سیاہ کپڑے پہننا۔ اذان و کلمہ میں علیٌ ولی اللہ پڑھانا۔ اور دیگر ان کے تمام مراسم غلط اور سراسر غلط ہیں۔ بلکہ ان کے اکثر موجودہ معمولات پر ان کے معصومین ائمہ نہ صرف غیض و غضب کا اظہار فرمایا ہے بلکہ بے شمار لعنتیں فرمائی ہیں۔ اس کی تفصیل دیکھنی ہو تو فقیر کی کتاب "آئینہ شیعہ مذہب" کا مطالعہ کریں۔

احادیث از کتب شیعہ

(۱) عن ابی عبد اللہ علیہ والسلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ فان الشیطان یتخذہ مخبأ یستتر بہ فروع کافی ج ۲ ص ۵۲

ترجمہ:۔ حضرت امام جعفر صادق رضی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم میں سے کوئی ایک بھی اپنی مونچھوں کو لمبا نہ کرے۔ کیونکہ چھپنے کی جگہ بنا لیتا ہے۔ مونچھوں میں چھپتا ہے۔

(۲) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحی ومن لا یحضرہ الفقیہ۔

ترجمہ:۔ اور فرمایا کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مونچھوں کو کٹاؤ۔ اور داڑھی کو لمبا کرو

(۳) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ ولا عانتہ ولا شعر ابطیہ فان الشیطن یتخذھا مخبأ یستتر بھا (کتاب الخصال والشرائع ج ۱ ص ۱۵۶)

ترجمہ:۔ حضرت امیر المومنین علیہ اسلام سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارا کوئی بھی اپنی مونچھوں کو لمبا نہ کرے اور نہ اپنے ناف بالوں کو اور

نہ ہی بغلوں کے بالوں کو، اس لئے کہ شیطان ان کو اپنے چھپنے کی جگہ بناتا ہے اور اس میں چھپتا ہے۔

(۴) قال تقليم الاظفار واخذ الشارب من الجمعة الى الجمعة امان من الجذام :- (كتاب الامالى للصدوق صـ۱۸۳)

ترجمہ :- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ناخنوں کا کاٹنا اور مونچھوں کا کٹانا کوڑھ پن سے بچاتا ہے۔

(۵) قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قلم اظفاره يوم الخميس واخذ شاربه عوفى من وجع الاضراس وجع العين۔

ترجمہ :- فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعرات کو ناخنوں کا کاٹنا اور مونچھوں کا دانت اور آنکھ کے درد سے بچاتا (جامع الاخبار صـ۲۲)

(۶) حضرت امیر المومنین مود که هر جمعه شارب گرفتن امان میدهد از خوره۔

ترجمہ :- حضرت امیر المومنینؓ نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو مونچھیں کٹانا دانت خورہ سے بچاتا ہے۔ (حلیۃ المتقین صـ۱۰۲)

(۷) در فضیلت شارب گرفتن یعنی بڑے لب بالا را تا لثه گرفتن سنت مؤکده است و هرچند بیشتر از نه که مکویند بهتر است واز حضرت رسولؐ منقول است که شارب خود را دراز میکند که شیطان دران جا میکند و

(۸) عن ابی عبد الله عليه السلام من قلم اظفاره وقص شاربه فی کل جمعة ثم قال بسم الله وعلى سنة رسول الله أعطى بكل قلامة عتق رقبة من ولد اسمعيل

ترجمہ :- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنے ناخن

وپنہاں میشود، حلیۃ المتقین ص۵۹

(۹) در حدیث دیگر فرمودہ خود را شبیہہ مگردانید و فرمود کہ از ما نیست ہر کہ شارب خود را نگیرد

(حلیۃ المتقین ص۶۰)

(۱۰) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان المجوس جذوا لحاھم و وفروا شواربھم وانا نجز الشوارب ونعفی اللحاء وھی الفطرۃ۔

کاٹے اور مونچھیں کاٹیں۔ ہر جمعہ کو دوبار پھر اس نے کہا بسم اللہ علی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے کاٹتا ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتا ہوں تو ہر کاٹی سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد کے غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔ (جامع الاخبار ص۱۴۲)

ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجوسیوں نے اپنی داڑھی کو ہیچ کیا اور مونچھوں کو لمبا کیا۔ اور ہم مونچھوں کو ضرور کاٹتے ہیں۔ اور داڑھیاں لمبی کرتے ہیں اور اور یہ فطرت انسانی کے عین موافق ہے۔

(من لا یحضرہ الفقیہ ص۲۴)

(۱۱) بحدیث نبوی عمدہ عذاب قبر از یں سہ امر است نگرمتن شارب و بر داہنے فرمود کہ یا علی ہر کہ موئے لب را نگیرد از ما نیست و شفاعت ما را در نیابد و ہر کہ شارب گذارد ہمیشہ در لعنت خدا و ملائکہ باشد و عائش مستجاب نے شود و فیض روحش دشوار باشد و عذاب قبرش شدید باشد و ہر موئے مارے و عقرب برا و مسلط باشد تا قیامت و چوں از قبر برخیزد در پیشانی او نوشتہ اہل آتش (مجمع المعارف ص۲۴۳ مطبع ایران)

شیعہ پارٹی

فقیر عوام شیعہ کے غلط طریقے دیکھ کر حیران ہوتا ہے کہ ان غریبوں کو ذاکر مرثیہ خوان لیڈرے بُری طرح لُوٹ رہے ہیں۔ کہ اُنھیں ایک طرف لوٹ مار کرتے ہیں۔ دوسری طرف انھیں سخت سزاؤں کا مستحق بنا رہے ہیں کہ مثلاً مونچھوں کے مسئلہ کو دیکھیے۔ کہ ان کی کتابوں میں مونچھیں بڑھانے پر کتنا سخت وعیدیں سنائی گئی ہیں۔ لیکن ان سے پوچھو تو کہتے ہیں کہ یہ ہماری شئہ پر ہیں۔

شیعہ دوستو! ذرا سوچو اور اپنی کتابوں کو خود دیکھو۔ تمہیں یقین ہوگا۔ کہ یہی ذاکر۔ مرثیہ خوان تمہارے پرلے درجہ کے دشمن ہیں۔

اہلسنت عوام

"مونچھیں کٹوانا ہمارے مسلک میں ہے۔ لیکن نہ اتنا کہ لبوں کو کشتی کا پُل بنا دیا جائے بلکہ ابرو کی مقدار باقی رکھی جائیں۔ ورنہ پھر اہلسنت حنفی نہیں۔ بلکہ خارجیوں کے مذہب پر عمل ہوگا۔ مونچھوں کی تفصیل فقیر کے رسالہ" نصرۃ الملہم" اور "داڑھی کی تحقیق فقیر کے رسالہ "نعمۃ المنعم" میں پڑھیئے۔

حوالہ نمبر ۲۰ مذی اور ودی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگرچہ بہہ کر پاؤں تک چلی جائے۔ صد ۱۳ ج ۱۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ کتاب فروع کافی صفحہ ۲۱ جلد اول۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ان سال من ذکرک شیئ من مذی او ودی انت فی الصلوۃ قال

لَا تَغْسِلُهُ وَلَا تَقْطَعِ الصَّلوٰةَ وَلَا تَنْقُضُ لَهُ الْوُضُوْءَ وَاِنْ بَلَغَ عَقِبَیْکَ اور دوسری روایت میں ہے محمد بن مسلم سے قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الْمَذِیْ یَسِیْلُ حَتّٰی یُصِیْبُ الْفَخِذَ فَقَالَ لَا تَقْطَعُ صَلوٰۃً وَلَا یُغْسِلُہُ مِنْ فَخِذِہٖ۔

(ف) ان ہر دو روایات سے اصل مطلب مذی اور ودی نماز میں جاری ہو کر ایڑیوں تک جانے کا نکلا۔ اور مذی ودی کے پاک ہونے کا ثبوت ملا۔

مذی ودی کی عجب شان

(۱) روع کافی جلد ۱ میں ہے عن زرارۃ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سال من ذکرک من مذی او ودی وانت فی الصلوٰۃ فلا تغسلہ ولا تقطع الصلوٰۃ ولا تنقض لہ الوضوء وان بلغ عقبیک فانما ذالک بمنزلۃ النخامۃ

ترجمہ: امام جعفر صادق نے فرمایا۔ اگر تیرے ذکر سے مذی یا ودی خارج ہو جب تم نماز پڑھ رہے ہو۔ تو اس کو مت دھوؤ اور نماز کو مت توڑو۔ وضو بھی شکست نہ سمجھو۔ اگرچہ یہ بہہ کر ایڑیوں تک جا پہنچے۔ کیونکہ یہ ایسا ہے جیسا ناک کا پانی بہنا۔

(۲) من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۱ میں ہے؛ کَانَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا یَرٰی فِی الْمَذِیِ وُضُوْءً وَلَا غَسْلَ مَا اَصَابَ مِنْہُ وَرُوِیَ اَنَّ الْمَذِیْ وَالْوَدِیْ بِمَنْزِلَۃِ الْبُصَاقِ وَالْمُخَاطِ فَلَا یُغْتَسَلُ مِنْھُمَا الثَّوَابُ وَلَا اِلَّا خَلِیْلُ۔

ترجمہ:۔ امیر المومنینؑ مذی میں وضو کا حکم نہ دیتے تھے۔ اور نہ اس چیز کے دھونے کا جس کو مذی لگی ہو۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ مذی اور ودی تھوک یا

ناک کے پانی کا حکم رکھتی ہیں پس جس کپڑے کو لگ جائیں۔ اسے دھونے کی حاجت نہیں ہے، بلکہ شرمگاہ (جہاں سے یہ پلیدی نکلی ہے) کو بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

واہ شیعہ! پاک مذہب کا کیا کہنا۔ منہ۔ ناک اور شرم گاہ کو یکساں بنا دیا۔ جیسے منہ و ناک سے نکلی ہوئی رطوبت پاک ہے۔ ویسا ہی اس ناپاک عضو مخصوص سے نکلی ہوئی رطوبت بھی پاک ہے۔ فقیر اویسی عرض کرتا ہے کہ شیعہ مذہب کو ع

کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

خلاصہ اینکہ

شیعہ مذہب میں تھوک کی طرح مذی و ودی وغیرہ پاک ہے۔ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تھوک کی طرح اسے کھانا پینا جائز بھی ہے۔ میں نے کہا مذکورہ بالا ارشادگرامی سے تو ایسے ہی معلوم ہوتا ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا شیعہ حضرات مذی و ودی کھاتے پیتے بھی ہیں یا نہیں۔ اس نے کہا یہ راز کی بات ہے۔ یہ انہی حضرات سے خود پوچھ لیں۔ فقیر اُن کا راز آؤٹ کر دے تو ممکن ہے وہ ناراض ہو جائیں۔ اور کسی کا دل دُکھانا نہیں اچھا۔

حوالہ ۲۱۔ وطی فی الدبر اور مُشت زنی جائز صفحہ ۱۵۱ و ۱۵۹

یہ دراصل دو مسئلے ہیں۔ وطی فی الدبر یعنی لونڈے بازی اور وہ بھی لڑکوں سے بھی اور عورتوں سے بھی۔ یہ دھندا بھی شیعہ مذہب میں عروج پر ہے۔ متعہ شریف سے یہ شغل لذیذ ترین ہے۔ تبھی تو لفنگے چھڈ ڈنڈے چھو کرے اور

بدمعاش طبع لوگ اس مذہب میں دھڑا دھڑ داخل ہوتے جا رہے ہیں۔ وطی فی الدبر یعنی لونڈے بازی کے حوالے ملاحظہ ہوں، چنانچہ شیعہ کی صحیح اور مستند کتاب "الاستبصار" صفحہ ۱۳۰ میں ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِی یَعْفُوْر قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الرَّجُلِ یَاْتِیِ الْمَرْاَۃَ فِی دُبُرِھَا۔ قَالَ لَا بَاْسَ بِہٖ۔ یعنی راوی نے بہ نسبت دبر زنی عورت کے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواب فرمایا کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ (مبتک کر لیا کرو) اور صاحب استبصار نے اس کے جواز پر آیت فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ اور لوط علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے۔ کہ لوط علیہ السلام نے اپنی لڑکیوں کو اسی کام کے لئے اپنی قوم لواطت کرنے والی کو اجازت دی تھی۔ قول لوط علیہ السلام ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ھُنَّ اَطْھَرُ لَکُمْ وَ قَدْ عَلِمَ اَنَّھُمْ لَا یُرِیْدُوْنَ الْفَرْجَ بلکہ اس کے متعلق ایک عجیب روایت کتاب مذکور جلد ۲ صفحہ ۳۰ میں یوں لکھی ہے۔

عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الرَّجُلِ یَاْتِیِ الْمَرْاَۃَ فِیْ ذٰلِکَ الْمَوْضِعِ وَفِی الْبَیْتِ جَمَاعَۃٌ فَقَالَ لِیْ وَرَفَعَ صَوْتَہٗ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ کَلَّفَ مَمْلُوْکَہٗ مَا لَا یُطِیْقُ فَلْیَبِعْہُ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ وُجُوْہِ اَھْلِ الْبَیْتِ ثُمَّ اَصْغٰی اِلَیَّ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِہٖ۔ ترجمہ:۔ حماد بن عثمان روایت کرتا ہے۔ کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اپنی عورت کی مقعد میں دخول کرنا کیسا ہے؟ اس وقت چونکہ آپ کے پاس بہت سے آدمی بیٹھے تھے، آپ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اپنے غلام سے اس کی طاقت سے بڑھ کر خدمت لینی جائز نہیں۔ بلکہ اسے فروخت کر دینا

چاہیئے۔ (غرض یہ تھی کہ اور لوگ یہ سمجھیں کہ اس نے غلام کے متعلق مسئلہ پوچھا ہے) راوی کہتا ہے۔ دوسرے لوگوں کے منہ کو دیکھ کر آپ نے اپنا منہ جھکا کر مجھے چپکے سے یہ فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ امام عالی مقام علانیہ طور پر یہ مسئلہ بتانے سے شرماتے تھے۔ لوگوں کو مغالطہ میں ڈال کر راوی کے کان میں کہہ دیا کہ ہاں! اس فعل میں کچھ حرج نہیں ہے۔

فروع کافی جلد۲ صفحہ ۲۳۴ میں ہے:۔ قُلْتُ لِلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ مَوَالِيْكَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَسْئَلَكَ عَنْ مَسْئَلَةٍ هَابَكَ وَاسْتَحْيٰ مِنْكَ اَنْ يَسْئَلَكَ قَالَ وَمَا هُوَ قَالَ الرَّجُلُ يَاتِيْ امْرَأَتَهٗ فِيْ دُبُرِهَا قَالَ ذٰلِكَ لَهٗ قُلْتُ فَاَنْتَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ قَالَ اِنَّا لَا نَفْعَلُ ذٰلِكَ۔ ترجمہ:۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ کا غلام ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہے آپ سے مارے دہشت و شرم کے نہیں پوچھ سکتا۔ فرمایا کیا ہے؟ میں نے کہا مرد اپنی عورت کی مقعد میں ادخال کر سکتا ہے؟ آپ نے کہا ہاں اسے اجازت ہے۔ میں نے کہا آپ بھی ایسا کیا کرتے ہیں؟ کہا ہم ایسا نہیں کیا کرتے۔"

(خود را فضیحت دیگراں را نصیحت)

مسلمانو بے غیرت نہ بنو

یہ دو چار حوالے سن کر آپ گھبرائیں مت۔ بلکہ نہایت دیانتداری اور خوف خدا سامنے رکھ کر شیعہ کتب کا مطالعہ کریں۔ آپ کو خود بخود محسوس

ہوگا کہ اس پاک مذہب میں سوائے شہوت رانی کے اور نفسانی خواہشات کو ڈھارس دینے کے اور کچھ نہیں ہے بلکہ ایسے کاروبار کو مختلف رنگ اور مختلف طریق سے چلایا جاتا ہے۔ خوفِ طوالت نہ ہوتا تو فقیر اویسی غفرلہ اس کا نقشہ ناظرین کے سامنے رکھتا۔ تاہم چند حوالے پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ اس سے سنجیدہ طبقہ خود اندازہ فرمائیں کہ یہ مذہب ہے یا شہوت اور نفسانیت کا مجموعہ،

(۱) شیعہ مذہب میں اپنی عورت کی شرمگاہ کو بوسہ دینا اور چومنا جائز ہے۔

فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ میں ہے:۔ عن علی ابن جعفر قال سئلت ابا الحسن عن الرجل یقبل فرج امرأته قال لا بأس (ترجمہ) حضرت علی بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن سے دریافت کیا کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ کو چوم سکتا ہے؟ آپ نے کہا کچھ حرج نہیں ہے؟

اپنی عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بھی مضائقہ ندارد۔ اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ میں ہے۔ عن اسحٰق بن عمّار عن ابی عبداللّٰہ علیہ السّلام فی الرّجل ینظر الیٰ امرأته وھی عریانہ قال لا بأس بذالک وھل اللذۃ الّا بذالک۔

(ترجمہ) اسحٰق بن عمّار نے صادق سے دریافت کیا کہ مرد اپنی عورت کی شرمگاہ بحالتِ برہنگی دیکھ سکتا ہے؟ آپ نے کہا کیا مضائقہ۔ بلکہ مزہ تو اسی میں ہے۔ حاشا وکلّا۔ ائمہ طاہرین کی طرف ایسے حیا کُش مسائل منسوب کرنا ان کی غایت درجہ کی توہین ہے۔ ایسی باتیں تو شہوانی مزاج تماشہ بین کرنے سے بھی شرماتے ہیں۔

(۲) عاریۃ الفرج (شرمگاہ دوسرے کو عاریۃً دے دینا) بھی جائز لکھا ہے:۔

استبصار جلد ۲ صفحہ ۷۵ میں ہے :۔ سَأَلْتُ اَبَا عَبْدَ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ عَارِیَۃِ الفرج قَالَ لَابَاسَ بِہٖ ۔ (ترجمہ) امام صادق علیہ السلام سے مسئلہ عاریۃ الفروج دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ مضائقہ نہیں"۔

سستا سودا

جناب امیر علیہ السلام کی طرف ایک مسئلہ منسوب کیا گیا ہے جو عقلاً و نقلاً قابلِ تسلیم نہیں۔ وہ یہ کہ ایک عورت جنگل میں اکیلی جا رہی تھی۔ اس کو سخت پیاس لگی۔ ایک اعرابی سے پانی مانگا۔ اس نے کہا اس شرط پر پانی دیتا ہوں کہ مجھ سے ہمبستر ہو۔ مجبوراً عورت نے مان لیا۔ اعرابی نے منہ کالا کیا۔ عورت امیر المومنین عمر رضؓ کے دربار میں آکر اقبالی ہوئی۔ آپ نے سنگساری کا حکم دیا۔ جناب امیر نے کہا کوئی جرم نہیں ہوا۔ عورت کی رضامندی سے یہ فعل ہوا۔ پس یہ نکاح ہو گیا۔ چلو چھٹی ہو گئی۔ چنانچہ فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ میں ہے۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاۃٌ اِلٰی عُمَرَ فَقَالَتْ اِنِّیْ زَنَیْتُ فَطَھِّرْنِیْ فَاَمَرَ بِھَا اَنْ تُرْجَمَ فَاُخْبِرَ بِذَالِکَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ صَلَوٰۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ فَقَالَ کَیْفَ زَنَیْتِ فَقَالَتْ بِالْبَادِیَۃِ فَاَصَابَنِیْ عَطَشٌ شَدِیْدٌ فَاسْتَسْقَیْتُ اَعْرَابِیًّا فَاَبٰی اَنْ یَّسْقِیَنِیْ اِلَّا اَنْ اَمْکَنْتُہٗ مِنْ نَفْسِیْ فَلَمَّا اَجْھَدَنِی الْعَطَشُ وَخِفْتُ عَلٰی نَفْسِیْ سَقَانِیْ فَاَمْکَنْتُہٗ مِنْ نَفْسِیْ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ تَزْوِیْجٌ وَّرَبِّ الْکَعْبَۃِ۔ (ترجمہ) صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر رضؓ کے پاس آئی اور کہا۔ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے

سنگساری کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ آپ نے عورت سے پوچھا۔ تو نے کس طرح زنا کیا۔ اس نے کہا میں جنگل میں جا رہی تھی۔ مجھے سخت پیاس لگی۔ ایک اعرابی سے پانی مانگا۔ اس نے کہا مجھ سے ہمبستری کر لے تو پانی دوں گا جب پیاس نے مجھے بے تاب کیا اور مرجانے کا اندیشہ ہوا تو میں نے اسے اپنے نفس پر قابو دیا۔ امیر نے فرمایا بخدا یہ تو نکاح ہو گیا ہے۔ جائے غور ہے کہ متعہ تو شیعہ کے ہاں مروّج تھا ہی۔ اس روایت پر عمل کیا جائے تو زنا کا بھی دنیا سے نام ہی اُٹھ جائے۔ بازاری عورتوں سے جو لوگ زنا کا ارتکاب کرتے ہیں اس میں بھی عورت و مرد باہم راضی ہو جاتے ہیں۔ یہاں تو صرف پانی پلایا گیا۔ وہاں روپیہ بھی دیا جاتا ہے۔ اور یہاں پیاس کی مجبوری تھی۔ وہاں بھوک ستاتی ہے۔ پھر وہ بطریق اولیٰ جائز ہو گیا، زنا نہ رہا۔ تعجب ہے کہ ارکان نکاح دو گواہ و ایجاب و قبول سے اسمیں ایک بات بھی نہ ہوئی۔ عورت مجبوری سے بدکاری پر راضی ہو گئی۔ اس کے اپنے ضمیر نے اسے شرمندہ کیا۔ وہ سمجھتی تھی کہ میں نے خلافِ شرع زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ خوف عقبیٰ سے دربار شریعت میں گئی۔ تاکہ سزا ہو کر عفو جرم ہو۔ لیکن امیرؑ نے حکم دے دیا کہ سزا کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو نکاح میں داخل ہو گیا۔ (مسلمانو) کسقدر بہتان امیرؑ پر ہے۔ مخالف اسلام یہ واقعہ سن لے تو وہ کیا کچھ نکو اس کرے۔ یہ شیعان علی ہیں جو آپ کو یوں مطعون کرتے ہیں۔ لیکن حیا ہو تو شرم آئے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ ع

"بے حیا باش وہر چہ خواہی کن"

(۳) شیعہ مذہب میں ہے کہ عورت اونٹ پر سوار ہو اور مرد جماع کرنا چاہے تو بھی اسے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ فروع کافی ص۲۱۹ ج ۲ میں ہے "شوہر کو منع نہ کرے جماع سے۔ اگرچہ پشت شتر پر ہو۔" سبحان اللہ کتنی ہی پیاری سہولتیں بخشی ہیں مذہب نے۔

(۴) لڑکے کا ختنہ تو سب لوگ کیا کرتے ہیں۔ شیعہ مذہب کی رو سے لڑکیوں کو بھی ختنہ کرنا چاہیئے۔ فروع کافی جلد ۲ صہ۱۷۶ میں ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال الختان سنۃ فی الرجال و مکرمۃ فی النساء (ترجمہ) امام صادق علیہ السلام نے فرمایا "ختنہ لڑکوں میں تو سنت ہے اور عورتوں میں باعث فضیلت ہے۔" کیوں نہ قدر و منزلت بڑھے جبکہ بیچاری نے آدھا چمڑا کٹوا پھینکا۔

زنا سے پیار

کوئی شخص اپنے باپ کی عورت یا لونڈی سے زنا کرے تو وہ مزنیہ عورت زانی کے باپ پر حرام نہیں ہو جاتی۔ فروع کافی جلد ۲ صہ۱۶۶ میں ہے:۔ قال قال ابو جعفر صلوٰۃ اللہ علیہ ان زنا رجل بامرأۃ ابیہ او جاریۃ ابیہ فان ذالک لا یحرمھا علی زوجھا ولا یحرم الجاریۃ علی سیدھا۔ (ترجمہ) امام باقرؒ نے فرمایا کوئی شخص اپنے باپ کی جورو یا لونڈی سے زنا کرے تو وہ عورت مزنیہ اس کے باپ پر اور وہ لونڈی آقا پر حرام نہیں ہو جاتی۔

شیعہ کی دستی مشین یعنی مشت زنی کی لذت

فروع کافی جلد ۲ ص۲۴۳ عن ابی عبد اللہ السلام قال سالت عن الدلک قال ناکح نفسہ لا شئی علیہ یعنی سائل نے بہ نسبت مشت زنی یعنی دستی مشین چلانے کے متعلق امام جعفر علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے جواباً بلا کسی قید و عذر کے فرمایا کہ دستی مشین چلانے والے پر کوئی سزا و گناہ نہیں شیعہ حضرات! اس مزیدار مشین کو خوب زور سے چلائیں تاکہ مذہبی مسئلہ پر عمل کرنے سے شیعیت پر مہر ثبت ہو۔ (متعہ شریف کے مزے)

استبصار

جلد ۲ ص۷۸ میں ہے۔ عن جمیل عن زرارۃ سال عمارۃ و انا عندہ عن الرجل یتزوج الفاجرۃ متعۃ قال لا باس یعنی امام جنتی سے یہ مسئلہ سائل نے پوچھا کہ متعہ فاجرہ عورت کا کیا حکم ہے فرمایا کوئی مضائقہ نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ متعہ کرنا دوسرے کی عزت کو بٹہ لگانا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل متعہ کو حرام کر دیا ہے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ عورت مجوسیہ و نصرانیہ سے متعہ درست ہے۔ اور افسوس کہ ایک روایت کہ متعہ کو سنت رسول خدا قرار دیا گیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک اور صاحب استبصار شیعہ نے یہ روایت لکھ کر فیصلہ دیا ہے۔ کہ عفیفہ عورت سے متعہ کرنا افضل ہے۔ بہ نسبت فاجرہ عورتوں کے اور جن سے ممانعت متعہ پائی جاتی ہے

وہ تقیہ پر محمول ہیں اور فروع کافی جلد ۲ صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے کہ امام جعفر علیہ السلام کی اس مسئلہ میں گفتگو ہوئی۔ امام صاحب نے کہا یہ متعہ تک حلال قیامت تک ہے کون شخص حرام کر سکتا ہے۔ حضرت کے مقابل نے جواباً کہا کہ متعہ آپ کی عورتیں و دختریں بھی کرتی ہیں، اُن کے لئے بھی ہے۔ فَقَالَ یَسُرُّکَ اِنَّ نِسَائَکَ وَ بَنَاتِکَ وَ بَنَاتِ عَمِّکَ یَفْعَلْنَ قَالَ فَاعْرَضَ عَنْہُ ابُو جَعْفَرَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ ذِکْرَ نِسَاءَہٗ وَ بَنَاتِ عَمِّیْہِ۔ پس جبکہ یہ جواب تسلی بخش امام صاحب نے سنا تو لاجواب ہو کر اس سے منہ پھیر لیا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اب رافضی بتلائیں کہ جب تمہارے ہاں یہ متعہ سنت ہے تو تم میں سے کون کون متعہ زادہ ہے۔ ان کی فہرست تحریر کرو۔

شیعہ مذہب میں متعہ شریف کا اجر و ثواب بلکہ بلند درجات

فقیر اویسی غفرلہ نے متعہ کے متعلق ایک کتاب "رفع القناع عن المتعہ والاستمتاع" لکھی ہے۔ شیعہ کی معتبر کتب سے متعہ شریف کے فضائل لکھے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک حدیث شریف آپ بھی پڑھ لیں۔ کہ شیعہ مذہب میں ایک بار متعہ کرنے سے امام حسین کا درجہ ملتا ہے۔ دو دفعہ کرنے سے امام حسن کا۔ تین دفعہ کرنے سے حضرت علی کا۔ چار دفعہ کرنے

سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کتاب شیعہ برہان المتعہ صد۵۲
(تفسیر خلاصۃ المنہج پارہ پنجم آیت استمتاع)

لطیفہ

فقیر کے ایک عزیز شاگرد کے سامنے ایک شیعہ صاحب، اہلسنت کے اکابر پر لاف گذاف بکنے لگا۔ عزیز نے نہایت لطیف لہجے میں کہا کہ جناب کے مذہب میں متعہ شریف کے بہت بڑے زور شور سے فضائل بیان کئے گئے ہیں جن کا آپ کو اعتراف ہو گا۔ ورنہ حدیث شریف مندرج سنیئے۔

مَنْ تَمَتَّعَ مَرَّۃً دَرَجَتُہٗ کَدَرَجَۃِ الْحُسَیْنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ مَرَّتَیْنِ دَرَجَۃُ کَدَرَجَۃِ الْحَسَنِ وَمَنْ تَمَتَّعَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ دَرَجَۃُ کَدَرَجَۃِ عَلِیٍّ وَمَنْ تَمَتَّعَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ دَرَجَتُہٗ کَدَرَجَتِیْ[1]
(برہان المتعہ)

اس مرتبہ کے حصول کے لئے مجھے اپنی لڑکی متعہ کے لئے عنایت فرمایئے۔ شیعہ یہ سن کر شرمسار ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

حوالہ ۲۲-۲۳ میں عمامہ شریف کے فضائل کا معاملہ ہے۔ اس کے متعلق فقیر کیا عرض کرے۔ جب عالم اسلام میں امتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سے اتار پھینکا ہے۔ اس میں صرف غریب شیعوں کا کیا قصور ہے۔ فقیر

---

[1] ترجمہ کا خلاصہ اوپر گذرا ہے۔

نے اس موضوع پر ایک رسالہ "تاج الکرامیۃ علی تعمم العمامہ" لکھا ہے۔ کسی کو عمامہ کے فضائل و مسائل پڑھنے کا شوق ہے تو اس کا مطالعہ کرے۔

عجیب و غریب مسائل شیعہ

چونکہ فروع کافی شیعہ مذہب کی فقہ کا مجموعہ ہے۔ اس کی مناسبت سے فقیر شیعہ مذہب کے نمونہ کے طور پہ چند مسائل پیش کرنے کی جراءت کرتا ہے۔

شیعہ مذہب میں پاک پانی

(۱) کتا نجس ہے۔ کنوئیں میں گر پڑے۔ تو کنواں پلید ہو جاتا ہے۔ جب تک سارا پانی نہ نکلے، پاک نہیں ہوتا۔ لیکن شیعہ مذہب میں ہے۔ کتا مرغی۔ چوہا۔ بلی وغیرہ کسی طرح پانی میں گر جائے تو صرف پانچ ڈول نکال دو۔ کنواں پاک ہو جاتا ہے۔ فروع کافی جلد اصفہ میں ہے:۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْفَارَۃِ وَالسِّنَّوْرِ وَالدَّجَاجَۃِ وَالطَّیْرِ وَالْکَلْبِ قَالَ لَمْ تَتَفَسَّخْ اَوْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُ الْمَاءِ فَیَکْفِیْکَ خَمْسُ دِلَاءٍ۔ ترجمہ:۔ صادق علیہ السلام سے چوہا۔ بلی۔ مرغی۔ پنچھی۔ کتے کی بابت دریافت کیا گیا۔ (جو کنوئیں میں گر پڑیں) آپ نے فرمایا۔ اگر سوج نہ جائیں۔ پانی کا ذائقہ نہ بدلے تو پانچ ڈول نکال لینا کافی ہے۔

(۲) شیعہ مذہب کی رُو سے کنوئیں میں گوہ گر پڑے تو دس ڈول نکالنے کافی ہیں اور گل جائے تو چالیس ڈول۔ من لا یحضرہ الفقیہ صہ۵ میں ہے:۔ متیٰ وقع فی

اَلْبِئْرِ عَفَارَۃً اُسْتُقِیَ مِنْھَا عَشَرُ دِلَاءٍ وَ اِنْ ذَابَتْ فِیْھَا اُسْتُقِیَ مِنْھَا اَرْبَعُوْنَ دَلْوًا اِلٰی خَمْسِیْنَ دَلْوًا۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے:۔ وَاِنْ وَقَعَ فِی الْبِئْرِ زنبیل من عذرۃ رطبۃ او یابسۃ او زنبیل من سرقین فلا باس بالوضوء منھا ولا ینزح منھا شی۔ ترجمہ:۔ اگر کنوئیں میں گوبر خشک یا تر گوبر کی زنبیل گر جائے تو اس سے وضو جائز ہے۔ اور اس کنوئیں سے پانی وغیرہ کچھ نہیں نکالا جائیگا۔

کتا اور چوہا کنوئیں میں

فروع کافی ج۲ ص۱۰۵ میں ہے۔ وَقَعَ الْفَارَۃُ او الکلب فی السمن والزیت ثُمَّ خَرَجَ مِنْہُ حَیًّا لَا بَاسَ بِاَکْلِہٖ۔ ترجمہ:۔ چوہا یا کتا گھی یا تیل میں گر پڑیں۔ وہ مر جائیں۔ یا زندہ نکلیں تو کھانا جائز ہے۔

دیگ میں چوہا

من لا یحضرہ الفقیہ ص۱۰۵ میں ہے۔ وَقِدْرٌ طبخت فاذا فیہ فارۃ یھراق مرقھا ویغسل لحمھا لعدان یغسل۔ ترجمہ:۔ دیگ میں گوشت پکایا گیا۔ پھر اس سے مرا ہوا چوہا نکلا تو شوربہ پھینک دیا جائے۔ اور گوشت دھو کر کھا لیا جائے۔ شاید مثال "بوٹی حلال اور شوربہ حرام" شیعوں کی اسی لذیذ غذا سے نکل کر چار دانگ عالم میں ہو گئی۔

(غیور سنی سے)

غیور سُنّی سے

ہم نے بچپن میں سُنا تھا کہ شیعوں کے گھر کا کھانا پینا حرام ہے ہم نے سمجھا تھا کہ یہ شاید ضد یا تعصب سے کہا گیا ہو گا۔ جب شیعوں کی کتب کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ چونکہ اس پاک مذہب کے لئے ہر شے پاک ہے۔ یہاں تک کہ پیشاب۔ مذی و ودی وغیرہ بھی اسی لئے با غیرت سنّی تو تا حال اُن کے ہاں کھانا پینا حرام سمجھتا ہے۔ بے غیرت سے ہم خود بھی پناہ مانگتے ہیں۔

پیشاب کا پرنالہ

(۴) فروع کافی ص۲ میں ہے۔ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال لو ان میزابین سالا احدھما میزاب بول و اخری میزاب ماءٍ فاختلف ثم اصابک ما کان به باس۔ ترجمہ:۔ امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دو پرنالے جاری ہوں ایک پیشاب کا دوسرا پانی کا اور دونوں اکٹھے ہو جائیں اور اس میں سے کچھ تیرے بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(ف) برکت ہی برکت اس لئے پیشاب بھی تو ایک پانی ہے۔ پھر اسے پرنالے سے گزر ہوا۔ اسی لئے اسے شیعہ مذہب میں پاک نہ سمجھا جائے، تو کچھ تم بتاؤ کہ کیا کیا جائے۔

بندہ نماز میں ذکر ہاتھ میں

(۵) شیعہ کا مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں اپنے ذکر کے ساتھ کھیلے تو کوئی ڈر نہیں ہے۔ تہذیب صہ ۹۹/۱ میں ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے معاذیہ بن عمار پوچھتے ہیں کہ فرضی نماز میں ذکر کے ساتھ کھیلنا کیا حکم ہے۔ فرمایا کوئی ڈر نہیں۔ اصل عبارت یہ ہے۔ عن معویۃ بن عمار قال سالت ابا عبداللہ علیہ السلام عن الرجل یعبث بذکرہ فی الصلوٰۃ المکتوبۃ فقال لا باس بہ۔ سبحان اللہ کیسے خشوع کی نماز ہے کہ ذکر ہاتھ میں لے کر کھیلتا رہے۔ یا یوں کہو کہ مشت زنی کرتا ہے۔ یہی راز ہوگا۔ شیعہ مذہب میں ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا۔ کہ جب ہاتھ کھول دیئے تو وہ غریب نکمے کیوں رہیں۔ وہ بھی مشت زنی کی عبادت میں لگے رہیں۔

ورنہ کیا تُک ہے کہ عبادت میں بندہ نیاز کر کے ہاتھ باندھے نہ کہ اکڑا رہے۔ دراصل اُن کے ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے میں کچھ اور کام بھی ہیں۔

بلا غسل جنبی کھائے پیئے مزے کرے

اور اس حالت میں قرآن بھی پڑھے تو حرج نہیں

فروع کافی صہ ۱/ عن ابن بکیر قال ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الجنب یاکل ویشرب ویقرأ ویذکر اللہ ما شاء۔ ترجمہ:۔ امام جعفر رضی اللہ عنہ سے ابن بکیر نے سوال کیا کہ جنبی شخص کھا پی سکتا ہے۔ اور قرآن پڑھ سکتا ہے

آپ نے کہا ہاں، کھائے پیئے قرآن پڑھے۔ جسقدر ذکر اذکار چاہے کرے

قرآن کی گت

(۷) جنبی اور حائض عورت کو قرآن پڑھنا جائز ہے۔ تہذیب ج۱ ص۳۶ میں ہے عن ابی جعفر قال لا باس ان یتاوالحائض والجنب القرآن کہ حیض والی عورت اور جنبی کو قرآن پڑھنا کوئی ڈر نہیں۔

(۸) کہ جنبی کو مضمضہ واستنشاق ضروری نہیں۔ امام جعفر صادق سے کسی نے سوال کیا کہ جنبی کلی کرے تو آپ نے فرمایا۔ لا انما یجنب الظاھر کہ نہ کرے۔ کیونکہ ظاہر جنبی ہوتا ہے اور منہ ظاہر نہیں بلکہ خوف سے ہے (تہذیب ج۱ ص۳۶)

(۹) پاخانہ میں آیتہ الکرسی کے مقدار قرآن یا الحمد للہ رب العلمین پڑھ لے۔ تو کوئی ڈر نہیں۔ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے۔ سال عمر بن یزید ابا عبد اللہ علیہ السلام عن التسبیح فی المخرج وقرأۃ القرآن فقال لم یرخص فی الکنیف اکثر من اٰیۃ الکرسی ویحمد اللہ رب العالمین۔ عمر بن یزید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ پاخانہ میں قرآن پڑھنے اور تسبیح کا کیا حکم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پاخانہ میں اس سے زیادہ کی اجازت نہیں کہ آیتہ الکرسی کی مقدار قرآن پڑھ لے اور خدا کی حمد کرے یا

الحمد للہ رب العالمین پڑھے۔

(۱۰) نفاس والی عورت اور پاخانہ پھرتے ہوئے آدمی قرآن پڑھ لیں۔
الفاظ حدیث کے یہ ہیں۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال سالتہ التقرء
النفساء والحائض والجنب والرجل یتغوط القرآن فقال یقرؤن ما شاؤا۔
عبیداللہ بن علی حلبی کہتے ہیں۔ کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ
کیا نفاس والی عورت اور حیض والی اور جنب اور پاخانہ پھرتے ہوئے
آدمی قرآن پڑھ لیں۔ آپ نے فرمایا پڑھ لیں۔ جو چاہیں۔ استبصار جزو اول۔
سبحان اللہ قرآن کریم کی کیا ہی عزت ہے۔

یہ حوالہ جات مجالس المومنین کے ہیں

کتاب ہذا شیعوں کے نزدیک نہایت معتبر ہے۔

۱۔ صدیق اکبر کی افضلیت اعمال سے بلکہ اخلاص وعقیدت سے ہے۔	مجالس المومنین	۸۸
۲۔ صدیق اکبر کا ہجرت میں ساتھ جانا بفرمان خداوندی تھا	"	۲۱۳
۳۔ نبی کی دختر عثمان کو اور علی کی دختر عمر کو نکاح میں دیگئی۔ ام کلثوم	"	۸۷
۴۔ محمد بن حنفیہ پسر علی ۶۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے لیکن شیعہ کہتے ہیں کہ وہ کوہ رضوی میں زندہ ہیں۔	"	۱۱۵
۵۔ حضرت حسنؓ کثیر الطلاق واقع ہوئے۔	"	۵۷

شرح اویسی

حوالہ ۱۔ صدیق اکبر کی فضیلت اعمال سے نہیں اخلاص و عقیدت سے ہے۔
مجالس المومنین مجلس سوم صہ۷۹ پر اصل عبارت یوں ہے۔
حضرت سلمان فارسی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر کی شان میں صحابہ کی مجلس میں بیٹھ کر ہمیشہ یوں فرمایا کرتے تھے

ما سبقکم ابو بکر بصوم ولا صلٰوۃ ولکن بشئی وقر فی قلبہ وکذالک فی الاحتجاج صہ۲۰۲ وکشف الغمہ صہ۲۳۰ وغیرھما	ابو بکر نے تم سے زیادہ نماز و روزہ ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی، بلکہ اُن کے صدق و صفا قلبی سے اس کی عزت دوقار بڑھا ہے۔

یہی ہم کہتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہم افضل البشر بعد الانبیاء ہیں اُن کے دلائل میں سے ایک دلیل ان کی خلوص قلبی ہے۔ دیگر دلائل فقیر کے رسالہ "رد الزندیق عن مطاعن الصدیق" میں ملاحظہ ہوں۔

حوالہ ۲۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہجرت میں حضور علیہ السلام کیساتھ جانا بفرمان خداوندی تھا۔ صہ۲۱۳

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت کے دلائل میں ایک دلیل واقعہ غار بھی ہے۔ اسی لئے شیعہ اس مصاحبت صدیقی کے انکار میں خواہ مخواہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن سچائی چھپ نہیں سکتی۔ اسی لئے اس کے صنادید نے تصدیق فرمائی۔ منجملہ مجالس المومنین کے حوالہ کے مندرج ذیل معتبر حوالہ جات

ملاحظہ ہوں :-

۱۔ تفسیر حسن عسکری صفحہ ۲۳ میں ہے۔ ان اللہ تعالیٰ اوحی الیہ یا محمد ان العلی
الاعلی یقرء علیک السلام و یقول لک ان ابا جهل و الملاء من قریش قد دبروا
یریدون قتلک الی ان قال و آمرک ان تستصحب ابا بکر فانہ ان آنسک و
ساعدک و آزرک و ثبت علی تعاهدک کان فی الجنة کان من رفقائک و فی
غرفاتها من خلصائک و الی ان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لابی بکر رضیت
ان تکون معی یا ابا بکر تطلب کما اطلب و تعرف بانک انت الذی تحملنی علی ما
ادعیہ فتحمل عنی انواع العذاب قال ابو بکر یا رسول اللہ اما انا لو عشت عمر الدنیا
اعذب فی جمیعها اشد عذاب لا ینزل علی موت مریح و لا فرج متیح و کان
ذالک فی محبتک لکان ذالک احب الی من ان اتنعم فیها و انا مالک لجمیع ممالک
ملوکها فی مخالفتک ما اهلی و مالی و ولدی الا فداءک فقال رسول اللہ لاجرم ان اطلع
اللہ علی قلبک و وجد ما فیہ و وجد ما فیہ موافقا لما جری علی لسانک جعلک
منی بمنزلة السمع و البصر و الراس من الجسد و بمنزلة من البدن لعلی ان الذی
هو لک ۔ انتهی ملخصا ۔

ترجمہ :- خلاصہ کلام امام علیہ السلام کا یہ ہے: جبرائیل علیہ السلام رسول پر
وحی لائے۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ ابو
جہل اور جماعت قریش نے تیرے قتل کرنے کی تدبیر سوچی ہے۔ آگے چل کر
فرمایا، اور خدا نے تجھے حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو اپنا رفیق سفر بناؤ۔ اگر وہ موافقت
اور موانست اور اپنے عہد پر قائم رہے تو جنت میں بھی تیرے ساتھ ہوگا۔ پھر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ اے ابا بکرؓ تو راضی ہے کہ اس سفر میں میرے ہمراہ ہو، اور کفار قریش جس طرح میرے قتل کے لئے مجھے تلاش کریں، ویسے ہی تیرے قتل کے درپے ہوں۔ اور اس بات کی تشہیر ہو کہ تو نے ہی مجھے اس بات پر آمادہ کیا، اور میری رفاقت کے سبب سے تجھے قسم قسم کے عذاب پہنچیں۔ ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! میں تو وہ شخص ہوں کہ اگر آپ کی محبت میں عمر بھر مجھے عذاب اور تکالیف پہنچتی رہیں۔ (نہ مروں نہ آرام پاؤں) تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ آپ کو چھوڑ کر دنیا کی شہنشاہی قبول کروں۔ میری جان و مال اور اہل و عیال سب کے سب آپ پر قربان ہوں (آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تحقیق اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا، اور تیرے دل کو تیری زبان کے مطابق پایا۔ بالیقین خدا نے تجھے بمنزلہ میرے سمع و بصر کے گردانا۔ اور تجھ کو میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے)۔

فقیر اویسی کہتا ہے کہ شیعوں کے دلوں میں اگر کچھ بھی عزت امام عسکری کی ہے۔ تو وہ امام والا مقام کی روایت پڑھ کر غور کریں کہ اس سے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کسقدر تعریف ہوتی ہے۔ اس روایت سے حسب ذیل امور ثابت ہیں۔ (۱) ابو بکر صدیقؓ کی رفاقتِ رسولؐ سفر ہجرت میں اللہ کے خاص حکم سے عمل میں آئی تھی جس سے معلوم ہوا کہ علم الٰہی میں اس خدمت کے قابل ابو بکر صدیقؓ سے بڑھ کر کوئی صحابی نہ تھا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کو ابو بکر صدیقؓ کو اس خدمت کے لئے خاص طور پر منتخب فرمانا، دنیا سے

اسلام میں ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت آشکارا کرنا مقصود تھا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے رسولِ پاک کو اطلاع دے دی کہ اگر صدیق اکبرؓ نے اس خدمت کو صدقِ دل سے انجام دیا تو جنت میں بھی رفاقت نصیب ہو گی۔ چونکہ یارِ غار نے اس خدمت کو باحسن وجوہ انجام دیا اس لئے حسب وعدہ الٰہی جنت الفردوس میں بھی رفاقتِ رسولؐ کے مستحق قرار پائے۔

(۴) رسولِ پاک کا یہ فرمانا کہ ابوبکرؓ مجھے پسند ہے۔ کہ کفار تیرے اور میرے درپئے آزار یکساں ہوں، کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ یہ سفر ہجرت تیرے ہی صلاح و مشورہ سے اختیار کیا گیا ہے ابوبکرؓ کی عظمتِ شان کی دلیل ہے۔ کہ ابوبکرؓ بھی تبلیغِ اسلام اور استیصال کفر میں کفار کے نزدیک رسول پاک کے راست باز تھے۔ اور ان کو صدیقؓ سے وہی عداوت تھی جو رسول پاکؐ سے تھی۔

(۵) باوجودیکہ شدید تکالیفِ سفر سے حضور علیہ السلام نے اپنے جانباز عاشق کو آگاہ کر کے یقین دلایا تھا کہ اس سفر میں سخت ترین مصائب کا سامنا ہے۔ پھر عاشق صادق کا اس کو قبول کر کے کہنا کہ مجھے اپنے آقائے نامدار کا ساتھ چھوڑنا ہرگز منظور نہیں۔ اگرچہ میری جان قیامت تک عذاب میں پھنسی رہے۔ اور کہ یہ تکالیف حضور کی رفاقت میں جانثار عاشق کو روئے زمین کی سلطنت ملنے سے بھی ہزار درجہ راحت بخش اور آرام دہ ہے۔ بقول شخصے ؎

یک جاں چہ قابلیست کہ سازیم فدایت
اما چہ تواں کرد کہ موجود ہمیں است

صدیقِ اکبرؓ کے جذبات محبت اور عشق رسول کا اعلیٰ ثبوت ہے۔

پھر حضور علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ ابوبکرؓ اللہ علیم وخبیر کو تیرے اخلاص وعقیدت کا علم تھا اسی لئے تیرا میرا یہ جوڑ بنایا کہ تو میرے سمع وبصر کی بجا ہے اور کہ میری اور تیری نسبت روح وبدن کی نسبت ہے۔ سبحان اللہ، اس سے بڑھ کر فضائل صدیقی کا ثبوت جو شیعہ کی معتبر کتاب جو کہ ان کے برگزیدہ امام کی تصنیف سے ملتا ہے۔ اور کیا چاہیئے لیکن افسوس صد بُری بلا ہے۔ شیعہ ایسی واضح اور روشن روایات کو بھی تقیہ پر محمول کردیں گے۔ اللہ رے تقیہ؛ تو شیعہ کے ہاتھ میں کیسی سپر ہے؛ کہ کیسی ہی زد پڑتی نظر آئے۔ تو اس حصن حصین میں آکر اپنی جان بچا لیتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو! آئمہ اہل بیت پر یہ ایک بیہودہ بہتان ہے کہ وہ تقیہ کی غرض سے کوئی خلاف واقعہ بات کہہ دیں۔ جو لعنتیوں کا فعل ہوا کرتا ہے۔

حوالہ ۲۔ شیعہ کی بڑی مستند کتاب حملۂ حیدری سے پیش کیا جاتا ہے۔

نظم فارسی

چنیں گفت راوی کہ سالار دیں
چو بحفظِ جہاں آفریں

ز نزدیک آں قوم پر مکر رفت
بسوئے سرائے ابوبکرؓ رفت

پئے ہجرت آں نیز استاد بود
کہ سابق رسولش خبر داده بود

نبی بود در خانہ اش چوں رسید
بگوشش ندائے سفر در رسید

چو بوبکرؓ زاں حال آگاہ شد
ز خانہ بروں رفت و ہمراہ شد

چو رفتند چندیں بداماں دشت — قدم فلک سائے مجروح گشت
ابوبکرؓ آنکہ بدوشش گرفت — وے زیں حدیث است جائے شگفت
کہ در کس چناں قوت آمد پدید — کہ بار نبوت تواند کشید
برفتند القصہ چندے دگر — چو گردید پیدا نشانِ سحر
بدیدند غارے دراں تیرہ شب — کہ خوانند سے عرب غارِ ثورش لقب
گرفتند در جوف آں غار جا — ولے پیشش بوبکرؓ بنہاد پائے
بہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید — قبا را بدرید آں رخنہ چید
بدیں گونہ تا شد تمام آں قبا — یکے رخنہ نگرفتہ ماند از قضا
براں رخنہ مالک آں یارِ غار — کفِ پائے را نمود استوار
نیامد جز او ایں شگرف از کسے — کہ دور از خرد می نماید بسے
نیامد چنیں کارے از غیر او — بدینساں چو پرداختہ از رفت او
درآمد رسولؐ خدا ہم بغار — نشستند یک جا بہم ہر دو یار
چوں شد کار پرداختہ ہم چناں — رسیدند کافر بپایے بر آں ل
درآمد بکف پائے آں یارِ غار — کہ بر روئے سوراخ بود استوار
رسیدش ز دندان مارے گزند — در آں درد افغاں او شد بلند
پیغمبرؐ باو گفت آہستہ باش — رسید ندا عدار مکن راز فاش
مکن غم گرداں صدا را بلند — کہ از زخمِ افعی نیابی گزند
بغار اندروں تا سہ روز و سہ شب — بسر برد آں شاہ بفرمان رب
شدے پور بوبکرؓ ہنگام شام — بہ بردے دراں غار آب و طعام

نمودے ہم از حالِ اصحابِ شر — حبیبِ خدائے جہاں را خبر
نبی گفت پیشِ بوبکرؓ را — کہ اے چوں پدر اہلِ صدق و صفا
در جمازہ باید کنوں راہوار — کہ مارا رساند بہ یثرب دیار
ہم از اہلِ دیں آمدید یکہ جملہ دار — نہ کرد راز نبی آشکار
از جملہ دار ایں سخن چوں شنود — دو جمازہ در دم مہیا نمود
نہی شد از آں قوم آں کوہ دشت — رسولِ خدا عازمِ راہ گشت
بہ صبح چہارم برآمد ز غار — دو جمازہ آوردہ بد جملہ دار
نشست از بر اشتراں شاہِ دیں — ابوبکرؓ را کرد با خود قریں

ترجمہ

راوی نے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلعم صحیح سالم بحفظ خدا اس نابکار قوم کے ہاتھوں سے نکل کر ابوبکر کے گھر پہنچ گئے تو ہجرت کے لئے وہ تیار کھڑے تھے۔ کیونکہ آنحضرت پہلے خبر دے چکے تھے، نبی علیہ السلام جب اس کے گھر پہنچے اور سفر ہجرت کی۔ ابوبکرؓ نے ندا سنی۔ ابوبکرؓ واقفِ حال ہو کر حضور علیہ السلام کے ہمراہ ہو گئے۔ جب تھوڑا سا سفرِ صحرا طے کیا۔ حضور کے قدم مبارک زخمی ہو گئے۔ تب ابوبکر نے کندھے پر اُٹھا لیا۔ اور یہ امر واقعی عجیب ہے کہ اس جاںنثار کو کیسی قوت حاصل ہو گئی، کہ بارِ نبوت کا متحمل ہو گیا۔ الحاصل چل دیئے۔ تا کہ وقت سحر ہو گیا۔ ایک غار نظر آئی۔ جسے عرب غار ثور کہتے ہیں۔ اس غار میں جاگزیں ہوتے۔ جس میں پہلا قدم ابوبکرؓ نے رکھا۔ جہاں کہیں سوراخ پایا۔

کرتہ پھاڑ کر سوراخ بند کئے۔ حتیٰ کہ کرتے کے چیتھڑے ختم ہو گئے۔ اور ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ اس باقیماندہ سوراخ پر اس یارِ غار نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔ یہ عجیب فعل بغیر ایسے جانثار کے مشکل اور عقلاً محال نظر آتا ہے۔ رسولِ خدا غار میں داخل ہوئے اور دونوں دوست یک جا بیٹھ گئے۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی۔ یک لخت کافر آگئے۔ اس وقت اس نے پاؤں کو سوراخ میں رکھا ہوا تھا۔ سانپ نے ڈسا اور مارے درد کے چیخ نکل گئی۔ پیغمبرؐ نے کہا خاموش رہو۔ راز فاش ہو جائے گا۔ غم مت کرو۔ آواز نہ نکالو۔ گزند مار تکلیف نہ دے گا۔ تین دن رات تک امرِ الٰہی سے اس غار میں وقت گذارا۔ ابوبکر کا فرزند شام کے وقت غار میں کھانا پہنچاتا تھا۔ اور کفار کے حالات سے نبی علیہ السلام کو مطلع کرتا تھا۔ نبی علیہ السلام نے پسر ابوبکرؓ کو کہا کہ اے شخص جو اپنے باپ کی طرح صاحبِ صدق و صفا ہے دو تیز رفتار اونٹ چاہئیں۔ جو مدینہ طیبہ تک ہم کو پہنچا دیں۔ ایک دیندار چرواہا بھی پسر ابوبکر کا ہمراز تھا۔ چرواہا نے یہ خبر سن کر دو اونٹ مہیا کر دیئے۔ کفار سے وہ جگہ خالی ہو گئی۔ تو حضور علیہ السلام عازمِ راہ ہو گئے چوتھے روز آپ غار سے باہر نکلے۔ اور اونٹ حاضر کئے گئے۔ ایک پر شہنشاہِ دو جہاں سوار ہوئے اور اپنے پیچھے اپنے وزیر باتدبیر کو سوار کیا۔ اور دوسرے اونٹ پر چرواہا عامر سوار ہو گیا۔"

اس نظم میں شیعی مصنف نے اگرچہ شعر نمبر ۲۰ و نمبر ۲۱ میں اپنے تعصب کی کسی قدر جھلک دکھائی ہے تاہم بیان واقعہ حرف بحرف کر کے دادِ انصاف دیا ہے۔ اس قصہ سے جو شیعی فاضل مصنف حملہ حیدری نے بیان کیا ہے۔ حسب ذیل

امور ظاہر ہوتے ہیں۔ جو صدیقِ اکبر رضؓ کے عشقِ رسول کا ثبوت دیتے ہیں :-

(۱) سفرِ ہجرت کا راز حضور علیہ السلام نے پہلے اپنے محرم راز صدیقِ اکبرؓ کو بتایا ہوا تھا۔ اور کفار کی آنکھوں میں خاک ڈال کر حضور سیدھے اپنے صادق الوداد دوست ابوبکر صدیق رضؓ کے گھر رونق افروز ہوئے۔

(۲) صدیق رضؓ حضورؐ کا جانثار عاشق رات بھر گھڑیاں گن گن کر اس وقت کا منتظر ہو رہا تھا کہ کسی وقت سرورِ دو جہاںؐ اپنے جانباز عاشق کی جھونپڑی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف فرماتے ہیں۔ جونہی آہٹ سنی۔ فوراً قدمبوس ہو گیا

(۳) ابوبکرؓ نے اپنے محبوب سردارِ دوجہاں کی پیادہ روی کی تکلیف کو محسوس کر کے باوجود پیرانہ سالی حضور والا کو اپنے کندھے پر سوار کر لیا۔ اور اس بات کو غنیمت تصور کیا کہ شاہِ دوجہاں کے قدموں کی خاک بنے۔

(۴) عاشقِ صادق کو خدا نے فوق العادت طاقت بخشی کہ وہ گرانبارِ نبوت کا متحمل ہو گیا جس کا متحمل ہونا انسانی طاقت سے بالا تر تھا۔

(۵) جب نبردِ غار میں داخلہ کا وقت ہوا تو حضور علیہ السلام کو نہ داخل ہونے دیا جب تک کہ مار و مور موذیات کے تمام سوراخ بند نہ کر لئے۔ اپنا کرتہ چاک کر کے جملہ سوراخ بند کئے۔ جب کوئی چیتھڑا باقی نہ رہا۔ تو باقیماندہ ایک سوراخ اپنی ایڑی سے بند کر لیا۔ کہ کوئی موذی کاٹے تو عاشق کو۔ اور محبوبِ دوجہاں کو گزند نہ پہنچے۔

(۶) آخر کار گزندا فعی کی تکلیف برداشت کی۔ اور اس امر کو عین راحت سمجھا۔

(۷) تین دن رات اس آفتاب عالمتاب کے انوارِ تاباں تنہا حاصل کئے جنہوں نے دو جہاں کو روشن کرنا تھا۔ اس دوران میں کیا کچھ اسرارِ قدرت اس خوش نصیب مرید نے مشاہدہ کئے ہوں گے۔ جو اپنے مرشد ہادئ دو جہاں سے خلوت گزیں ہو رہا تھا۔ زہے نصیب ابوبکرؓ زہے طالع ابوبکرؓ

(۸) حضور سرورِ کائنات اپنے مخلص دوست ابوبکرؓ کے متواتر تین دن رات مہمان رہے۔ چنانچہ ہر سہ روز کھانا ابوبکرؓ کے گھر سے جاتا تھا۔ جس کو حضور تناول فرماتے تھے رکیا رسول کا فرد منافق کے گھر کا کھانا ایسے نازک وقت میں منظور کر سکتا ہے ہے)

(۹) سواری کا بندوبست بھی پسر ابوبکرؓ نے کیا اور حضور علیہ السلام نے ایک ہی اونٹ ساتھ سوار کیا۔ اور مبارک سفر ہجرت اس کی ہمراہی میں طے فرمایا۔ پھر تعجب ہے۔ کہ اسقدر فضائل صدیقؓ اپنی کتابوں میں پڑھ کر بھی شیعہ صدیق کو بُرا بھلا کہہ کر اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

حوالہ ۳۳۔ شیعہ کی مستند کتاب۔ تفسیر قمی صفحہ ۱۵۷ میں یوں پائی جاتی ہے:۔ قولہ:۔ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ط فَاِنَّهٗ، حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهٖ رَفَعَهٗ، اِلٰى اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى سَفِيْنَةِ جَعْفَرٍ وَاَصْحَابِهٖ تَقُوْمُ فِي الْبَحْرِ وَاَنْظُرُ اِلَى الْاَنْصَارِ مُحْتَبِيْنَ فِيْ اَفْنِيَتِهِمْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ تَرَاهُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَرِنِيْهِمْ فَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ فَرَاٰهُمْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ اَنْتَ الصِّدِّیْق۔

ترجمہ:۔ قولہٗ اِلَّا تَنْصُرُوْہُ :۔ (راوی) کہتا ہے مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی۔ اس نے بعض رجال سے جنھوں نے امام صادق تک روایت پہنچائی۔ امام نے فرمایا جبکہ تھے رسول پاکؐ غار میں۔ ابوبکر کو فرمایا۔ گویا کہ میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصارِ مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں۔ جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں! ابوبکرؓ نے کہا۔ مجھے بھی دکھا دیجئے۔ حضور نے ابوبکرؓ کی آنکھوں کو اپنے دستِ مبارک سے مس فرمایا تو اس کو وہ تماشہ نظر آیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تو صدیق ہے۔"

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ غار میں جو اسرار حضور انور مشاہدہ فرما رہے تھے اُن کے مشاہدہ میں ابوبکرؓ کو بھی شریک فرمایا۔ اور آنکھوں کو دستِ مبارک سے مس فرمایا۔ تو سب کچھ نظر آنے لگا۔ پھر آپ نے ابوبکرؓ سے کہا۔ کہ بے شک تو صدیق ہے۔ (جب حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک نے ابوبکرؓ کے چہرہ کو مس فرمایا اور کشفِ اسرارِ غیبیہ ہُوا تو پھر اس چہرہ کو نارِ دوزخ سے کیا خطرہ) جبکہ ایک رومال دستمال جو انسؓ کو عنایت ہوا تھا۔ آگ میں ڈالنے تو پہلے سے زیادہ شفاف و صاف نظر آنے لگتا۔ اور آگ اس کو نہ جلا سکتی۔ بلکہ اور جلا بخشتی تھی۔ پھر دستِ مبارک کی برکت سے جو کشف اسرارِ غیبیہ ابوبکرؓ کو حاصل ہو گیا۔ پھر یہ عطیہ عظمیٰ اس سے کون چھین سکتا تھا۔ بے شک صدیق اکبرؓ

کو کلید اسرارِ غیبی بہ صلہ رفاقت غار عطا ہوئی۔ علاوہ ازیں یہ حدیث اس بات میں نص ہے کہ ابو بکرؓ بہ صلہ خدمات سفر ہجرت و مصاحبت غار لقب صدیق از بارگاہِ رسالت مآب سے عطا ہوا تھا۔ جس کی شہادت کتب شیعہ صراحت سے دے رہی ہیں۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ؕ

این سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی مضمون کی حدیث فروع کافی جلد ۳ (روضہ) صفحہ ۱۲۳ میں اور حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۲۲۴ میں درج ہے۔ اگرچہ ان میں مصنفین نے حسب عادت کسیقدر نیش زنی کی ہے۔ لیکن واقعہ جوں کا توں نقل کر دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

حوالہ نمبر ۳ کی بحث گذر چکی ہے۔

حوالہ نمبر ۴۔ محمد بن حنیفہ پسر علی (رضی اللہ عنہ) ۶۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے صفحہ ۱۱۵ اس کے متعلق تبصرہ دوسرے مقام پر درج کر دیا گیا ہے۔

حوالہ نمبر ۵۔ حضرت حسن کثیر الطلاق واقع ہوئے تھے۔ اس سے شیعہ صاحبان کو دکھانا ہے کہ تم اپنے ائمہ پر ایسے لطیف حملے کرتے ہو کہ جسے سن کر شرمائیں۔ یہود مناقب کے پردے میں ان کے مثالب (عیب) بیان کرتے ہو

حوالہ جات من لا یحضرہ الفقیہ

یاد رہے کہ شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ مستند کتب چار ہیں (کافی دفروع)، الاستبصار، تہذیب الاحکام، اور من لا یحضرہ الفقیہ (اور اسلامیات

لازمی حصہ شیعہ طلبہ صـ۱۳۱ پر بھی ان کا ذکر موجود ہے۔

من لایحضرہ الفقیہ

ہم اسی کتاب سے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

حوالہ جات (من لایحضرہ الفقیہ)

۱۔ پاخانہ کی روٹی کا واقعہ	من لایحضرہ الفقیہ	۱۶
۲۔ اذان کی صورت اہلسنت کے مطابق	"	۱۶۷
۳۔ خنزیر کے چمڑے سے ڈول بنا کر پانی کھینچنا جائز ہے	"	۷
۴۔ جزع و فزع سے ممانعت	"	۸۸
۵۔ بغیر وضو کے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے	"	۱۰۱
۶۔ تھوک سے استنجا جائز ہے۔	"	۳۹
۷۔ حیض والی عورت نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے۔	"	۱۰۲
۸۔ مرتے وقت منہ سے یا آنکھ سے منی نکلتی ہے۔	"	۸۱
۹۔ جس کپڑے کو شراب اور خنزیر کی چربی لگ جائے اس کپڑے پر نماز جائز ہے۔	"	۴۱
۱۰۔ جس کپڑے کو عمامہ یا ٹوپی کو یا جراب کو منی یا پیشاب لگ جائے جائز ہے۔	"	۴۱
۱۱۔ پیشاب خانہ میں جو کپڑا اگرے وہ پاک ہے۔	"	۳۹
۱۲۔ نجس پرنالہ کا پانی پاک ہے۔	"	۵

۱۳۔ جو شخص سُنی کے پیچھے نماز پڑھے گویا اس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ " ۲۱۲
۱۴ زیارت، قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث " ۵۰۳
۱۵ ما بین قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ ۵۰۴
(اس سے صدیق و عمر کی شان معلوم ہوئی۔)
۱۶۔ قبر حسین علیہ السلام کے متعلق حدیث مذکور اور اس
کے حرم کا احاطہ ۵ امیل بھی بہشت۔ " ۵۰۹

حوالہ ۱۔ پاخانہ کی روٹی کا واقعہ صفحہ ۱۶

ناظرین اسے نہ صرف واقعہ سمجھیں بلکہ شیعہ مذہب میں پاخانہ کی روٹی سے جنت کی سیٹ ریزرو ہو جاتی ہے۔ اسی کتاب "من لا یحضرہ الفقیہ" کے باب المکان للمحدث میں ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

دخل ابو جعفر الباقر الخلاء فوجد لقمۃ خبز فی القذر فاخذها و غسلها و دفعها الی مملوکٍ معه و قال یکون معك لاکلها اذا خرجت فلما خرج قال للمملوك این اللقمۃ قال اکلتها یا ابن رسول الله فقال انها ما استقرت فی جوف احد الا وجبت له الجنۃ فاذهب فانی اکره ان استخدم من اهل الجنۃ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ) حضرت امام باقر علیہ السلام پاخانہ میں داخل ہوئے۔ تو پایا ایک روٹی کا ٹکڑا۔ جو گوہ میں پڑا ہوا تھا۔ تو آپ نے اس کو اٹھایا اور دھویا اور اپنے غلام کو دیا اور فرمایا یہ ٹکڑا تیرے پاس رہے۔

جب میں نکلوں گا۔ تو اس کو کھاؤں گا، جب امام پاخانہ سے باہر تشریف لائے تو غلام سے پوچھا لقمہ کہاں ہے۔ غلام نے کہا اے ابن رسول اللہ میں اس کو کھا گیا، امام باقر نے فرمایا وہ نہ پہنچے گا کسی کے معدہ میں مگر واجب ہو جائے گی اس کے لئے جنت، پھر غلام سے فرمایا جا تو آزاد ہے۔ میں ناپسند کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے خدمت لوں۔ جو جنتی ہو۔ یہ مسئلہ ذخیرۃ المعاد مدہ پر بھی موجود ہے، یہ امام باقر کی حدیث ہے۔ اس کے متعلق شیعہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مجتہد کے مرجانے سے اس کا فتویٰ بھی مر جاتا ہے۔ اس روایت سے بالکل صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب میں پاخانہ میں گری ہوئی روٹی کو دھو کر کھا لینے سے جنت کی سیٹ ریزرو ہو جاتی ہے۔

روایت سے مندرجہ ذیل امور پر روشنی پڑتی ہے۔

(۱) اس روایت سے معلوم ہوا کہ روٹی کا ٹکڑا گو میں پڑا تھا۔ امام نے اس کو اٹھایا اور دھویا۔ ظاہر ہے کہ روٹی کا ٹکڑا دھونے سے پاک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نجاست اس میں جذب ہو جاتی ہے اور دھونے سے اس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) امام نے وہ روٹی کا ٹکڑا اپنے غلام کے پاس اس کو امین سمجھ کر رکھا تھا۔ مگر اس نے امام کی نافرمانی کی۔ روٹی کا ٹکڑا امام کی اجازت کے بغیر کھا لیا اور یہ کہ امام کو گمان اپنے غلام کے متعلق صحیح نہیں نکلا۔

(۳) امام اگر روٹی کے ٹکڑے کا ادب ہی کرنا چاہتے تھے۔ تو اس کو پاخانہ سے اٹھوا دیتے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا، بلکہ یہ فرمایا کہ جس کے معدہ میں یہ لقمہ جائے گا، اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔

(۴) جب غلام نے وہ لقمہ کھا لیا تو اسی وقت وہ جنتی ہو گیا۔ اسی لئے امام نے فرمایا (چونکہ تم پاخانہ میں پڑے ہوئے روٹی کے لقمہ کے کھانے سے جنتی ہو گئے ہو) اسی لیے میں ناپسند کرتا ہوں۔ کہ جنتی سے خدمت لوں۔ اسی لئے امام نے اسی وقت اس کو آزاد کر دیا۔ چونکہ سب ائمہ کی حالت ایک سی ہوتی ہے تو اب شیعہ حضرات فرمائیں کہ رسول کریم اور حضرت علی نے جن لوگوں سے خدمت لی۔ جیسے بلال اور قنبر۔ ان کی کیا حالت ہوگی۔

(۵) پھر تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ شیعان امام حضرت امام باقر کی سنت کو چھوڑ کر تلاش معاش میں سرگرداں ہیں۔ ایسی غذائے لطیف اور لقمہ طیب کی تلاش کیوں نہیں کرتے جو ہم خرما و ہم ثواب ہے۔ لذت زبان اور سیری شکم کے علاوہ سنتِ امام باقر ہے۔ اور اس پر مزید کہ جنت کی سیٹ بھی ریزرو ہو جاتی ہے۔ بہرحال یہ ہے حوالہ جو شیعہ کی اکثر مذہبی کتب میں موجود ہے۔ اب نامعلوم پاخانہ کی روٹی سے شیعہ حضرات کو کیا اُنس و محبت ہے کہ اس کو داخل دفتر کرنے کے لئے حضرت امام باقر کی طرف روایت منسوب کی گئی ہے۔ اور اس پر اجر و ثواب کے پُل باندھ دیئے گئے ہیں۔

سوال :۔ ہمارے ہاں تو اتنی احتیاط ضروری ہے کہ نجس شئے کو استعمال سے پہلے دھو لیا جائے۔

جواب :۔ دھو لینا اور ہے اور کھا لینا اور۔ اور وہ بھی عام ایسی اشیاء جن میں نجاست جذب نہ ہو سکے۔ بلکہ روٹی کا ٹکڑا جو دھونے سے بھی پاک نہ ہو جیسے شیعہ کے مذہب میں نجاست میں پڑا ہوا روٹی کا ٹکڑا

دھو کر کھا لینا چاہیئے۔ اور پھر فوراً جنت کی سیٹ ریزرو ہو جاتی ہے۔

حوالہ ۲۷- اذان کی صورت اہلسنت کے مطابق ص۱۶۷۔ ہماری اذان مشہور و معروف ہے۔ لیکن شیعوں نے اذان کے اندر چند الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ جیسے جو شیعہ مذہب میں بھی عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ خَلِیْفَتُہٗ بلا فَصْل کے الفاظ اذان کی جزو نہیں ہیں۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی مشہور و متداول کتاب تحفۃ العوام مطبوعہ نول کشور لکھنؤ ۱۹۳۱ء ص۲۸ کے حاشیہ پر یہ لکھا ہے کہ:۔" شہادت ولایت و خلافت حضرت امیر علیہ السلام جزو اقامت و اذان نہیں بلکہ جزو ایمان ہے"۔

جس کتاب کا ہم نے حوالہ دیا ہے یعنی من لا یحضرہ الفقیہ (مولفہ ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق) جلد اول ص۲۹۱ مطبوعہ طہران ۱۳۹۲ھ میں امام جعفر صادق سے جو اذان منقول ہے اس میں بھی صرف توحید و رسالت کا اقرار ہے حضرت علی کا اس میں نام تک نہیں۔ بلکہ اس حدیث اذان کے تحت شیخ صدوق نے تصریح کر دی ہے کہ ھٰذَا ھُوَ الْاَذَانُ الصَّحِیْحُ لَا یُزَادُ فِیْہِ وَلَا یُنْقَصُ (یہی صحیح اذان ہے جس میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی۔) اور یہ بھی لکھ دیا ہے کہ فرقہ مفوضہ لعنہم اللہ نے اپنی طرف سے اذان میں اَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا وَّلِیُّ اللّٰہِ اور اَشْھَدُ اَنَّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ حَقًّا) کی روایات وضع کر لی ہیں۔

حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل ماننے کا مطلب یہ ہے کہ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے بعد بلا فاصلہ حضرت علی رضی اللہ اور

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نامزد خلیفہ ہیں۔ جس سے یہ لازم آتا ہے کہ خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذو النورین برحق خلیفہ نہیں بلکہ العیاذ باللہ وہ ظالم اور غاصب ہیں۔

حوالہ ۳ تا ۷ تک پچھلے حوالہ جات کی تفصیل میں ہم لکھ آئے ہیں۔

حوالہ ۸۔ مرتے وقت منہ یا آنکھ سے منی نکلتی۔ ص۱۸

ناظرین! خدا لگتی کہو کہ جس مذہب میں مرتے وقت منہ سے منی نکلنے کی شرط ہو اسے جہنم کا ایندھن نہ بننا ہوگا۔ تو اور کیا ہوگا۔ اس لئے کہ بہشتی بننے کے لئے "خاتمہ کلمہ اسلام" پر ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے ہم اہل سنت نزع روح کے وقت سورۃ یٰسین شریف پڑھتے اور مردہ کے قریب بیٹھ کر کلمہ شریف جہر سے پڑھتے ہیں تاکہ جانے والے مسافر کا ایمان سلامت ہو۔ لیکن جس غریب شیعہ کے منہ سے منی جیسی پلید اور غلیظ شے نکل رہی ہو۔ وہاں کلمہ طیبہ کیسے۔ اسی لئے فقیر اویسی منصف مزاج شیعوں سے عرض کرتا ہے سوچئے کہ جس مذہب میں مرتے وقت بھی منی منہ میں آتی ہو اس سے بہشت کی کنجی کلمہ طیبہ کی امید کہاں؟

(حوالہ ۹ تا حوالہ ۱۲) پاکی پلیدی کے مسائل ہیں۔ جب ان کا اپنا دعوےٰ ہے کہ شیعہ پاک مذہب ہے۔ تو اس میں پلیدی کا ہونا ناممکن ہے۔ اسی لئے اُن کے ہاں پیشاب۔ منی اور خنزیر۔ کتا۔ بلی۔ بلا۔ چوہا وغیرہ کو پلیدیوں میں گننا شیعہ مذہب پر ظلم کرنا ہے۔ حوالے اور ان کی عبارات بیان ہو چکی

ہیں. مزید تفصیل "آئینہ شیعہ مذہب" دیکھئے.

حوالہ ۱۲۔ جو شخص سنی کے پیچھے نماز پڑھے گویا اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی.

نامعلوم یہ حوالہ "شیعہ مجتہد" نے کس ذوق سے لکھ مارا اور ہم شیعوں کو اس حوالہ کے مطابق کہتے ہیں کہ حقیقی مذہب اہل سنّت کا ہے. اسی لئے اس میں شامل ہو جاؤ. سنیو! مبارک باد کہ شیعہ کی معتبر کتاب میں یہ حوالہ ہے. علماء شیعہ کی دوسری شیعہ کی کتابوں میں اہل سنّت کی یوں گت بنائی ہے

۱۔ شیعوں کے سوا باقی تمام مذاہب کے لوگ کنجر زادے ہیں.

فروع کافی کتاب الروضہ کے صفحہ ۱۳۵ میں ہے. امام ابو جعفر فرماتے ہیں کہ اِنَّ الناس کلھم اولاد بغایا ما خلا شیعتنا کہ ہمارے شیعوں کے سوا سب لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں. اس قول میں ماسوائے شیعہ کے سب لوگوں کو کنجریوں کی اولاد کہا گیا. یہ ہے شیعہ مذہب کی تہذیب کہ اپنے سوا تمام کو کنجری زادہ کہتے ہیں. اہل انصاف سوچیں کیا ان کی اس بدتہذیبی کی زد میں عالم دنیا کے تمام اولیاء اللہ آتے ہیں یا نہ.

۲۔ اہل سنّت کے جنازوں پر شیعہ کی لعنت. تہذیب جلد اوّل کے صفحہ ۹۹ میں لا یجوز لاحد من اھل الایمان ان یغسل مخالفا للحق فی الولایۃ ولا یصلی علیہ الا ان تدعوہ ضرورۃ الی ذالک من جہۃ التقیۃ ولا یترک فیغسلہ تغسیل اھل الخلاف ولا یترک معہ جریدۃ واذا صلی علیہ لعنہ فی صلوٰۃ و لم یدع لہ فیھا. کہ کسی اہل ایمان کو جائز نہیں. کہ ولایت کے بارہ میں جو مخالف

حق ہوا اسے غسل دے۔ نہ اس پر جنازہ پڑھے۔ اگر تقیہ کے سبب کہیں پڑھنا پڑ جائے۔ یعنی ضرورت پیش آ جائے تو اسے اہل خلاف کی طرح غسل دے اور اس کے ساتھ جریدہ نہ رکھے۔ جب نماز جنازہ پڑھے تو نماز میں اس پر لعنت کرے۔ دعا نہ مانگے۔ تہذیب میں اس قول کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ حق کا مخالف کافر ہے۔ اس پر کافروں کا حکم واجب ہے۔ پھر اسی تہذیب کے صفحہ ۱۶۸ میں امام حسین علیہ السلام کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک منافق مر گیا۔ امام حسین علیہ السلام اس کے جنازہ کے ساتھ ہوئے۔ آپ کا ایک غلام ملا تو آپ نے اسے فرمایا کہ تو کہاں جا رہا ہے۔ عن ابن عبد اللہ ان رجلا من المنافقین مات فخرج الحسین بن علی یمشی معہ فلقیہ مولی لہ فقال لہ الحسین این تذھب یا فلان قال فقال لہ مولاہ افر من جنازۃ ھذا المنافق ان اصلی علیھا فقال لہ الحسین انظر ان تقوم علی یمینی فما تسمعنی اقول فقل مثلہ فلما ان کبر علیہ ولیہ قال الحسین اللھم العن فلانا عبدک الف لعنۃ مؤتلفۃ غیر مختلفۃ اللھم اخز عبدک فی عبادک و بلادک واصلہ حر نارک واذقہ اشد عذابک۔ فانہ کان یتولی اعدائک ویعادی اولیائک و یبغض اھل بیت نبیک۔ اس نے عرض کی کہ میں اس منافق کے جنازہ سے بھاگتا ہوں کہ اس پر نماز نہ پڑھوں۔ امام حسین نے فرمایا کہ دیکھ میری دائیں طرف کھڑا ہو جا۔ جو کچھ میں کہوں گا وہی سن کر کہتے جانا۔ جب اس میت کے ولی نے تکبیر کہی تو امام حسین نے فرمایا کہ اے اللہ اپنے اس بندے پر

لعنت کر ہزار لعنتیں جو ساتھ ساتھ ہوں۔ مختلف نہ ہوں، اے اللہ اس اپنے بندے کو اپنے بندوں اور شہروں میں ذلیل کر کہ اپنی آگ کی سوزش میں اس کو داخل کر اور اپنے عذاب کی سختی سے چکھا۔ بیشک وہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا۔ اور تیرے نبیؐ کے اہل بیت سے بغض اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا۔

ہم شیعہ صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے اس کا جنازہ ہی کیوں پڑھا۔ جس کے لئے دعائے مغفرت ممنوع تھی۔ اور تمام محبین کو کیوں مغالطہ میں ڈالا۔

اہل سنّت بھائیو! کیا آپ جائز رکھتے ہو کہ شیعہ تمہاری کسی میت پر جنازہ میں شامل ہو کر میت کے لئے ایسی ایسی بُری دعائیں مانگیں۔ جن کی ان کو مذہب کی رُو سے ہدایت ہے پھر آپ کیوں شیعوں کو اپنے جنازوں میں شامل کریں۔

۳۔ تمام سنی کافر ہیں۔

۴۔ ناصبیوں یعنی سنیوں کا نام خدا تعالیٰ نے کافر اور مشرک بھی رکھا ہے۔

مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۹۴۷

۵۔ سنیوں کو پاخانہ کھلاؤ۔

۶۔ ناصبیوں یعنی سنیوں کی زمانہ رجعت میں پاخانہ خوراک ہوگی۔ مقبول قرآن امامیہ صفحہ ۹۴۷

ناصبی یعنی سنی ولدالزنا اور کتے سے بدتر ہیں۔ فروع کافی صفحہ ۱۱۴ ج ۸

(ف) یاد رکھو شیعہ آج بھی سُنیوں کو کھانے میں یہی کچھ ملا کر کھلاتے ہیں.
اسی قسم کے چند حوالے ہم نے پہلے عرض کئے ہیں.

حوالہ نمبر ۱۴۱ ، ۱۵۰۔ ان دونوں حوالوں سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر ہیں اور یہ بھی شیعہ مانتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کا روضہ بہشت کا باغیچہ ہے۔

اور دوسری بات ان کے مجتہد نے یہ بتائی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضے کے گرد ۱۵ میل تک بہشت ہی بہشت ہے۔ لیکن افسوس کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے نانے کریم رؤف صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کے اندر والے بزرگ یعنی صدیق و فاروق رضی اللہ عنہم بہشتی کیوں نہ ہوں۔ ہیں. اور ضرور ہیں۔ یہی عقیدہ اسلافِ شیعہ کا ہے۔ لیکن چند شر پسندوں نے اس کے برعکس باتیں بنا رکھی ہیں.

حوالہ جات

الاستبصار

پہلے عرض کیا گیا ہے کہ یہ کتاب بھی شیعہ مذہب میں صحاح اربعہ میں شامل ہے۔ اسی لئے اس کا ہر حوالہ معتبر سمجھا جائے گا۔

صفحہ	نام کتاب مع مطبع	حوالہ جات
۲۷۵	الاستبصار قلمی	۱۔ بی بی فاطمہ نے اپنی بہن کا جنازہ پڑھا دختران نبی کا ثبوت
۵۳۵	"	۲۔ عاربتہ الفرج لا باس بہ
۵۳۸	"	۳۔ حرمت متعہ کی احادیث تقیہ پر محمول ہیں۔
۲۰	"	۴۔ پیشاب کر کے تین دفعہ ذکر کو نچوڑے پھر اگر ساق تک پانی بہتا چلا جائے تو کوئی پرواہ نہیں۔
۲۰	"	۵۔ امام جعفر سے پوچھا گیا کہ استنجا کے لئے کتنا پانی چاہیئے، آپ نے فرمایا ذکر کے سوراخ کی تری سے دوگنا۔
۷۹۹	"	۶۔ عورت وراثت کی حقدار نہیں۔ (پھر فدک کی لڑائی کیوں)
۶۰۶	"	۷۔ لواطت کے مسائل
۵۳۷	"	۸۔ ابواب المتعہ
۵۳۸	"	۹۔ نسخ المتعہ
۵۴۲	"	۱۰۔ متعہ صرف شہوت رانی ہے۔

حوالہ ۱ تفصیل سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ اس سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضور علیہ السلام کی اور صاحبزادیاں بھی تھیں، تحقیق فقیر کی کتاب "القول المقبول" میں دیکھیے۔

حوالہ ۲۔ عاریۃُ الفرجِ لا بأس بہ صفحہ ۵۳۵

دراصل یہ ایک مسئلہ کا خلاصہ عربی میں لکھا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں سہولت یہ رکھی گئی ہے کہ اگر ایک بھائی کو شہوت غلبہ کرے تو متعہ سے ضرورت پوری کرے تو اس کی خوشی، ورنہ اپنے شیعہ بھائی سے اس کی زوجہ شہوت رانی کے لئے چند لمحات کے لئے مانگ لے۔ جیسے ایک کسان دوسرے کسان سے بیل لے جاتا ہے۔ یا ایک دکاندار دوسرے دکاندار سے ترازو یا ایک سٹوڈنٹ دوسرے سے سلیٹ، پنسل، کتاب وغیرہ لے لیتا ہے۔ ایسے ہی شیعہ مذہب میں عورتوں کو عاریت پہ لے جاکر کام چلایا جاسکتا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

قال سألت ابا عبداللہ علیہ السلام عن عاریۃ الفرج قال لا بأس بہ الاستبصار مطبوع ایران ج ۲ ص ۵ ۔ ترجمہ۔ میں نے امام جعفر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ فرج عاریت پہ لینا دینا جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔

حوالہ ۳ تا ۵ کی تفصیل گذر چکی ہے۔

حوالہ ۶۔ عورت وراثت کی حقدار نہیں۔

اس سے ہم نے عرض کیا کہ اگر عورت وراثت کی حقدار نہیں تو باغ کا جھگڑا ختم، تفصیل فقیر کے رسالہ "فدک" میں دیکھئے۔

حوالہ ۷۔ لواطت کے مسائل ص ۶۰۶

اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک شہوات رانی کے تمام طریقے جائز ہیں۔ لواطت (لونڈے بازی) تو ان کا بہترین شغل ہے اس کے چند حوالے گذر چکے ہیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حوالہ ۸ تا ۱۰۔ متعہ شریف تو ان کا مشہور مسئلہ فقیر نے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے مطبوعہ کتاب پڑھیئے بنام "متعہ یا زنا"!

حوالہ جات

حلیۃ المتقین

مع

مجمع المعارف

مطبوعہ تہران

یہ دونوں کتابیں مذہب شیعہ میں بہت بڑی معتبر ہیں۔ تہران میں یکجا چھپی ہیں۔ اس کے چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

۱۔ امام علی رضا نے فرمایا اکثر مرتد ویلے دین ہیں۔ سوائے چند ایک کے۔	مجمع المعارف حلیۃ المتقین تہران	۷
۲۔ شرمگاہ زن سے کھیلنا اور بوسہ دینا	"	۱۴۱
۳۔ جو تنہا سفر کرے وہ لعنتی ہے۔	"	۱۷۸

۴۔ نیا کپڑا پہنے تو "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (ردِ کلمہ شیعہ)	مجمع المعارف مرجمۃ المتقین تہران	۷
۵۔ عقیقہ کا گوشت لڑکے کے ماں باپ کو نہ کھانا چاہیئے۔ بلکہ اس کنبہ میں جو بھی ماں باپ رشتہ دار رہتے ہوں سب کا برابر حصہ ہے	"	۵۱
۶۔ امام مہدی بدعات کو مٹا کر قرآن و سنت قائم کریں گے۔	"	۱
۷۔ دابۃ الارض سے مراد حضرت علی ہیں۔	"	۷۱
۸۔ فرمانِ نبی فرمان حق ہے۔	"	۷۲
۹۔ سب الشیخین یعنی ابوبکر و عمر (معاذ اللہ)	"	۲۱۵

۱۔ ان حوالہ جات پر ہم پہلے تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲۔ شرمگاہ زن سے کھیلنا اور بوسہ دینا ص ۷۱

شیعوں کا یہ مسئلہ بھی شرم و حیا سے باہر ہے۔ لیکن وہ تو اپنے لئے ایک مایہ ناز بات سمجھتے ہیں۔ اصل عبارت ہم فروع کافی ص ۲۱۴ سے لے رہے ہیں۔

عن ابی ابن جعفر قال سالت اباالحسن علیہ السلام عن الرجل یقبل فرج امراتہ قال لا باس۔ اور فروع کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام برہنہ ہو کر بیٹھ گئے، تو راوی نے کہا کہ یہ تو ناجائز ہے۔ امام

نے فرمایا کہ آگے کی طرف تو ہاتھ نے چھپالی ہے اور پیچھے کی دونوں طرف نے ۔ اور حلیۃ المتقین ص۳ میں یہ بھی ہے ۔ کہ عورت کی شرمگاہ میں انگلی ڈال دینا یا اس کو برہنہ کر دینا یا اس کی فرج کو چومنا درست ہے ۔ ناظرین غور کریں کہ کیا یہ افعال انسانوں کے ہیں ۔ یا حیوانوں کے ۔ ہمارے آقائے نامدار نے تو فرمایا ہے کہ تم اپنی عورتوں کے ساتھ انسانوں کی طرح برتاؤ کرنا یعنی ان کے پاس انسانیت کے طریق پر آنا اور مجامعت کرنا اور لہو و لعب بیشک ان سے کرنا لیکن حیوانات کی طرح مجامعت نہ کرنا ۔ لیکن شیعہ حضرات نے تو کمال کر دیا ۔ یہ معاملات انسانیت ساز نہیں ۔ بلکہ انسانیت سوز ہیں ۔

حوالہ ۳ ۔ جو نہا سو کرے وہ لعنتی ہے ۔ ص۱۷۸

بتائیے دور حاضرہ میں شیعہ میں کون سا خوش قسمت ہو گا ۔ جو اس لعنت سے بچا ہو ۔

دراصل ایسے مسائل شیعہ مجتہدین سے اللہ تعالیٰ نے لکھوا کر ان پر سزا جاری فرمائی ہے کہ تم میرے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے دوستوں اور آپ کی ازواج مطہرات کو گالی دیتے ہو ۔ تو میں تمہارے مذہب میں ایسے مسائل تمہارے قلم سے لکھواؤں گا ۔ جس سے تم ہر لحظہ اپنے خود ملعون ہوتے رہو ۔

حوالہ ۵ عقیقہ کا مسئلہ ہے ۔ اس میں توضیح کی ضرورت نہیں ۔ البتہ شیعہ مجتہد نے یہ بلا سوچے لکھ دیا کہ عقیقہ کا گوشت ماں نہ کھائے ۔ اس سے

تو ہندو دھرم کے ساتھ رشتہ جوڑنے والی بات ہے اور بس۔
حوالہ ۱۶۔ امام مہدی بدعات کو مٹا کر قرآن و سنت قائم کریں گے صدا
اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ امام مہدی تشریف لائیں گے۔ تو اہلسنت
کے مطابق عمل کریں گے۔ لیکن شیعہ لوگ عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں
ہم اس مسئلہ کو کچھ وضاحت سے لکھتے ہیں۔

شیعوں کا امام مہدی

شیعوں کے بارھویں امام مہدی ہیں۔ یہ کہاں ہیں۔ کیوں ہیں کیسے ہیں۔ ان کے
متعلق شیعہ اخبار اسد لاہور لکھتا ہے حضرت امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ
فرجہ، امام حسن عسکری کے فرزند ہیں۔ آپ حضرت حجت صاحب امام
منتظر مہدی موعود اور قائم آل محمد وغیرہ القاب سے یاد کئے جاتے ہیں
اگرچہ اصلی نام آپ کا وہی ہے جو رسول اللہ کا نام ہے۔ مگر یہ آپ
کا مخصوص احترام ہے۔ بلکہ آپ کا نام لینا القاب کی موجودگی میں متروک
قرار دیا گیا ہے۔ ۱۵ شعبان ۲۵۶ھ کو سامرا میں متولد ہوئے۔ مصلحت
الٰہی یہ تھی کہ آپ کو تمام دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا جائے بیشک
آپ کے والد بزرگوار کے زمانے میں بہت سے مخصوص اصحاب امام نے
آپ کی زیارت کی حدیثوں میں آپ کی پیدائش کی پیشگوئی برابر ہو تی
رہی تھی۔ اس لئے بادشاہ کی طرف سے آپ کو قتل کرنے کی کوشش تھی مگر
اللہ کو ان کی حفاظت آخر زمانہ تک مقصود تھی۔ ہر چند آپ کے والد کے

بعد آپ کی تلاش کی گئی۔ مگر تمام کوششیں ناکام ہوئیں۔ بے شک فرائض امامت کو آپ نے پورا کرنا شروع کر دیا۔ ۳۲۹ھ تک آپ کی جانب سے ایک مخصوص نائب مقرر رہتا تھا۔ جو شرعی احکام کی اشاعت کرتا تھا۔ مسئلے پر آپ سے دستخط کرا لاتا تھا۔ اور جو کچھ شیعوں کی مذہبی ضروریات ہوں، انھیں پورا کرتا تھا۔ اس زمانہ کو غیبت صغریٰ کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد سے اللہ کی مصلحت کا تقاضا ہوا۔ کہ کوئی مخصوص نائب بھی نہ رہے۔ یہ غیبت کبریٰ ہے۔ جب مصلحتِ الٰہی ہو گی۔ پردہ ہٹے گا، امام ظہور فرمائیں گے۔ (اخبار اسد ۱۴ دسمبر ۱۹۵۴ء)

یہ تھے شیعوں کے امام مہدی جن کے متعلق اللہ کی مصلحت یہ تھی کہ ان کو دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا جائے۔ مگر اس کے باوجود شیعوں نے ان کی تلاش شروع کر دی۔ مگر وہ نہ ملے۔ بھلا جس کو خدا چھپائے وہ بھی کسی کو مل سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود سن ہجری ۳۲۹ھ تک آپ کی جانب سے آپ کا نائب مقرر رہا۔ جو آپ سے فتووں پر دستخط بھی کرا لاتا تھا۔ یعنی امام مہدی خود تو چھپ کر رہے تھے مگر اپنے دستخطوں کے ساتھ اپنے احکام جاری کرتے رہتے تھے۔ یہ عرصہ غیبتِ صغریٰ کا تھا۔ پھر اس کے بعد امام بالکل روپوش ہو گئے، کیونکہ نائب صاحب کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ گیا ہو گا۔ اور اب تک روپوش ہیں۔ اور نکلنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ (سبحان اللہ)

فائدہ:۔ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ وہ سامرہ شہر کی غار میں پوشیدہ ہوئے۔

سامرہ کی تاریخ اور اس کا حال ملاحظہ ہو۔

سامرہ فرقہ امامیہ شیعہ کا مقام امام صاحب الزمان

کہ اس شہر سامرہ کا بانی خلیفہ معتصم باللہ عباسی ہے۔ اور اس کا نام در حقیقت بزبان عربی "سُرّمن رائی" ہے جس کا معنی ہے خوش ہوا جس نے دیکھا، مخفف ہو ہو کر سامرا ہو گیا۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس کا نام بزبان فارسی "سام راہ" یعنی سام کا راستہ ہے۔ یاد رہے کہ مشہور ولی اللہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ جو پانچویں واسطے سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے شیخ (پیر طریقت) ہیں۔ اسی شہر میں پیدا ہوئے تھے۔ یہاں ائمہ اہلبیت میں سے دو یعنی امام علی نقی ابن امام جواد تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نیز آپ کے صاحبزادہ اور جانشین امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات ہیں۔ ان ہر دو ائمہ کے مزارات کے ساتھ نرگس خاتون زوجہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کا بھی مزار ہے۔ اور یہ ہر سہ مزارات ایک ہی ضریح یعنی کٹگلے کے اندر واقع ہیں۔ درمیان میں امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ اور جانبین میں مذکورہ بالا دونوں مزارات۔ اسی ضریح کی پائنتی ایک علیحدہ ضریح میں حلیمہ خاتون رضی اللہ عنہا ہمشیرہ امام علی نقی رضی اللہ عنہ کا بھی مزار ہے۔ امام علی نقی رضی اللہ عنہ کی وفات تاریخ ۶ رجادی الآخر ۲۵۴ھ کو بعمر ۴۱ سال چھ ماہ ہوئی۔ [1]

---

[1] قطب الاقطاب حضرت خواجہ بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ مدفون مہرولی (دہلی)

امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادہ ۲۵۵ھ میں ہوئے تھے جو اس عمارت روضہ سے ملحق ایک غار میں بعمر چار سال بموجب عام روایات غائب ہو گئے۔ اثنا عشری فرقہ ان کو زندہ اور موجودہ تسلیم کرتا ہے اور انھیں کو اپنا امام غائب امام منتظر امام صاحب الزمان اور امام مہدی وغیرہ کے القاب سے یاد کرتا ہے۔

اس مہدی موعود کے چند کارنامے شیعوں کی زبانی سنیئے۔

۱۔ حق الیقین صـ۱۸۷ دجلا رالعیون صـ۲۵۰ ہر دونوں شیعوں کی معتبر کتابیں ہیں۔ ان میں امام مہدی کو شیعوں نے شان بخشا۔ کہ وہ نرجس نامی ایک لونڈی کی نسل سے ہے۔ جو کہ ایک بردہ فروش سے خریدی گئی۔

۲۔ شیعہ کہتے ہیں کہ امام مہدی غار سے باہر آتے ہی پہلے خانہ کعبہ کو خراب کرے گا۔ (حق الیقین مطبع جعفری صـ۲۱۵

۳۔ وہ روضۂ رسول کو بھی گرا دے گا۔ (حق الیقین صـ۲۱۶

۴۔ امام مہدی مُردوں کے کفن اتارے گا۔ ملاحظہ ہو حق الیقین صـ۲۱۶)

۵۔ اس کا پایۂ تخت کوفہ ہو گا۔ (حق الیقین صـ۲۱۶)

(فائدہ) امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے شیعہ کوفہ کی

اور سید جلال الدین بخاری نزیل ہند آپ کے صاحبزادہ علی المختار کی نسل سے ہیں۔ امام عسکری رضی اللہ عنہ کا وصال کم وبیش ۲۷ یا ۲۸ سال کی عمر میں بتاریخ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں ہوا۔

سخت مذمت کرتے ہیں۔ حالانکہ شیعہ کتب میں اس کے فضائل یوں منقول ہیں
امام جعفر نے فرمایا کہ ہم تمام شہروں کی نسبت کوفہ کو زیادہ دوست
رکھتے ہیں۔ دیکھیے مجالس المومنین ص۱۳۷۔ ف یعنی شیعہ کوفہ کو مکہ اور مدینہ
سے بھی زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ اور اسی مجالس المومنین ص۱۶۵ پر لکھا ہے
کہ کسی کا کوفی ہونا اس کے شیعہ ہونے کا ثبوت ہے۔ اور شیعوں کی معتبر کتاب
عین الحیوٰۃ ص۱۵۸ طبع ایران پر لکھا ہے کہ کوفہ دار الاسلام ہے۔
ان حوالہ جات کو پڑھ کر شیعوں کو چاہیے کہ ہر بات کو تولیں پھر بولیں۔
حوالہ ۷۔ دابۃ الارض سے مراد حضرت علی ہیں ص۱۰۱۔ اس سے شیعہ کی
بظاہر تو تعریف مطلوب ہے کہ وہ جانور جو دجال کی نشان دہی کرے گا۔
وہ کوئی اور شے نہ ہوگی۔ بلکہ حضرت علی ہوں گے۔ جو جانور کے لباس میں
ہوں گے۔
ناظرین خدا لگتی کہیں کہ کیا یہ درپردہ حضرت علی کی مذمت نہیں تو اور
کیا ہے کہ کسی عام آدمی کو جانور کہہ دیا جائے تو وہ بیخ پا ہو جاتے۔ تو
بتا یئے امام المشارق والمغارب کو ایسا لقب دینا شیعوں کا جگہر گردہ ہے۔
دوسرا ہندو کے مذہب سے بھی اپنا رشتہ جوڑنے کا ثبوت ملے گا۔
کہ وہ بھی تناسخ کے قائل ہیں۔ اور شیعہ مذہب سے بھی وہی بو آتی ہے۔
حوالہ ۸۔ فرمان نبی فرمانِ حق ہے۔ ص۷۶
اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ جب حضور علیہ السلام نے خلفاء راشدین
کی خلافت اور ان کی امامت و فضیلت کو واضح بیان فرما دیا ہے۔ تو پھر

شیعوں کو انکار کیوں۔

حوالہ ۹۔ سب الشیخین یعنی ابوبکر و عمر (معاذ اللہ) ص ۲۱۵۔ یہ ان کا پرانا طریقہ ہے۔ مزید توضیح کی ضرورت نہیں۔ البتہ تبرا کی بحث میں ہم نے تفصیل سے عرض کر دی ہے وہاں دیکھئے۔

حوالہ جات احتجاج طبرسی

یہ کتاب بھی نہایت معتبر کتاب ہے۔ اس کے چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عمر سراج اہل الجنۃ ولو نزل العذاب ما نجی الا عمر السکینۃ تنطق علی لسان عمر لو لم ابعث بعث عمر۔	احتجاج طبرسی مطبع نجف	صفحہ ۲۴۷
۲۔ وان الصدیق ھو فوق الصحابۃ بسبب الاسلام الا تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ انما ذھب بہ لیلۃ الغار لما علم انہ یکون الخلیفۃ فی امتہ	″	۲۵۷
۳۔ انہ (ای الصدیق) الخلیفۃ من بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم علی امتہ۔ ان الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ موقوفۃ الاربعۃ ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالی عنہم	″	۲۶۰
۴۔ حتی لم یبق من المھاجرین والانصار الا صلی علیہ اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صحابہ کرام کا نماز جنازہ ادا کرنے کا ثبوت ملا۔	″	۵۲
۵۔ وما اھل السنۃ فی لمتمسکون بما سنہ اللہ و رسولہ اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت	″	۹۰

۶۔ اختلاف اصحابی لکم رحمۃ صحابہ کرام کی جھگڑوں کا جواب 〃 ۱۹۴

۷۔ بیعت کے لئے حضرت علی کے گھر گھس جانا اور ان کے
گلے میں کالی رسی ڈالنا اور بی بی فاطمہ کی توہین (معاذ اللہ) 〃 ۵۳

۸۔ اثنا عشرۃ فی النار (گویا اشارہ ہو گیا شیعوں کے جہنمی
ہونے کا کیونکہ یہ اپنے آپ کو اثنا عشری کہتے ہیں۔ 〃 ۱۴۱

۹۔ ان ابا بکر افضل من علی و من جمیع اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہو ثانی۔ 〃

۱۰۔ مع رسول اللہ ای ثانی اثنین الخ آخر صلوٰۃ قبل وصال
نبوی وھو صدیق ھذہ الامامۃ الخ۔ 〃 ۲۰۵/۲۰۶

۱۱۔ ثم قام للصلوٰۃ وحضر المسجد وصلی (ای علی) خلف
ابی بکر) 〃 ۶۰

۱۲۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو بھیج کر فرمایا کہ میں ابوبکر سے
راضی ہوں۔ ابو جعفر نے فرمایا لست بمنکر فضل ابی بکر الخ 〃 ۲۴۷

۱۳۔ حضرت علی نے صدیق کی بیعت کی۔ 〃 ۵۴

۱۴۔ حضور علیہ السلام عرش پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا محمد رسول
اللہ۔ ابوبکر صدیق۔ 〃 ۸۳

۱۵۔ مصحف فاطمہ ستر گز لمبا تھا۔ 〃 ۲۰۳

۱۶۔ ان مثل ابی بکر وعمر فی الارض کمثل جبرئیل ومیکائیل
فی السماء 〃 ۲۴۷

حوالہ نمبر ۱۔ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی چار فضیلتیں بتائی گئی ہیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

۱۔ عُمَرُ سِرَاجُ اهلِ الجنۃِ	حضرت عمر اہلِ جنت کے چراغ ہیں (احتجاج ص ۲۴۴)
۲۔ ولو نزل العذابُ ما نجیٰ الا عُمَرُ (〃)	اگر عذاب نازل ہوتا تو عمرؓ کے سوا کوئی نجات نہ پاتا۔
۳۔ السَّکینۃُ تنطق علیٰ لسان عمر۔ (〃)	سکینہ حق حضرت رضی اللہ عنہ کی زبان پر بولتا ہے۔
۴۔ لو لم ابعث لبعث عُمَرُ (〃)	اگر میں نبی ہو کر تشریف نہ لاتا تو عمر رضی اللہ عنہ مبعوث ہوتے۔

یہ فضائل اہلسنت کی کتب سے نہیں بلکہ شیعہ کی احتجاج سے لئے گئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ ہزاروں فضائل فاروق کتبِ شیعہ میں موجود ہیں۔ چند ایک ملاحظہ ہوں۔

۵۔ حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کے متعلق ملا باقر مجلسی شیعی نے بحار الانوار جلد ۱۴ کتاب السماء و العالم میں مسعود عیاشی سے یوں روایت کی ہے۔

رَوَی العیاشیُّ عن الباقر علیہ السلام انَّ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلّم قال اللّٰھمّ اعِزَّ الاسلام بعمر ابن الخطاب او بابی جھل بن ہشام۔

ترجمہ:۔ مسعود عیاشی امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ اے خدا! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے

اسلام نے عزت بخشی۔ سو حضور کی دعا مستجاب ہوئی۔

۶۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی کیفیت صاحب حملۂ حیدری یوں لکھتا ہے:۔

نظم

چناں بد کہ بوجہل زاں سرزنش ۔۔۔ بہ بے کیفیتے شد عداوت منش

کہ جز قتل پیغمبر ذو الجلال ۔۔۔ نبودش دگر ہیچ فکر و خیال

یکے روز مے گفت با اشقیاء ۔۔۔ کہ آرد کسے گر سر مصطفےٰ

ہزار اشتر از خود بہ بخشم باو ۔۔۔ دو کوہاں سیہ دیدہ و سرخ مو

ز دیبائے مصری و برد یمن ۔۔۔ دگر سیم و زر بخشمش چند من

عمر چوں شنید ایں سخن گفتنش ۔۔۔ بجنبید عرقِ طمع در تنش

باو گفت سوگند اگر می خوری ۔۔۔ کہ از گفتۂ خویش ہم نگذری

من امروز خدمت رسانم بجا ۔۔۔ بیارم بہ پیشت سرِ مصطفےٰ

گرفت از ابوجہل اوّل قسم ۔۔۔ پس انگارہ زد در رہ کیں قدم

بآں کار چوں رفت بیروں عمرؓ ۔۔۔ یکے گفت باو نداری خبر

کہ ہمشیرہ ات نیز با جفت خویش ۔۔۔ گرفت است دین محمدؐ بہ بیش

برآشفت ابوحفص زیں گفتگو ۔۔۔ بگفتا بریزم کنوں خون او

سوئے خانہ خواہر خویش رفت ۔۔۔ چو آمد بہ نزدیک تر پیش رفت

چو آمد بہ پیش در ایستاد ۔۔۔ صدائے شنید و آں گوش داشت

شنید آنکہ مے خواند مرد نکو ۔۔۔ کلامیکہ نشنید بد مثل او

عمر زد در و خواہرش باز کرد ۔۔۔ چو آمد در و شور آغاز کرد

در افتاد با جفت خواہر بجنگ   گرفتش ز حلق بیفشرد تنگ
گلوئش بہ تنگی فشرد آنچناں   کہ نزدیک شد تا شود قبضِ جاں
بیامد دواں خواہرش نوحہ گر   بگفتش چہ خواہی ز ما اے عمرؓ
اگر شاد گردی ز ما در ملول   نمودیم دینِ محمد قبول
کنوں گر کُشی سر بداریم پیش   ولے بر نگردیم از دین خویش
چو بشنید زادیں حکایت عمرؓ   بدانست گو بر نگردد مگر
بگفتش چہ دیدی تو از مصطفےٰ   کہ گشتی بدینش چنیں مبتلا
بگفتا کلامِ خدائے جلیل   کہ آرد با و حضرت جبرائیلؑ
شنیدم وگرویدہ برما یقین   کہ ہست آں کلامِ جہاں آفریں
عمر گفت زاں قول معجز اساس   اگر یاد داری بخواں بے ہراس
بر خواہرش آیۂ چند خواند   عمر گوش چوں کرد حیراں بماند
دلش زاں شنیدن بسے نرم شد   بسوئے اسلام سرگرم شد
ازاں پس بگشتند باہم رواں   بنزدِ رسولِ خدائے جہاں
بدولت سرائے پیمبرؐ شدند   چو در بستہ دیدند حلقہ بر در زدند
یکے آمد و دید از پشتِ در   کہ استادہ با تیغ بر در عمرؓ
بنزدِ نبیؐ رفت و احوال گفت   بماندند اصحاب اندر شگفت
چنیں گفت پس عمؓ خیر البشر   کہ غم نیست بروے کشائید در
گر از راہِ صدق آمدہ مرحبا   دگر باشد او را بخاطر دغا
بہ تیغے کہ دارد حمائل عمرؓ   تنش را سبکبار سازم ز سر

چو در باز کردند بر روئے او | در آمد عمرؓ بالب عذر گو
گرفتش بہ بر سرورِ انبیاء | نشاندش بجائے کہ بود ش سزا
بگفتند اصحاب ہم تہنیت | وزاں بیشتر یافت دیں تقویت
پس اصحابِ دیں راشد ایں مدعا | کہ از خدمتِ سرورِ انبیاء
بسوئے حرم آشکارا روند | نماز جماعت بجا آورند
رسید ایں سخن چوں بعرض رسولؐ | زخیر البشر یافت عزّ و قبول

ترجمہ :- ایسا ہوا کہ ابو جہل حضرتِ رسول کی تنبیہ کرنے سے آپ کا سخت دشمن ہو گیا۔ کہ بغیر قتل حضورؐ کے اسے کچھ نہ سوجھتا تھا۔ ایک روز کفار سے کہنے لگا۔ کہ اگر کوئی شخص محمدؐ کا سر کاٹ لائے، میں اس کو ہزار اونٹ ایسے انعام دوں گا جو دو کوہان رکھتے ہوں اور سرخ رنگ کے ہوں۔ مصری ریشمی شال اور یمنی چادر کے علاوہ بہت ہی سونا دوں گا۔ عمرؓ نے جب اس کی یہ بات سنی اور سیم و زر کی حرص نے جوش مارا تو ابو جہل کو کہا۔ کہ اگر قسم اور اپنی بات پر قائم رہے۔ میں آج یہ خدمت بجا لاتا ہوں۔ اور حضورؐ کا سر کاٹ لاتا ہوں۔ ابو جہل سے پہلے قسم لی۔ پھر اس بات پر آمادہ ہوا۔ جب اس کام کے لئے روانہ ہوا۔ کسی نے کہا تجھے خبر نہیں ہے کہ تیری ہمشیرہ معہ اپنے شوہر کے دینِ محمدؐ میں داخل ہو چکی ہے۔ حضرت عمرؓ اس بات سے خفا ہوئے اور کہا کہ ابھی اس کو قتل کرتا ہوں۔ اپنی ہمشیرہ کے گھر کو روانہ ہوئے تو آواز آ رہی تھی جسے سننے لگے۔ سنا کہ ان کا بہنوئی ایک کلام پڑھ رہا تھا۔ جس کی مثال آپ نے

پہلے کلام نہ سُنی تھی۔ حضرت عمرؓ نے دستک دی ہمشیرہ نے دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ نے داخل ہوتے ہی شور برپا کر دیا۔ اپنے بہنوئی سے لڑنے لگے۔ اور اُسے گلے سے پکڑ کر خوب جھنجھوڑا، اس کا گلا گھونٹا کہ جان نکلنے لگی۔ ہمشیرہ چلاتی ہوئی دوڑ کر آئی اور کہا کہ اے عمرؓ! ہم سے کیا چاہتا ہے؟ خواہ تو خوش ہو یا ناراض ہم نے تو دین محمدی قبول کر لیا ہے۔ اگرچہ ہمیں جان سے مار ڈالو، ہم یہ سچا دین نہیں چھوڑیں گے۔ جب حضرت عمرؓ نے ہمشیرہ سے یہ بات سُنی، معلوم کیا اب یہ پھرنے کے نہیں۔ کہا تم نے محمدؐ سے کیا کچھ دیکھا ہے کہ اُس کے دین پر مبتلا ہوئے، ہمشیرہ نے کہا کہ خدا کا کلام سُنا ہے جو حضرت جبرئیلؑ حضورؐ کے پاس لاتے ہیں، ہم نے یہ کلام سُنا ہے اور ہمیں یقین ہوا ہے کہ بیشک یہ خدا کلام ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ وہ کلام معجز نظام اگر کچھ یاد ہو تو بے خطر پڑھو۔ ہمشیرہ نے چند آیتیں پڑھیں۔ جو گوش کر حضرت عمرؓ حیران ہوئے۔ حضرت یہ آیات سنکر سوم ہو گئے۔ اور اسلام کی محبت میں سر گرم ہوئے۔ ازاں بعد سب مل کر حضور سرورِ عالمؐ کی خدمت میں چل پڑے۔ حضورؐ کے درِ دولت پر حاضر ہوئے دروازہ بند دیکھ کر کھڑے ہوئے۔ ایک مسلمان آیا اور اس نے دروازہ کی پشت سے دیکھا کہ حضرت عمرؓ تلوار لئے کھڑے ہیں۔ نبی کریمؐ کے پاس جا کر حال بتایا۔ اصحابِ رسولؐ اس بات سے متعجب ہوئے۔ پس رسول پاکؐ کے چچا بزرگوار نے فرمایا کچھ ڈر نہیں، دروازہ کھول دو۔ اگر صدق وارادات سے آیا ہے۔ تو مبارک اور اگر دل میں کچھ اور خیال ہے۔ اسی تلوار سے جو کمر میں باندھے ہے، سر کا قلم کر دوں گا۔ جب دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ معذرت کرتے ہوئے

قدم بوس ہوئے۔ حضور حضرت عمرؓ سے بغلگیر ہوئے اور ان کو عزت سے بٹھایا۔ تمام اصحاب نے مبارکباد کہی اور حضرت عمرؓ کے اسلام سے دین کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد اصحاب نے کہا کہ اب تو حضور کی خدمت میں عرض کر کے اب حرم شریف میں ہم اعلانیہ جا کر نماز باجماعت گذاریں۔ جب یہ بات حضورؐ کے گوش گذار ہوئی۔ حضورؐ نے منظور فرمایا۔

روایاتِ بالا سے حسب ذیل امور ظاہر ہوتے ہیں جو حضرت عمرؓ کی فضیلت کا نمایاں ثبوت ہیں:۔

(۱) آپ کا اسلام لانا حضور سرور کائنات کی استجابتِ دُعا کا نتیجہ ہے اور ناممکن ہے کہ جس سینہ میں نورِ اسلام حبیبِ کبریا کی خاص توجہ و دعا سے داخل ہوا ہو، پھر اس میں ظلمت کفر نفاق داخل ہو سکے۔

(۲) اسلام عمر کی دنیوی لالچ یا طمع سے نہیں بلکہ صداقت اسلام دیکھنے اور کلام الٰہی کی قوتِ اعجاز کی خاص تاثیر ہونے کے سبب سے ہوا تھا۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ اتنی مدت صحبتِ رسولِ پاکؐ کرنے اور تعلیم و تربیت پانے کے بعد پھر تاریکیٔ ضلالت و کفر عود کریں گے۔

(۳) حضرت عمرؓ کے اسلام کا خیر مقدم رسولِ پاک اور اصحاب رسول نے گرمجوشی سے کیا۔ اور حضور علیہ السلام نے بغلگیر ہو کر جو برکات پہنچائیں اور اعزاز بخشا یہ حضرت عمر کا ہی خاص حصہ تھا۔

(۴) یہ حضرت عمرؓ کے جلال و جبروت کا نتیجہ تھا کہ آپ کے اسلام لاتے ہی

شوکتِ اسلام دو بالا ہو گئی۔ اور بجائے خفیہ عبادت کے خدا کے گھر کعبۃ اللہ میں پہنچ کر نماز باجماعت پڑھی گئی۔ اور کفار نابکار کو حضرت عمرؓ کی تیغ آبدار کے سامنے آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے :۔ ؎

جس روز آپ داخل دین مبین ہوئے — کعبہ میں جمع بہر نماز اہل دین ہوئے
آہستہ سے اذاں جو کہی خشمگیں ہوئے — فرمایا کیا مشرف دیں ہم نہیں ہوئے
نام خدا و نام نبیؐ لو پکار کر
اب تم کو کس کا ڈر ہے اذاں دو پکار کر

۷۔ شیعہ کی معتبر کتاب تاریخ ناسخ التواریخ صـ۶۱۶ میں اسلام عمرؓ کے متعلق یوں لکھا ہے :۔ "عرض کرد یا رسول اللہ از بہر آں آمدہ ام کہ کیش مسلمانی گیرم۔ و کلمہ توحید بر زبان راند۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از اسلام عمرؓ چناں شاد شد کہ بیابانگ بلند تکبیر گفت و تکبیر آں حضرتؐ را اصحابؓ شنیدند و ہمہ بیک بار تکبیر گفتند و باستقبال عمرؓ بیروں آمدند و آنگاہ عمرؓ گفت یا رسول اللہ کافران لات و عزیٰ را آشکارا پرستش میکنند چرا باید خدائے را پنہانی پرستش کرد۔ پس آہنگِ کعبہ کردند۔"

ترجمہ :۔ عمرؓ نے عرض کی حضورؐ! میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ مذہب اسلام قبول کروں۔ یہ کہہ کر کلمہ توحید پڑھا۔ آنحضرتؐ عمرؓ کے اسلام لانے سے ایسے خوش ہوئے کہ بلند آواز سے تکبیر کہی۔ آپؐ کی تکبیر اصحاب نے سُنی۔ اور سب نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور عمرؓ کے استقبال کو باہر نکلے۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے عرض کی۔ حضورؐ! کافر تو لات و عزیٰ کی پرستش ظاہر ہو کر کریں۔ ہم

خدائے قدوس کی عبادت کیوں چھپ کریں؟ پھر انھوں نے کعبہ جانے کا ارادہ کر لیا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ نماز پڑھنے کی اجازت فرمائی تو مصنف کتاب مذکور لکھتا ہے۔ کہ سب لوگ کعبہ کو اس شان سے چلے کہ:۔

"عمرؓ از جانب پیغمبر و ابو بکرؓ از طرف دیگر و علی علیہ السلام از پیش و اصحاب از دنبال رواں شدند و عمرؓ با شمشیر خویش از پیش جملہ ہمی رفت و از اں سوئے کفار قریشیاں چناں می پنداشتند کہ عمر رسول خدائے را آسیب خواہد رسانید ناگاہ دیدند کہ بپیش رسول خدا با شمشیر حمائل کردہ می آید۔ گفتند ہاں عمرؓ ایں چہ گونہ گفت۔ یا رسول خدا! ایمان آوردم و اگر کسے از شما بنا لائق جنبش کند با ہمیں تیغش کیفر کنم و ایں شعر گفت ؎

مَا لِیْ اَرَاکُمْ کُلُّکُمْ قِیَامًا   اَلْکَہْلَ وَالشُّبَّانَ وَالْغُلَامَا
قَدْ بُعِثَ اللّٰہُ لَنَا اِمَامًا   نَذُبُّ عَنْہُ الْخَالَ وَالْاَعْمَامَا
حَقًّا وَقَدْ یُکْسِرُ الْاَصْنَامَا   مُحَمَّدًا قَدْ شَرَعَ الْاِسْلَامَا

پس کافران از عجز در خشم شدند و آہنگ کردند و عمرؓ نیز بہ پشتوانی علی السلام با ایشاں در آویختہ آں جماعت از کعبہ بکنار کرد و رسول خدا دو رکعت نماز بگذاشت و باز بجانہ شد۔ و اسلام عمرؓ را دیگر گونہ روایت کردہ اند ہمانا ایں قصہ مختار افتاد۔ و بالجملہ بعد از اسلام بدر خانہ ابو جہل رفت و در بکوفت و ابو جہل چوں بانگ اراں بشنید بیامد و در بکشود و گفت مرحبا و اہلاً از چہ حاجت مرا یاد کردی و بدیں جا شدی۔ گفت آمدم تا ترا آگہی دہم کہ

ایمان بخدائے رسول آوردم ابوجہل در خشم شد در بروئے لبست و گفت تبحک اللّٰہ و قبح ما جئتہ۔

ترجمہ:- عمرؓ آنحضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں تھے اور ابوبکرؓ دوسرے پہلو میں اور علیؓ سامنے اور دیگر اصحابؓ پیچھے روانہ ہوئے۔ اور حضرت عمرؓ اپنی تلوار لئے سب سے آگے چلے۔ ادھر کفارِ قریش منتظر تھے کہ حضرت عمرؓ حضور علیہ السلام کو ایذا دیں گے۔ ناگاہ انھوں نے دیکھا کہ وہ تو رسولِ خدا کی اردل میں تلوار حمائل کئے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ سب نے کہا ہاں عمرؓ تمہاری کیا حالت ہے؟ انھوں نے کہا میں رسول خدا پر ایمان لایا ہوں اور اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی نالائقی سے ذرہ بھی کچھ بے جا حرکت کرے گا تو اسی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ حضرت عمرؓ نے یہ عربی شعر پڑھے۔ "یہ کیا وجہ ہے کہ میں تم کو یہاں بھرا ہوا دیکھتا ہوں۔ بوڑھوں، جوانوں اور بچوں کو بھی، بالتحقیق خدا نے ہمارے لئے ایک امام مبعوث کیا ہے۔ جس کا اسمِ گرامی محمدؐ ہے جس نے سچا دین ہمارے لئے جاری کیا ہے۔ وہ بتوں کو توڑ دیں گے۔ اور ہم ان سے اپنے ماموؤں اور چچاؤں کو دور ہٹا دیں گے" پس کافر غضبناک ہوئے اور انھوں نے حضرت عمرؓ کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے بامداد علیؓ ان سے مقابلہ کرکے ان کو کعبہ سے دور ہٹا دیا۔ اور رسولِ خدا نے مسلمانوں کے ساتھ کعبہ میں دو رکعت نماز ادا کی اور پھر گھر واپس چلے گئے۔ حضرت عمرؓ کے اسلام کو اور لوگوں نے دوسری طرح بیان کیا ہے۔ مگر صحیح یہی روایت ہے۔ حضرت عمرؓ اسلام لانے کے بعد

ابو جہل کے گھر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ ابو جہل نے دروازہ کھولا۔ اور آؤ بھگت کر کے کہا۔ کہ آپ نے مجھے کیسے یاد کیا۔ اور کس طرح تشریف لائے؟ آپ نے کہا تجھے بتانے آیا ہوں کہ میں خدا اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں۔ ابو جہل کو بہت غصہ آیا۔ اور دروازہ بند کر لیا۔ اور کہنے لگا۔ خدا تمہارا برا کرے اور جو خبر تم لائے ہو اس کو بھی برا کرے"۔ اب جائے غور ہے کہ اسلام لاتے ہی حضرت عمرؓ کی حسن عقیدت کا یہ حال ہو گیا تھا کہ دین حق کے پاس ہی کفار سے دو بدو ہو گئے۔ اور ان کو للکارا کہ اگر ذرہ برابر بھی رسولِ پاک کی شان والا میں بے ادبی سے پیش آؤ گے تو میری تلوار ہے اور تمہارا سر۔ پھر کس بہادری سے ابو جہل۔ جیسے خطرناک دشمن دین کے گھر تن تنہا جا کر اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ کیا ایسی جرأت کوئی اور کر سکتا ہے؟ پھر حضور علیہ السلام جن کو علوم اولین و آخرین سب معلوم تھے۔ اسلام عمرؓ پر اسقدر خوشی کیوں مناتے۔ اگر معلوم تھا کہ بالآخر اس نے اسلام سے پھر جانا ہے۔ اور میرے اہل بیت کو تکلیف پہنچانی ہے

۸۔ نہج البلاغت صہ ۱۸۷ میں ہے۔

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ شَاوَرَهُ عُمَرُ فِي الْخُرُوجِ اِلَى غَزْوَةِ الرُّوْمِ بِنَفْسِهِ وَقَدْ تَوَكَّلَ اللّٰهُ لِاَهْلِ هٰذَا الدِّيْنِ بِاِعْزَازِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ وَالَّذِيْ نَصَرَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَا يَنْتَصِرُوْنَ وَمَنَعَهُمْ وَهُمْ قَلِيْلٌ لَا يَمْتَنِعُوْنَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اِنَّكَ تَرَابِيْ هٰذَا الْعَدُوِّ بِنَفْسِكَ فَتَلْقَهُمْ فَتُنْكَبْ لَا تَكُنْ لِلْمُسْلِمِيْنَ كَانِفَةٌ دُوْنَ اَقْصٰى بِلَادِهِمْ لَيْسَ بَعْدَكَ مَرْجِعٌ يَرْجِعُوْنَ اِلَيْهِ فَابْعَثْ

اِلَيْهِمْ رَجُلاً مِحْرَباً وَاحْفِزْ مَعَهُ اَهْلَ الْبَلاءِ وَالنَّصِيْحَةِ فَاِنْ اَظْهَرَ اللّٰه
فَذَاكَ مَا تُحِبُّ وَاِنْ تَكُنِ الاُخْرٰى كُنْتَ رِدْاً لِلنَّاسِ وَمَثَابَةً لِلْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ :۔ جب خلیفہ ثانی عمرؓ نے روم پر چڑھائی کی اور حضرت علیؓ سے مشورہ لیا تو آپ نے فرمایا۔ کہ نواحی اسلام کو غلبۂ دین سے بچانے اور مسلمانوں کی شرم رکھنے کا اللہ ہی کفیل ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے انھیں اس وقت فتح دی جب ان کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ اور کسی طرح فتح نہیں پا سکتے تھے انھیں اس وقت مغلوب ہونے سے روکا ہے۔ جب یہ کسی طرح رک نہیں جا سکتے تھے۔ اور وہ خداوند عالم حی لا یموت ہے۔ اب اگر تو خود دشمن کی طرف کوچ کرے اور تکلیف اٹھائے تو یہ سمجھ لے کہ پھر مسلمانوں کو ان کے اقصائے بلاد تک پناہ نہ ملے گی۔ اور تیرے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہو گا جس کی طرف وہ رجوع کریں۔ لہٰذا تو دشمنوں کی طرف اس شخص کو بھیج جو کار آزمودہ ہو۔ اس کے ماتحت ان لوگوں کو روانہ کر وجو جنگ کی سختیوں کے متحمل ہوں۔ اور اپنے سردار کی نصیحت کو قبول کریں۔ اب اگر خدا غلبہ نصیب کرے گا۔ تب تو وہ چیز ہے۔ جسے تو درست رکھتا ہے۔ اور اگر اس کے خلاف ظہور میں آیا۔ تو ان لوگوں کا مددگار اور مسلمانوں کا مرجع تو موجود ہے۔

(نیرنگِ فصاحت صہ ۱۹)

ہم نے جناب امیر علیہ السّلام کے عربی کلام کا ترجمہ شیعہ کی کتب نیرنگ فصاحت سے لیا ہے: تاکہ ان کو یہ عذر نہ ہو۔ کہ ترجمہ میں کچھ دست اندازی کی گئی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کے اس کلام سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں :۔

(۱) حضرت عمرؓ کو حضرت علی المرتضیٰ پر پورا اعتماد و بھروسہ تھا۔ اور باہمی کامل اتحاد تھا کہ ہر ایک معاملہ میں ان سے مشورہ لیا جاتا تھا۔ ورنہ یہ مسلّم ہے کہ کوئی شخص اپنے دشمن سے ایسے اہم معاملہ میں ہرگز مشورہ نہیں لیا کرتا۔

(۲) حضرت علی المرتضیٰ حضرت عمرؓ کو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ سمجھتے تھے اور ان کو کچھ صدمہ پہنچنا صدمۂ اسلام تصور فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے حضرت عمرؓ کو یہ مشورہ نہ دیا کہ اس مہم میں بذاتِ خود معرکۂ کارزار میں جائیں۔ اگر خدانخواستہ باہمی کدورت ہوتی اور حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کے خیر خواہ نہ ہوتے تو یہ مشورہ کیوں دیتے کہ آپ لڑائی میں نہ جائیں تاکہ کوئی صدمہ نہ پہنچ جائے۔ بلکہ ان کی تو یہ خواہش چاہیئے تھی کہ یہ خود وہاں جائیں۔ ان کا وہاں کام تمام ہو اور آپ کے لئے جگہ خالی ہو۔ غرض جناب امیرؓ کا یہ مشورہ دینا کہ آپ میدانِ جنگ میں نہ جائیں۔ بلکہ کسی آزمودہ کار جرنیل کو بھیج دیں۔ اس کا بیّن ثبوت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت عمرؓ کے صادق الوداد دوست تھے۔

(۳) حضرت علی المرتضیٰ حضرت عمر کی کامیابی کو کامیابی اسلام تصور کرتے تھے اس لئے اُن کو تسلّی دی کہ ایزدِ متعال تمہارا اور مسلمانوں کا خود حافظ و ناصر ہے۔ جب مسلمان تھوڑے تھے اس وقت بھی اُن کی حفاظت فرمائی۔ اور اب تو خدا کے فضل سے مسلمانوں کی تعداد کثیر ہے پھر اس کی تائید و نصرت پر کیوں بھروسہ نہ کیا جائے۔ جناب امیر علیہ السلام کے کلام سے یار لوگوں کو اس گھڑت کی بھی تردید ہوتی ہے کہ مسلمان بعد وفاتِ رسول صرف تین چار ہی رہ گئے ہیں۔ ایسا ہوتا

تو آپ یوں فرماتے کہ پہلے مسلمانوں کی تعداد کثیر تھی۔ اب گنتی کے چند آدمی
مسلمان رہ گئے ہیں۔ ان کو اس مہم پر بھیجو تو فتح ہوگی۔ ورنہ شکست۔

(۹) نہج البلاغت صـ۱۹۶ میں دوسرا خطبہ جناب امیر علیہ السلام۔

وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدِ اسْتَشَارَهُ فِي غَزْوَةِ
الْفُرْسِ بِنَفْسِهِ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ لَمْ يَكُنْ نَصْرُهُ وَلَا خِذْلَانُهُ بِكَثْرَةٍ وَلَا
بِقِلَّةٍ وَهُوَ دِيْنُ اللّٰهِ الَّذِيْ اَظْهَرَهُ وَجُنْدُهُ الَّذِيْ اَعَدَّهُ وَاَمَدَّهُ حَتّٰى بَلَغَ
مَا بَلَغَ وَطَلَعَ حَيْثُ مَا طَلَعَ وَنَحْنُ عَلٰى مَوْعُوْدٍ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مُنْجِزٌ وَعْدَهُ
وَنَاصِرٌ جُنْدَهُ وَمَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْاَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَيَضُمُّهُ
فَاِذَا انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيْرِهِ اَبَدًا
وَالْعَرَبُ الْيَوْمَ وَاِنْ كَانُوْا قَلِيْلًا فَهُمْ كَثِيْرُوْنَ بِالْاِسْلَامِ وَعَزِيْزُوْنَ بِالْاِجْتِمَاعِ
فَكُنْ قُطْبًا وَاسْتَدِرِ الرَّحٰى بِالْعَرَبِ وَاَصْلِهِمْ دُوْنَكَ نَارَ الْحَرْبِ فَاِنَّكَ
اِنْ شَخَصْتَ مِنْ هٰذِهِ الْاَرْضِ انْتَقَضَتْ عَلَيْكَ الْعَرَبُ مِنْ اَطْرَافِهَا وَاَقْطَارِهَا
حَتّٰى يَكُوْنَ مَا تَدَعُ وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوْرَاتِ اَهَمَّ اِلَيْكَ مِمَّا بَيْنَ يَدَيْكَ اِنَّ
الْاَعَاجِمَ اِنْ يَّنْظُرُوْا اِلَيْكَ غَدًا يَقُوْلُوْا هٰذَا اَصْلُ الْعَرَبِ فَاِذَا اقْتَطَعْتُمُوْهُ
اسْتَرَحْتُمْ فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ اَشَدَّ لِكَلَبِهِمْ عَلَيْكَ وَطَمَعِهِمْ فِيْكَ فَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ
مِنْ مَسِيْرِ الْقَوْمِ اِلٰى قِتَالِ الْمُسْلِمِيْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ هُوَ اَكْرَهُ لِمَسِيْرِهِمْ
مِنْكَ وَهُوَ اَقْدَرُ عَلٰى تَغْيِيْرِ مَا يَكْرَهُ وَاَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدَدِهِمْ فَاِنَّا
لَمْ نَكُنْ نُقَاتِلُ فِيْمَا مَضٰى بِالْكَثْرَةِ اِنَّمَا نُقَاتِلُ بِالنَّصْرِ وَالْمَعُوْنَةِ۔

ترجمہ: جب حضرت عمرؓ نے غزوہ فارس میں بذات خود جانا چاہا اور امیر

علیہ السلام سے مشورہ لیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ دین اسلام کا غالب آنا اور مغلوب ہو جانا اور کچھ سپاہ کی کثرت و قلت پر موقوف نہیں ہے۔ یہ اسلام اس خدا کا دین ہے جس نے اس کو تمام ادیان و مذاہب پر غالب کیا ہے اور لشکر اسلام اس خدا کی فوج ہے جس نے اس کی ہر جگہ نصرت و تائید کی، اور اسے ایک بلند مرتبہ پر پہنچا دیا۔ ان کا آفتاب وہاں سے طلوع ہوا جہاں سے طلوع ہونا تھا۔ ہم لوگ اس وعدۂ خداوندی پر کامل یقین کے ساتھ راسخ القدم ہیں۔ جو اس نے غلبۂ اسلام کے بارے میں فرمایا۔ بیشک وہ اپنے وعدوں کا وفا کرنے والا ہے۔ وہ اپنی سپاہ کا مددگار ہے۔ دین اسلام کے پیشوا مختار کار (خلیفہ) کا مرتبہ رشتۂ مروارید کی مثل ہے۔ جو موتی کے دانوں کو ایک نظام میں منسلک رکھتا ہے۔ اگر رشتہ ٹوٹ جائے تو تمام دانے متفرق ہو کر بکھر جاتے ہیں۔ پھر اجتماع کامل مشکل ہے۔ آج کے روز اہل عرب اگرچہ قلیل ہیں۔ لیکن شوکتِ اسلام انھیں کثیر ظاہر کر رہی ہے۔ یہ اپنے اتفاق و اجتماع کی وجہ سے یقیناً دشمن پر غالب ہوں گے۔ تم ان کے لئے قطب آسیا ہو۔ اور آسیائے جنگ کو گروہ عرب کے ساتھ گردش دو۔ اور اپنے سوائے کسی دوسرے شخص کے ماتحت بنا کر آتش جنگ کو برافروختہ کرو۔ کیونکہ اگر تم مدینہ سے باہر چلے گئے۔ تو عرب کے تمام قبائل اطراف و اکناف سے یک لخت ٹوٹ پڑیں گے۔ اس وقت پیچھے رہنے والی مستورات کی حفاظت تم پر اس چیز سے زیادہ مقدم ہو جائے گی۔ جو تمہارے سامنے (جنگ) موجود ہے۔ دوم یہ کہ اہل ایران تجھے دیکھیں گے تو کہیں گے۔ بس یہی ان عربوں کا مدار ہے۔

اگر اس کا کام تمام کردو تو پھر تمہیں ہر طرح سے آرام ہے بیشک یہ اقوال تمہاری لڑائی پر اُنھیں حریص کر دیں گے۔ اور تمہاری گرفتاری کی از حد طمع کریں گے۔ اور یہ جو تم نے کہا ہے کہ ایرانی فوج مسلمانوں پر چڑھائی کر رہی ہے۔ سو پروردگار عالم اُن کی اس حرکت کو تم سے زیادہ مکروہ سمجھتا ہے۔ اور وہ بے شک جس امر سے کراہت رکھتا ہے اس کی تغییر پر پُورا پُورا قادر ہے۔ اور یہ بات کہ حملہ آور کی تعداد زیادہ ہے۔ سو یہ خیال کرو کہ ہم گروہ اصحابؓ نے عہد پیغمبر علیہ السلام میں کبھی دشمن کے ساتھ کثیر التعداد لشکر لے کر جنگ نہیں کی۔ بلکہ ہمیشہ خداوندِ عالم کی نصرت معونت ہمارے شامل حال رہی ہے۔ اور اب صرف اسی کی نصرت و امداد کے بھروسہ پر کفار سے قتل و قتال کرتے رہے ہیں۔ (نیرنگ فصاحت ص ۲۰۱-۲)

جناب امیر علیہ السلام کے اس فصیح و بلیغ خطبے میں (قیمتی مشورہ) آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ اور خلیفہ دوم حضرت عمرؓ باہم شیر و شکر تھے۔ دونوں ایک دوسرے پر مکمل اعتماد و بھروسہ تھا۔ اس میں بھی غزوہ روم کی طرح جب امیر المومنین فاروقِ اعظمؓ نے اسد اللہ الغالب سے مشورہ طلب کیا تو آپ نے کمال خیر خواہی سے ان کو یہی مشورہ دیا کہ آپ بذاتِ خود معرکہ کارزار میں تشریف نہ لے جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایرانی آپ کو لشکر اسلام کا اعظم سمجھ کر یکبارگی ٹوٹ پڑیں۔ آپ کو نقصان پہنچانے کی سعی کریں۔ اگر خدانخواستہ باہمی دشمنی ہوتی تو حضرت علیؓ کو خوب موقعہ ہاتھ آگیا تھا۔ یہی صلاح دیتے کہ تم خود لڑائی پر جاؤ۔ تاکہ تم وہاں مارے جاؤ۔ اور خلافت

کی گدی ہمارے لئے خالی ہو۔ آپ کا یہ فرمانا کہ مکان القیم بالامر مکان النظام من الخرز الخ صاحب اختیار خلیفہ کی مثال رشتۂ مروارید کی سی ہے۔ رشتہ ٹوٹ جائے تو موتی بھی کہیں کے کہیں بکھر جاتے ہیں، تو اس امر پر ناطق فیصلہ ہے۔ کہ حضرت علی المرتضیٰ حضرت عمرؓ کو برحق خلیفہ سمجھتے تھے۔ ورنہ یہ مثال کیوں دیتے۔ شیر خدا کی نگاہ میں فاروق اعظمؓ کی ذات باعثِ بقاء اسلام و اسلامیان تھی۔ اور آپ صدق دل سے آپ کی سلامتی جان کے متمنی تھے (۳) آپ نے حضرت عمر کو آسیائے اسلام کا قطب اور محور قرار دیا۔ اس سے زیادہ واضح دلیل اس امر کی کیا ہو سکتی ہے کہ آپ حضرت عمر کو سچا خلیفۂ رسول اور پیشوائے اسلام سمجھتے تھے۔ غرض اس خطبہ کا لفظ لفظ فاروق اعظمؓ کی تعریف سے پر ہے۔ پھر حضرات شیعہ کو شرم کرنی چاہیئے۔ کہ جس شخص کی تعریف حضرت علی المرتضیٰ فرمائیں۔ اس کو تم منافق کہو۔ شرم! شرم!! شرم!!!

۱۰۔ اصول کافی ص۲۹۶ میں ہے۔ عَنْ اَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَمَّا قَدِمَتْ بِنْتُ یَزْدَجِرْدَ عَلٰی عُمَرَ اَشْرَفَ لَهَا عَذَارَی الْمَدِیْنَةِ وَاَشْرَقَ الْمَسْجِدُ بِضَوْئِهَا لَمَّا دَخَلَتْهُ فَلَمَّا دَخَلَتْهُ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْهَا عُمَرُ غَطَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ اُفٍّ بِیْرُوْجِ بَادَا هُرْمُزْ فَقَالَ عُمَرُ اَتَشْتِمُنِیْ هٰذِهٖ وَهَمَّ بِهَا فَقَالَ لَهٗ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَیْسَ ذٰلِکَ لَکَ خَیِّرْهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاحْسِبْهَا بِفَیْئِهٖ وَخَیَّرَهَا فَجَاءَتْ حَتّٰی وَضَعَتْ یَدَهَا عَلٰی رَأْسِ الْحُسَیْنِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا اسْمُکِ فَقَالَتْ جِهَانْ شَاه فَقَالَ لَهَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ شَهْرَبَانُوْیَه ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَیْنِ یَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ لَیَلِدَنَّ لَکَ مِنْهَا خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ فَوَلَدَ عَلِیَّ ابْنَ حُسَیْنٍ۔

ترجمہ:۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب یزدگرد (شاہِ ایران) کی بیٹی (مالِ غنیمت) میں حضرت عمرؓ کے پاس آئی تو مدینہ کی کنواری لڑکیاں اس کو دیکھنے کے لئے آئیں۔ اور جب وہ مسجد میں داخل ہوئیں تو مسجد اس کی روشنی سے چمکنے لگی۔ حضرت عمرؓ نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا "افیروج باذاہرمز" حضرت عمرؓ نے کہا "کیا یہ مجھے گالی دیتی ہے؟" اور اس کو سزا دینے کا ارادہ کیا تو امیر المومنین علیہ السلام نے کہا کہ ایسا آپ کو نہ چاہیئے۔ آپ اس کو اختیار دیجئے کہ جس مسلمان کو چاہے پسند کرے۔ اور اس کو اس کے حصہ میں سمجھ لیجئے۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو اختیار دے دیا۔ اس نے جاکر حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر پر ہاتھ رکھ دیا۔ امیر المومنین نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟" اس نے کہا (جہان شاہ) امیر المومنین نے فرمایا۔ نہیں شہربانو حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ "اے ابو عبداللہ! اس سے تمہارا ایک فرزند پیدا ہوگا جو تمام روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہوگا۔ چنانچہ زین العابدین پیدا ہوئے"

اس حدیث سے حسب ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:۔

(۱) حضرت علیؓ اور امام حسینؓ حضرت عمرؓ کی بارگاہِ خلافت میں ہمیشہ باریاب رہتے تھے۔ اور مال غنیمت میں جو فتوحاتِ عمرؓ سے حاصل ہوتا تھا۔ وہ برابر حصہ لیتے تھے۔

(۲) حضرت عمرؓ کو حضرت علیؓ اور آپ کے شہزادہ امام حسینؓ سے اسقدر محبت تھی کہ آپ نے شاہی خاندان کی ایک پُر جمال خاتون (شہزادی شہربانو) حضرت امام حسین کو بخش دی جو تمام سادات کی جدّہ علیا ہے۔

(۳) جناب امیر علیہ السلام حضرت عمرؓ کی خلافت کو جائز خلافت اور آپ کو برحق خلیفہ سمجھتے تھے، اسی لئے یہ عطیہ قبول کیا۔ ورنہ ایک کافر یا منافق کی فتوحات کا مالِ غنیمت ایک مفتی متورع مسلمان کو اپنی ذات و اولاد کے لئے لینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

سادات پر حضرت عمرؓ کا بھاری احسان

شیعہ سادات اگر احسان فراموش نہ ہوں تو حضرت عمرؓ کے بارِ منت سے وہ قیامت تک سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اگر حضرت عمرؓ بکمال ایثار حضرت شہر بانو حضرت امام حسین کو نہ بخش دیتے۔ نہ زین العابدین کا وجود مسعود ظہور پذیر ہوتا۔ نہ اس کی پشت سے سادات پیدا ہوتے، یہ بھی معلوم ہو کہ معاذ اللہ اگر حضرت عمرؓ مسلمان نہ تھے تو ان کا بخشا ہوا مالِ غنیمت نہ حضرت علیؓ نہ حضرت امام حسینؓ کو لینا حلال ہوتا۔ تو پھر حضرت شہر بانو کا بھی جائز نکاح نہ ہو سکتا تھا، اس لئے اس امر کے کہ جواب وہ شیعہ سادات ہیں۔ کہ جب معاذ اللہ تزویج ہی صحیح نہیں تو اولاد کیسے رشید ہو سکتی ہے

بھائیو سوچو!! اور غور کرو۔

ایک اور بات

قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضرت شہر بانو شہزادی کی بخشش بجائے خود بھی ایک بڑی ایثار کی بات تھی۔ کہ اپنی اولاد پر حضرت امام حسینؓ کو ترجیح

دے کر شہزادی شہر بانو ان کو نکاح کر دی گئی۔ وگرنہ اگر ان کی دلی منشاء نہ ہوتی تو شہزادی کا امام حسینؓ کو پسند کرنا یا امیر علیہ السلام کی سفارش کا کیا اثر ہو سکتا تھا، شیعہ کہتے ہیں کہ شیخین نے باوجود مشکل کشا اور خاتون کی منت خوشامد کے باغِ فدک ان کو نہ دیا تو شہر بانو کا گرانقدر عطیہ کیسے مل سکتا تھا۔ علاوہ ازیں شہزادی جس وقت قید ہو کر آئیں تو وہ بیش قیمت شاہانہ پوشاک اور گراں بہا زیورات پہنے ہوئے تھیں۔ ان کے زیورات میں اسقدر جواہرات جڑے ہوئے تھے کہ جن کی قیمت سے فدک جیسے کئی باغ خریدے جا سکتے تھے۔ جو شہر بانو مع لباسِ فاخرہ زرنگار و زیورات و جواہرات حضرت امام حسینؓ کے حوالے کر دی گئیں۔ اگر حضرت عمرؓ کو بزعم شیعہ اہلبیت سے عداوت ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتے۔ غرض حضرت شہر بانو کا عطیہ تمام بیجا مطاعن شیعہ کا ایسا مکمل جواب ہے۔ جس کا کوئی جواب الجواب نہیں ہو سکتا۔ شیعہ سخت احسان فراموش اور ناشکر گذار ہیں۔ کہ باوجود اسقدر احسانات کے پھر ان کی شکایت کرتے ہیں۔

(۱) حیات القلوب جلد ۲ صد ۲۰۳ میں ہے :۔

"خاصہ و عامہ روایت کردہ اند کہ در جنگِ احزاب آنحضرت کندن را درمیان صحابہ بہ قسمت فرمودہ کہ ہر چہل ذراع را دہ نفر حفر نمایند پس در حصہ سلمانؓ و حذیفہؓ زمین سنگے رسید کہ کلنگ دراں اثر نمی کرد و چوں سلمانؓ بخدمت آنحضرت عرض کرد از مسجد احزاب زیر آمد و کلنگ را از ایشاں گرفت و سہ مرتبہ برقے ساطع می شد کہ جہاں روشن می شد

و اللہ اکبر می گفت و صحابہ اللہ اکبر می گفتند پس فرمود کہ برق اوّل قصر یمن را دیدم و خدا آں را بمن داد۔ دوم قصر ہائے شام را دیدم و ملک پادشاہانِ عجم بمن داد و پس خدا فرمود:۔ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ؎

ترجمہ:۔ خاص و عام نے روایت کیا ہے کہ جنگِ احزاب میں حضور علیہ السلام نے خندق کی کھدائی کا کام صحابہ کرام میں اس طرح تقسیم کیا کہ دس دس اشخاص چالیس چالیس گز کی کھدائی کریں، جو زمین حضرت سلمانؓ اور حذیفہؓ کے درمیان تقسیم تھی۔ اس میں ایک پتھر آ گیا۔ انھوں نے حضرت علیہ الصلوٰۃ و السلام کی خدمت میں عرض کیا، تو حضور مسجد احزاب سے اُتر آئے۔ اور ان سے ہتھیار لے کر تین دفعہ پتھر پہ رسید کیا۔ ہر مرتبہ پتھر کا تیسرا حصّہ اُڑ گیا۔ اور ہر دفعہ کی ضرب سے پتھر سے روشنی نکلی۔ جس سے جہان روشن ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے نعرہ تکبیر بلند کیا، صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔ حضور نے فرمایا کہ پہلی روشنی میں میں نے یمن کے محلات دیکھ لئے۔ کہ خدا نے وہ ملک بھی خدا نے مجھے عطا فرمایا۔ تیسرے میں مدائن کے چوبارے دکھائی دیئے، اور خدا نے بادشاہانِ عجم کی سلطنت مجھے بخش دی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خدا اس دین کو غالب کرے گا، خواہ کفار بُرا منائیں؛

یہی واقعہ فروع کافی جلد دوم صہ ۱۰۲ میں بروایت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام درج ہے۔ اور صاحب حملہ حیدری نے بھی اس کو نظم میں لکھا ہے۔

نظمِ فارسی

بداں فاقہ وضعف سالارِ دیں　　شنید تیشہ از دستِ انصارِ دیں
چو بروا نشست فولاد خارا شگاف　　درآمد بزہ بہار ازاں کوہ قاف
بنامِ خدائی جہاں آفریں　　بزد تیشہ را سیّد المرسلیں
کہ یک گوشۂ سنگ ازہم شکست　　دراں وقت برقی ازاں سنگ جست
کہ روشن شد آں دشت صحرا تمام　　برآورد تکبیر خیر الانام
بضرب دوم ضلع دیگر شکست　　بداں گونہ برقی ازاں باز جست
بفرمود تکبیر بار دوم　　بزد پس براں سنگ ضرب سوم
دریں بار ہم جست برقی چناں　　نبی شد بہ تکبیر رطب اللساں
شد ایں بار آں سنگ زیر و زبر　　نماند احتیاج بضربِ دگر
درآں دم بدو گفت سلمان چنیں　　کہ اے خاک راہت سپہرِ بریں
چہ بد ایں و باشد چہ تعبیرِ آں　　بہ تکبیر چوں برکشودی زباں
بپاسخ چنیں گفت خیر البشر　　کہ چوں جست برقی نخست از حجر
نمودند ایوانِ کسری بمن　　دوم قصرِ روم و سوم از یمن
سبب را چنیں گفت روح الامیں　　کہ بعد از من اعوان و انصارِ دیں
بریں مملکت ہا مسلّط شوند　　بہ آئینِ من اہلِ آں بگروند
بدیں مژدہ شکر و لطفِ خدا　　ہمہ بار تکبیر کردم ادا

شنید ند آں مژدہ چو مومناں
کشید ند تکبیر شادی کناں

ترجمہ :۔ باوجود گرسنگی اور نحافت بدن کے حضور علیہ السلام نے جب خدا کا نام لے کر پتھر پر تیشہ کی ضرب ماری تو پہاڑ بھی لرز گئے۔ پہلی ضرب سے کچھ حصہ ٹوٹ پڑا۔ اور ایسی روشنی نکلی کہ تمام بیاباں بقعہ نور ہو گیا۔ تب حضور علیہ السلام نے تکبیر پڑھی۔ اور دوسری ضرب سے پتھر کا اور ٹکڑا اُڑا اور ویسے ہی روشنی ہوئی۔ اور پھر تکبیر فرمائی۔ تیسری دفعہ بھی یہی کیفیت ہوئی۔ تو حضرت سلمانؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ حضور! یہ کیا ماجرا تھا، اور حضور نے کیوں تکبیر فرمائی؟ حضور علیہ السلام نے جواب دیا کہ جب پہلی ضرب سے پتھر سے شعلہ نور اُٹھا تو ایوان کسریٰ مجھے دکھائے گئے۔ دوسری ضرب سے محلات روم۔ تیسری میں یمن نمودار ہوئے۔ اس کا سبب جبرائیل نے یہ بتایا کہ میرے تابعداران جو اس دین کے اعوان و انصار ہوں گے۔ ان ممالک کو فتح کریں گے۔ اور میری طرح ان میں حکمرانی کریں گے۔ اس بشارت پر میں نے ہر دفعہ شکریہ کے طور پر تکبیر پڑھی۔ پس مسلمانوں نے جب بشارت سنی۔ سب نے غلغلہ تکبیر بلند کیا۔

اب ہم شیعہ حضرات سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی کب کس کے عہد میں پوری ہوئی۔ یہ بات مسلّم ہے کہ روم۔ یمن مدائن حضرت عمرؓ کے عہد میں فتح ہوئے۔ قیصر و کسریٰ کے تخت آپ ہی نے اُلٹ دیئے۔ اور ایوان کسریٰ میں جہاں تخت نوشیروان بچھا تھا مسلمانوں

نے اذان دے کر نماز جمعہ ادا کی۔ پھر اگر معاذ اللہ حسب زعم شیعہ حضرت عمرؓ منافق یا کافر تھے تو حضور علیہ السلام نے اُن کے فتوحات کی خوشی کیوں کی؟ ان کو دین حق کا اعوان و انصار کیوں فرمایا؟ اور ان کی فتوحات کو اپنی طرف منسوب کیوں کیا؟ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کو جناب رسول اللہ علیہ وسلم اپنا جائز جانشین تصور فرماتے تھے۔ تب ہی تو اُن کی فتح کو اپنی فتح فرمایا۔ اور دین متین کے سچے مددگار انصار کا لقب عطا فرمایا کہ ؂

بریں مملکت ہا مسلّط شوند — بہ آئین من اہل آں بگروند

یعنی دین حق کے پاسبان و اعوان میرے جانشین ان ممالک پر مسلّط ہوں گے۔ اور میری طرح حکمرانی کریں گے۔ اُن کی فتح میری فتح ہوگی۔ کیا شیعہ صاحبان میں کوئی صاحب بصیرت ہے۔ جو اپنی کتابوں میں شہادت دیکھ کر خیال کرے کہ جن پاک ہستیوں کی تم شکایت کرتے ہو، رسول پاک کے دین کی انھوں نے کیسی مدد کی۔ اور کیسے کیسے جبروت سلاطین کو حلقہ بگوش اسلام بنایا اور دنیا کی آبادی میں ظلمت کفر کو مٹا کر انھوں نے نور اسلام پھیلایا۔ مولانا شبلی نے الفاروق حصہ دوم میں یورپین مؤرخین کی رائے کے موافق فتوحات فاروقی کی وسعت اور اس کے حدود اربعہ کی یوں تشریح کی ہے کہ :۔

"حضرت عمرؓ کے مقبوضہ ممالک کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ مربع میل یعنی مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶، مشرق کی جانب ۱۰۲۷، جنوب کی جانب ۴۸۳ میل تھا۔ مغرب کی جانب چونکہ صرف جدہ تک حد حکومت تھی۔ اس لئے

وہ قابلِ ذکر نہیں۔

اس میں شام۔ مصر، عراق، جزیرہ خوزستان، عراق عجم، آذربائیجان۔ فارس۔ کرمان۔ خراسان اور مکران، جس میں بلوچستان کا کچھ حصہ آجاتا ہے۔ شامل تھا۔ یہ تمام فتوحات خاص حضرت عمرؓ کی فتوحات ہیں۔ اور اس کی تمام مدت دس برس سے کچھ ہی زیادہ ہے۔"

سچ تو یہ ہے کہ دنیائے اسلام حضرت عمر کی ذاتِ اقدس پر جس قدر فخر کرے بجا ہے۔ آپ نے اپنے عہد خلافت میں ایسی مشکلات کو حل کیا کہ جو انسانی طاقت سے بالاتر ہے۔ ایک ہزار چھتیس بلاد و امصار بڑے بڑے شہر، جس میں کفار کی حکومت اور بتوں کی خدائی مانی جاتی تھی، فتح کر کے ان کو دارالاسلام بنایا اور باشندگان کو کلمۂ توحید پڑھایا۔ چار ہزار جامع مسجد تعمیر کیں۔ ہزاروں بت خانے گرائے۔ اور آتشکدے سرد کئے۔ حق یہ ہے کہ آنجناب کی کوشش اور علوِ ہمت نے مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک آفتاب عالمتاب کی طرح نورِ ایمان پھیلایا اور صحرائے ضلالت میں مشعلِ ہدایت جلا کر تاریکیٔ کفر مٹادیا۔ آپ کی صولتِ فاروقی نے لشکرِ قیصر و کسریٰ کو ہزیمت دی۔ اور عجم و عراق سے بے شمار مالِ غنیمت حاصل کیا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

کی ہے خلافت آپ نے کس دھوم دھام سے
ایران سے خراج لیا اور شام سے
شوکت بھی فخر کرتی ہے حضرت کے نام سے
گر شبہ ہے تو پوچھ لو ہر خاص و عام سے
طہران اور عراق میں سکہ بٹھا دیا
گبروں کا نام ملکِ عجم سے مٹا دیا

حیات القلوب جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۴۵ میں ہے ہ

ابن شہر آشوب وغیرہ روایت کردہ اند کہ روزے آنحضرت نظر کرد لبسوئے زرا عمائے سراقہ بن مالک کہ باریک در مولود پس فرمود چگونہ خواہد بود حال تو کہ دست رنجہائے بادشاہ عجم را در دست خود کردہ باشی پس چوں در زمان عمرؓ فتح مدائن کردند۔ عمرؓ او را طلبید و دست رنجہائے بادشاہ عجم را در دست اُو کرد۔

ترجمہ :۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی کہ ایک روز آنحضرت نے سراقہ بن مالک کے بازوؤں کو دیکھا جو بہت پتلے اور بالوں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور فرمایا کہ سراقہ! تمہاری اس روز کیا حالت ہو گی جب شاہِ عجم کے کنگن تمہارے ہاتھ میں ہوں گے؟ پھر جب حضرت عمرؓ کے زمانہ میں مدائن فتح ہوا تو آپ نے سراقہ کو طلب کیا۔ اور شاہِ عجم کے کنگن اس کے ہاتھ میں پہنا دیئے۔

اس روایت کو بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کو جن کو قیامت تک کے واقعات کا علم غیب حق تعالیٰ نے بخشا تھا۔ اپنے جلیل القدر صحابی حضرت عمرؓ کی فتوحات کو دیکھ دیکھ کر ایسی خوشی ہوتی تھی کہ مسلمانوں کو نئے نئے طریق سے بشارت سنا کر حضرت عمرؓ کی جلالت قدر اور عظمت پر متنبہ فرماتے تھے۔ بھلا اگر حضرت عمرؓ بقولِ شیعہ معاذاللہ حضرت رسولِ پاک کی نظر میں کافر و منافق ہوتے تو ان کا جہاد ناجائز ہوتا اور اس جہاد کا مالِ غنیمت مال مغصوب اور حرام ہوتا تو کیا رسولِ خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے سراقہ کو مال حرام اور مغضوب) کے حاصل ہونے کی بشارت دی تھی۔ اس سے تو پرہیز کرنے کا حکم دینا چاہیئے تھا۔

یہ امر مسلم الطرفین ہے کہ حضرت عمرؓ کی دختر نیک اختر حضرت حفصہ کو حضور علیہ السلام کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔ اور آپ رسولِ پاک کے خسر تھے۔ تو معاذ اللہ آپ منافق و کافر ہوتے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر سے شادی کرنے کے مجاز نہ ہوتے۔ جب آپ کو صریح حکم تھا لَا تَنکِحُوا المُشرِکَاتِ (مشرک عورتوں سے نکاح مت کرو۔) لامحالہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ حضرت عمرؓ صاحبِ فضیلت و شریعت تھے۔ تب ہی تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے رشتۂ قرابت اختیار فرمایا! بھائیو انصاف کرو۔ خسر بمنزلہ والد واجب التعظیم ہوتا ہے۔ پھر جو لوگ حضرت عمرؓ کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ وہ گویا رسولِ پاکؐ کے باپ کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ پھر ایسے لوگوں کا قیامت میں کیا حال ہوگا؟ اور رسول کے اصحاب آپ کے اعزہ و اقارب کی گستاخی کر کے وہ اپنے آقا سے نامدار کو کیا منہ دکھائیں گے؟

نظم اردو

کیا ہو گیا ہے خبط یہ شیعہ کرام کو
کرتے ہیں سب و شتم صحابہ عظام کو
دیتے مغلظات ہیں منبر پہ بیٹھ کر
ازواجِ پاک سید بیت الحرام کو
حضرت کے دوستداروں کو دیکر یہ گالیاں
دیتے ہیں دکھ رسول علیہ السلام کو

روزہ نماز کا نہ لیا عمر بھر میں نام | استنجا بھی کیا نہیں سالِ تمام کو
ناپاک منہ سے لیں گے یہ نام حسین کو | ہو گی بہت خوشی ہی آئمہ عظام کو
زندہ شہید ہوتے ہیں قرآں ہے گواہ | تم پیٹتے ہو مردہ سمجھ کر امام کو
ہے پیٹنا حرام یہ صادق نے کہہ دیا | تم بندگی سمجھتے ہو فعلِ حرام کو
قولِ خدا و قولِ پیغمبر سے ہے ابا | اور خود ہی گھڑ رکھا ہے خیالاتِ خام کو

ہیں دشمنانِ دین نہ مومن ہیں یہ دبیرؔ
بس دے رہے ہیں دھوکا یہ مل کر عوام کو

حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۴۱۹ میں ہے :۔

وبروایتِ دیگر مشت خاکے از برائے آنحضرتؐ فرستاد۔ حضرت فرمود کہ اُمت من بزودی مالک زمین او خواہد شد۔ چنانچہ خاک از برائے من فرستاد۔

ترجمہ :۔ دوسری روایت میں ہے کہ کسریٰ (شاہ ایران) نے رسول کے پاس مشتِ خاک بھیجی حضور نے فرمایا کہ عنقریب میری اُمت اس زمین کی مالک ہوگی۔ جیسا کہ خاک اس نے میرے لئے بھیجی۔

اب یہ مسلّم ہے کہ یہ پیشین گوئی بھی حضرت عمرؓ کے عہدِ فرخ میں پوری ہے۔ چنانچہ ملکِ ایران کو آپ نے ہی فتح کیا۔ اگر معاذ اللہ حضرت عمرؓ منافق و کافر تھے تو حضرت کا یہ فرمانا کہ میری اُمت سرزمینِ ایران کی مالک ہوگی۔ کیسے درست ہو سکتا ہے۔ کیا اُمتِ رسول میں کافر و منافق شمار ہو سکتے ہیں؟ اور نبی علیہ السلام اُن کی فتح کو اپنی اُمت کی فتح قرار دے سکتے ہیں؟

حضرت عمرؓ داماد علیؓ تھے۔

ایک روشن دلیل اس امر کی کہ حضرت عمرؓ سے حضرت علیؓ المرتضیٰ کو کمال محبت و پیار تھا اور ان کے نزدیک ان کی شرافت و نجابت مسلّم تھی، یہ ہے کہ جناب امیر علیہ السلام نے اپنی دختر بلند اختر" حضرت ام کلثوم کا رشتہ حضرت عمرؓ کو دے کر نکاح کر دیا۔ اگر معاذ اللہ وہ منافق تھے تو جناب امیر علیہ السلام نے سیدہ ام کلثوم کا کیوں ایک کافر و منافق سے نکاح کر دیا؟ شیعہ اس امر سے تو انکار نہیں کر سکتے کہ حضرت امِ کلثوم بنت علیؓ حضرت عمرؓ کی تزویج میں آئیں لیکن اس بارہ میں ان کو سخت اضطراب لاحق ہوا۔ اور اس طرح کی تاویلات رکیکہ سے کام لینے لگے۔

ایک روایت یہ وضع کی گئی کہ حضرت اُمِ کلثوم جبراً چھین لی گئی۔ جیسا کہ فروع کافی جلد ۲ صا۱۴۱ باب تزویج امِ کلثوم میں ہے:۔

عن زرارة عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی تزویج اُمِ کلثوم فقال انّ ذالک اوّل فرج غصبناہ۔ ترجمہ:۔ زرارہ نے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق سے دربارہ نکاح ام کلثوم دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ پہلی شرم گاہ جو ہم سے چھین لی گئی۔

دوسری روایت میں اسی کتاب کے صفحہ مذکورہ میں یوں ہے:۔

عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المومنین انہا صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ مالی ابی باس قال فما ذاک قال خطبت الی ابن اخیک فردنی اما واللہ لاعیدن زمزم ولا ادع

ثم مکرمة الا هددمتها ولا قیمن علیه شاهدین بانه سرق ولا قطعن یدیه فاتاه العباس فاخبره وسأله ان یجعل الامر الیه فجعله الیه۔

ترجمہ:- ہشام بن سالم نے امام صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیر سے ام کلثوم کا ناطہ طلب کیا گیا تو آپ نے کہا کہ وہ چھوٹی لڑکی ہے۔ پھر وہ عباس کو ملے اور کہا۔ کیا مجھ میں کوئی نقص ہے؟ عباس نے کہا۔ کیا بات ہے؟ عمرؓ نے کہا۔ میں نے ناطہ تمہارے بھتیجے علیؓ سے مانگا ہے۔ اس نے انکار کر دیا۔ میں زم زم کو لوٹاؤں گا، اور تمہارے جملہ اعزازات کو مٹا دوں گا۔ اور علیؓ پر دو گواہ سرقہ کرنے کے گزار کر اس کے ہاتھ کاٹ دوں گا۔ حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہا اس ناطہ کا مجھے وکیل بنا دو۔ حضرت علیؓ نے ان کو اجازت دے دی۔ اور نکاح ہو گیا۔“

ان روایات میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ حضرت امّ کلثوم کا نکاح حضرت عمرؓ سے ہوا۔ لیکن پہلی روایت میں نہایت مکروہ لفظ (فرج) استعمال کر کے کہا گیا ہے کہ ام کلثوم ہم سے جبراً چھین لی گئی تھی۔ دوسری روایت میں بتایا گیا ہے کہ حضرت علیؓ ناطہ دینے پر اس لئے مجبور ہو گئے کہ ان کو دھمکی دی گئی کہ تمہارے اعزاز چھین لئے جائیں گے۔ بلکہ تمہیں سرقہ کا اتہام لگا کر قطع ید کی سزا دی جائے گی۔ سو اہل بصیرت سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کبھی ہو سکتا ہے؟ کہ شجاعت مآب فاتح خیبر حیدر کرار سے اُن کی صغیرۃ السن لڑکی چھین لی جائے۔ یا اُن کو ڈرا دھمکا کر ناطہ دینے پر مجبور

کر لیا جائے۔ ایسا تو کوئی کم حیثیت کمین شخص جولاہا، بھنگی بھی نہیں کرے گا کہ جیتے جی ڈر کر اپنی کمسن لڑکی دوسرے کے حوالے کر دے۔ یا بخوف سزا بدنی ایک غیر مستحق شخص کو بلا رضامندی خود لڑکی دے دے۔ ایسے موقعہ پر انسان سزا بدنی تو کیا جان دینا گوارا کر لیتا ہے۔ لیکن یہ ذلت کبھی گوارا نہیں کرتا کہ کوئی غیر شخص اس کی دو بیٹی ہ کمسن لڑکی جبراً چھین لے۔ ہر ایک دانشمند شخص قیاس کر سکتا ہے۔ کہ کوئی باعزت بہادر شخص اس قسم کی ذلت کبھی قبول کر سکتا ہے؟ کلا وحاشا۔ یہ تمام باتیں یار لوگوں کی من گھڑت ہیں۔ اس کے متعلق مزید تحقیق وتفصیل فقیر کے رسالہ "قطف الثمر فی نکاح ام کلثوم بعمر" میں دیکھئے۔

حوالہ ۲۔ فالصدیق ہو فوق الصحابۃ بسبب سبق الاسلام الا تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ذھب بہ لیلۃ الغار ولما علم انہ یکون الخلیفۃ فی امتہ ص ۲۵۔ اس عبارت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) فالصدیق ہو فوق الصحا بہ بسبب الاسلام۔ یعنی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ اس لئے کہ آپ نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے پہلے اسلام قبول کیا۔

(۲) الا تعلمون ان الرسول اللہ صلی اللہ ... ثم انما ذھب بہ لیلۃ الغار۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں غار میں ساتھ لے گئے۔

(۳) لما علم انہ یکون الخلیفۃ فی امتہ۔ آپ کو معلوم تھا کہ آپ کے بعد وہی خلیفہ بلا فصل ہوں گے۔

یہ وہ اوصاف ہیں جنہیں شیعوں کو انکار کی گنجائش نہیں۔ لیکن بیڑا غرق ہو تعصب کا کہ وہ حق بینی سے اندھا کر دیتا ہے۔ اور یہی جاہلوں اور دورِ حاضرہ کے متعصب اور غالیوں کا عقیدہ ہے۔ ورنہ اکابر شیعہ اور ائمہ حضرات ان کی بزرگی کے قائل ہیں۔ چند دیگر حوالہ جات لیجیے۔

(۱) سیدنا علی نے ایک گشتی حکم جاری فرمایا!

لا یفضلنی احد علی ابی بکر و عمر الا جلدتہ حد المفتری (استیعاب)

ترجمہ:۔ جو مجھے ابوبکر اور عمر پر فضیلت دے گا میں اسے مفتری کی حد ماروں گا۔

(۲) حضرت امام باقر کا فیصلہ!

حضرت امام باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل عمر و لکن ابا بکر افضل منہ۔ میں ابوبکر و عمر کے فضائل کا منکر نہیں ہوں۔ لیکن ابوبکر عمر سے افضل ہیں۔

(احتجاج طبرسی صفحہ ۲۰۴)

خدا کے لئے غور کیجیے۔ امام جعفر صادق و امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیصلے کے بعد بھی جناب ابوبکر و عمر کے کامل الایمان ہونے اور ان کے سب سے افضل ہونے کا انکار کیا جا سکتا ہے؟

(۳) شیر خدا علی مرتضیٰ کا فیصلہ! اب ان کے بعد آخری اور قطعی

فیصلہ حضرت شیر خدا علی مرتضیٰ کا سنیئے۔ امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خط امیر معاویہ کو حسب ذیل عبارت کا لکھا۔ اس خط کو تمام شارحین نہج البلاغۃ نے نقل کیا ہے۔ ہم اس کو علامہ ابن میثم بحرانی کی شرح نہج البلاغۃ" مطبوعہ تہران جز ۳۱ سے نقل کرتے ہیں۔

وکان افضلھم فی الاسلام کما زعمت وانصحھم للہ و لرسولہ الخلیفۃ الصدیق وخلیفۃ الخلیفۃ الفاروق ولعمری ان مکانھما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بھما لجرح فی الاسلام شدید رحمھما اللہ وجزاھما باحسن ما عملا۔ اور اسلام میں سب سے افضل اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ اخلاص رکھنے میں سب سے بڑھ کر جیسا کہ تم نے بیان کیا خلیفہ صدیق تھے اور خلیفہ کے خلیفہ فاروق اور قسم مجھے اپنی جان کی کہ بہ تحقیق ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے اور ان کو ان کے اچھے کاموں کا بدلہ دے۔"

غور کیجئے کہ حضرت شیر خدا کے اس فیصلہ کے بعد بھی کیا کسی کو حضرت صدیق اکبر کی خلافت اور ان کے کامل الایمان ہونے اور افضل و اکمل ہونے میں کچھ شک رہ سکتا ہے؛

(۴) صدیق اکبر اور حیدر کرار کے درمیان محبت کا ایک نمونہ۔

سیدۃ النساء سے حضرت علی کا نکاح صدیق اکبر کی ترغیب سے ہوا!

ایک دن ابوبکر و عمر و سعد بن معاذ مسجد رسول میں بیٹھے آپس میں مذاکرت جناب

فاطمہ کا ذکر کر رہے تھے۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اشرف قریش نے فاطمہ کی خواستگاری حضرت
سے کی۔ اور حضرت نے اُن کو جواب دیا کہ اُن کا اختیار پروردگار کو ہے۔
اور حضرت علی بن ابی طالب نے اس بارے میں حضرت سے کچھ نہیں
کہا۔ اور نہ کسی نے اُن کی طرف سے کہا۔ اور ہمیں گمان یہی ہے کہ سوائے
تنگ دستی کے اور کچھ مانع نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ وہ یہ
ہے کہ خدا اور رسولِ خدا نے فاطمہؑ کو لیے شک علی کے لئے رکھا ہے۔
پس ابوبکر نے عمر اور سعد بن معاذ سے کہا۔ اُٹھو علی کے پاس چلیں اور
ان سے کہیں کہ فاطمہؑ کی خواستگاری کرو۔ اگر تنگ دستی انھیں مانع ہے تو ہم
اس بات میں ان کی مدد کریں گے۔

سعد بن معاذ نے کہا۔ بہت درست ہے۔

یہ کہہ کر اُٹھے اور جناب امیر کے گھر گئے۔ جب جناب امیر اُن کی خدمت
میں پہنچے۔ حضرت نے فرمایا کس لئے آئے ہو؟

ابوبکرؓ نے کہا۔ اے ابوالحسن کوئی فضیلت فضیلت ہائے دنیا سے نہیں
ہے۔ مگر یہ کہ تم اور لوگوں پر اس فضیلت میں سابق ہو۔ تمہارے اور حضرت
رسول کے درمیان جو رابطہ بسبب یگانگی اور مصاحبت دائمی و نصرت یاری
اور روابط معنوی ہیں وہ معلوم ہیں۔ جمیع قریش نے فاطمہ کی خواستگاری کی مگر
حضرت نے قبول نہ کی۔ اور جواب دیا کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے۔ پس
تم کو کیا چیز فاطمہ کی خواستگاری سے مانع ہے۔ ہم کو گمان یہ ہے کہ خدا
و رسول نے فاطمہ کو تمہارے واسطے رکھا ہے۔ باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے

امیر نے ابوبکر سے یہ سُنا اور آنسو چشم ہائے مبارک سے جاری ہوئے۔ اور فرمایا۔ میرا غم اور اندوہ تم نے تازہ کیا۔ اور جو آرزو میرے دل میں پنہاں تھی اس کو تم نے تازہ کیا۔ کون ایسا ہوگا جو فاطمہ کی خواستگاری نہ چاہتا ہو۔ لیکن مجھے بہ سبب تنگ دستی اس امر کے اظہار سے شرم آتی ہے۔ پس ان لوگوں نے جس طرح سے ہُوا جنابِ امیر کو راضی کیا کہ جنابِ رسولِ خدا کے پاس جا کر حضرت فاطمہ کی خواستگاری کریں۔

(جلاء العیون اردو جلد اوّل صـ۱۱۵)

۵۔ حضرت سیدۃ النساء کا جہیز خریدنے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر کو منتخب کیا!

جنابِ امیر نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ نے مجھے ارشاد کیا۔ یا علی اٹھو۔ اور اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ پس میں گیا اور زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا اور روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے۔ حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا کہ کتنے روپے ہیں اور میں نے کچھ نہ کہا پس ان میں سے ایک مٹھی روپیہ لیا۔ اور بلال کو بلا کر دیا اور فرمایا کہ فاطمہ کے لئے عطر اور خوشبو لے آ۔

پس ان درہم میں سے دو مٹھیاں لے کر ابوبکر کو دیں اور فرمایا کہ بازار میں جا اور کپڑا وغیرہ جو کچھ اثاث البیت کا درکار ہے لے آ۔ پس عمار بن یاسر اور ایک جماعت صحابہ کو حضرت ابُوبکر کے پیچھے بھیجا۔ اور سب

بازار میں پہنچے۔ پس ان میں ہر ایک شخص جو چیز لیتا تھا، ابوبکر کے مشورے سے خرید کرتا اور دکھا لیتا تھا۔

پس۔ ایک پیراہن سات درہم کو اور ایک مقنعہ چار درہم کو اور ایک چادر سیاہ خیبری و کرسی کہ دونوں پاٹ اس کے لیف خرما سے جڑے تھے۔ اور دو توشک جامہ ہائے مصری کی ایک کو لیف خرما سے اور دوسرے کو پشم گوسفند سے بھرا تھا۔

(۶) صدیق اکبر عامل بالسنت تھے۔ خلافت کی خوبیوں سے بہرہ ور تھے۔ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقت افروز اعلان

لِلّٰہِ بلادُ فلانٍ لقد قوّمَ الاودَ وداوی واقام السنۃ وَخلّفَ الفتنۃ۔

ذھبَ نقیّ الثوب وقلیل العیب اصاب خیرھا وسبق شرّھا۔

(نہج البلاغہ شرح ابن ہیثم ص۲۰۳)

ترجمہ:۔ اللہ کے لئے تھی خلاونت فلاں شخص (صدیق اکبر کی) نے نسک اس کے کجی کو سیدھا کیا اور بیماروں کا علاج کیا۔ اور سنت کو قائم کیا اور فتنوں کو پیچھے کر دیا۔ خود دنیا سے پاک دامن و کم عیب رخصت ہوا۔ اور خلافت کی خوبیوں سے بہرہ ور ہوا۔ اور اس کی برائیوں سے پہلے چلا گیا۔"

(۷) جب حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ نے وفات پائی تو قبر کھدوانے کے لئے رسول کریم نے حضرت عمر کو بلایا۔

فلما ماتت دعا اسامۃ و عمر فحفرا لہما قبرھا!

(مراۃ العقول جلد اوّل مطبوعہ نجف اشرف شرح اصول کافی)

ترجمہ:- پس جب فاطمہ بنت اسد حضرت علی مرتضیٰ کی والدہ فوت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ اور حضرت عمرؓ کو بلایا۔ پس انھوں نے ان کی قبر کھودی"

(۸) حضرت اسماء بنت عمیس صدیق اکبر کی زوجہ حضرت علی کے بھائی حضرت جعفر طیار کی بیوہ تھی!

حضرت صدیق اکبر کے مرنے کے بعد حضرت اسماء سے حضرت علی نے نکاح کیا۔ (مطلع بین الفریقین)

(۹) سیدنا صدیق اکبر بیمار ہوئے تو سیدنا حضرت علی مرتضیٰ نے ان کی تیمارداری کی!

امام جعفر صادق سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے والد بزرگوار فرماتے تھے کہ آیت و نزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا۔ شیخین (صدیق اکبر اور فاروق اعظم) اور علی ابن طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا کہ وہ کینہ کیا تھا جس کو حق تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں سے نکال دیا۔ فرمایا کہ کینہ جاہلیت جو اولاد تیم و عدی و ہاشم میں تھا۔ وہ اسلام و ایمان کے بعد محبت و الفت کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ حتیٰ کہ جب ابو بکر

صدیق درد خاصرہ میں مبتلا ہوئے تو حضرت علی نے بہ نفس نفیس بڑے اہتمام سے آپ کا معالجہ کیا۔ (منتہی الکلام ص ۲۸۸ مصنفہ مولوی حیدر علی)

(۱۰) جو صدیق کو صدیق نہ سمجھے گا وہ جھوٹا ہے۔ حضرت زین العابدین کا ارشاد گرامی!

جناب امام جعفر صادق امام محمد باقر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب زین العابدین کے پاس آکر عرض کیا کہ مجھے ابوبکر کے کچھ حالات سنایئے۔ آپ نے فرمایا تم ابوبکر صدیق کے حالات پوچھتے ہو سائل نے عرض کیا کہ آپ ان کو صدیق کے لقب سے یاد فرماتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ تیری ماں تجھ پر روئے۔ ان کو تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مہاجرین و انصار اسی معزز لقب (صدیق) سے یاد فرماتے تھے۔ اور جو شخص ان کو صدیق نہ کہے گا حق تعالیٰ اس کی دارین میں تصدیق نہیں کریں گے۔ جاؤ اور شیخین کے دوست ہو جاؤ۔"
(منتہی الکلام ص ۲۸۳۔ بحوالہ النجم ۱۲ ۵ سنہ ۱۳۵۱ھ)

(۱۱) جو حضرت علی مرتضیٰ کو شیخین سے افضل سمجھے گا، وہ بمطابق فرمانِ علی مفتری ہے!

حضرت امیر علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ابنِ سبا اور اس کی ذریت حضرات شیخین کی برائی میں منہمک ہے۔ تو آپ نے اسی وقت مسجد میں جاکر ایک

خطبہ شیخین کے فضائل میں پڑھا اور جناب صدیق اکبر کی امامت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو امامت کے لئے منتخب فرمایا۔ اور فرمایا کہ یاد رکھو جس شخص کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اس نے مجھ کو شیخین سے افضل کہا ہے۔ اس کو حد افترا کی سزا دوں گا۔ چہ جائیکہ کوئی شخص ان کو برا کہے۔ (ایضاً ص ۴۸۹)

(۱۲) حضرت علی صدیق اکبر کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے۔

ثم قام و تھیأ للصلوٰۃ وحضر المسجد و صلی خلف ابی بکرٍ۔

ترجمہ:۔ بعدہٗ حضرت علی اٹھے اور نماز کے لئے تیار ہوئے۔ اور مسجد نبوی میں حاضر ہو کر ابوبکر کے پیچھے نماز ادا کی۔ (احتجاج ص ۵۳)

(۱۳) علی مرتضیٰ نے صدیق اکبر کے پیچھے صف میں کھڑے ہو کر نماز ادا کی!

القصہ جب رات گذری اور سپید سحر نے روئے عالم پر چادر نور بچھائی۔ اتفاقاً حکم قدر سے حضرت ابوبکر اس وقت ایسے محو خواب ہوئے کہ تاریکی شب نے ساتھ روشنی صبح کے بدل کیا۔ پس بے اختیار اٹھے اور گزرنے وقت کے سے بہت گھبرائے۔ ناچار آن کر اقامت کہی اور جماعت اہلِ دین نے ان کے پیچھے صف باندھی۔ چنانچہ اسی صف میں شاہِ لافتیٰ بھی تھے۔

(غزواتِ حیدری ص ۲۲۷ ترجمہ حملہ حیدری)

(۱۴) انصار نے اسلام کی بے مثال مدد کی!

حضرت علی مرتضیٰ انصار کی مدح میں فرماتے ہیں۔ وقال علیہ السلام فی مدح الانصار ھم واللہ ربوا الاسلام کما یربی الفلو مع غنائھم بایدیھم السیادۃ والسنتھم السلاط۔ (نہج البلاغۃ جلد دوم مصری ص۱۵۲)

ترجمہ:۔ خدا کی قسم انھوں نے اسلام کی پرورش کی جیسے اونٹ کا چھوٹا بچہ پرورش کیا جاتا ہے باوجودیکہ ان کو کچھ حاجت نہ تھی۔ اپنے سخاوت والے ہاتھوں اور اپنی دراز زبانوں سے (انھوں نے اسلام کی مدد کی)

(۱۵) تمام اصحاب رسول کامل الایمان تھے! مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔" البتہ میں نے آقائے نامدار کے اصحاب کرام کو دیکھا ہے۔ اے میری جماعت تم میں سے کوئی بھی ان کے مشابہ نہیں ہے بیشک دین میں جنگ کی وجہ سے غبار آلود رہتے تھے۔ اور رات کو عبادتیں کرتے تھے

(نہج البلاغہ جلد اول ص۱۹۰)

(۱۶) رفیق فی الغار! فروع کافی میں ہے حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اقبل یقول لابی بکر فی الغار اسکن فان اللہ معنا۔ (فروع کافی کتاب الروضۃ جلد سوم ص۱۳۳)

ترجمہ:" حضور علیہ السلام نے حضرت صدیق اکبر سے غار میں فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔"

غور کیجیے حضور فرماتے ہیں فان اللہ معنا۔ اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

اگر خدانخواستہ صدیق اکبر کے دل میں ذرا بھی کجی ہوتی تو حضور اس کے بجائے یہ فرماتے، صدیق گھبراتے ہو. خدا میرے ساتھ ہے. مگر حضور نے یہ نہیں فرمایا. بلکہ یہ فرمایا خدا ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

(۱۷) **بیعت** - حضرت مولائے کائنات امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا جناب سیدنا صدیق اکبر خلیفہ بلافصل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنا ایک یقینی واقعہ ہے. جو شیعہ سنی دونوں فریق کی معتبر مذہبی کتب سے ثابت ہے. حوالے ملاحظہ کیجئے۔

ثُمَّ نادیٰ قبل ان یبایعہ یا ابن اُمّی ان القوم استضعفونی وکادو یقتلونی ثم تناول ید ابی بکر فبایعہ۔ (احتجاج طبرسی ص۴۸)

یعنے:۔ پھر حضرت علی نے پکارا کہ اے میری والدہ کے فرزند۔ قوم نے مجھے کمزور سمجھا ہے. اور قریب ہے کہ مجھے قتل کر دیں. اس کے بعد حضرت علی نے ابوبکر کا ہاتھ پکڑا۔ اور ان سے بیعت کر لی۔

(۱۸) **صدیق اکبر نے بارِ نبوت اُٹھایا!**

مومن علی کرانی حملہ حیدری ص۵۱ واقعہ ہجرت میں لکھتا ہے:۔

چنیں گفت راوی کہ سالارِ دیں | چو حالم بحفظ جہاں آفریں
زنزدیک ایں قوم مکرہ رفت | لبوئے سرائے ابوبکر رفت
پے ہجرت او نیز آمادہ بود | کہ سابق رسولش خبردار بود
نبی بردر خانہ اش چوں رسید | بگوشش ندائے سنق درکشید
چوں بوبکر زاں حال آگاہ شد | زخانہ بروں رفت و ہمراہ شد

گرفتند پس راہ یثرب بہ پیش — نبی کند نعلین از پائے خویش
بسر پنجہ در آں رفتن گرفت — پئے خود ز دشمن نہفتن گرفت
چو رفتند چندے ز داماں دشت — قدوم فلک سا مجروح گشت
ابوبکر آنکہ بدوشش گرفت — وازیں حدیث ست جائے شگفت
کہ در کس چناں قوت آید پدید — کہ بارِ نبوت تو از کشید
برفتند القصہ چندے دگر — چو گردید پیدا نشانِ سحر
بجستند جائیکہ باشد پناہ — ز چشمِ کساں دور یک سو ز راہ
بدیدند غارے دراں تیرہ شب — کہ خوانندے عرب غارِ ثورش لقب
گرفتند در جوف آں غار جائے — ولے پیش بنہاد ابوبکر پائے
در آمد رسول خدا ہم بہ غار — نشستند یک جا ہر دو یار

ترجمہ :- راوی نے ایسے بیان کیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و سالم خدا کی حفاظت میں اس قوم پر فریب سے نکلے تو ابوبکر صدیقؓ کی طرف تشریف لے گئے۔ وہ بھی ہجرت کے لئے تیار تھے۔ کیونکہ حضورؐ نے انھیں پہلے خبر دے دی تھی۔ حضور جب ان کے گھر پہنچے تو ان کے کان میں سفر ہجرت کی خبر پہنچی۔ جب ابوبکر اس حال سے آگاہ ہوئے تو گھر سے باہر نکل پڑے۔ اور ساتھ ہو لئے۔ پھر دونوں نے یثرب کا راستہ اختیار کیا۔ حضور نے نعلین پاک اپنے پاؤں سے اتار دی۔ اور پنجہ کے بل چلنا شروع کیا۔ اور اپنے کو دشمن سے بچانے کے لئے یہ عمل اختیار کیا۔ جب تھوڑی دیر میدان میں چلے، قدم مبارک زخمی ہو گئے۔ تو فوراً ابوبکرؓ نے اپنے

کندھے پر اُٹھا لیا۔ اس امر سے تعجب ہے کہ ایک شخص کے اندر ایسی قوت کیسے پیدا ہو گئی کہ بارِ نبوت کو اٹھا سکا۔ القصہ پھر کچھ چلے جب علامت صبح ظاہر ہوئی تو ایسی جگہ تلاش کرنے لگے جہاں پناہ لے سکیں جو لوگوں کی نظروں سے دور اور راہ سے کنارے ہو، اس تاریک شب میں ایک غار دیکھا جیسے عرب، غار ثور کہتے ہیں۔ اس کے اندر جگہ لی۔ لیکن ابوبکر نے اس میں قدم رکھا جس جگہ سوراخ یا دراز دیکھے۔ اپنا قبا پھاڑ کر اسے بند کیا۔ پھر رسول خدا بھی غار میں داخل ہوئے۔ اور دونوں یار مل کر بیٹھے۔

خلاصۃ المرام

فقیر نے اختصار کے پیش نظر چند حوالہ جات حوالہ قلم کئے۔ ورنہ ہزاروں بلکہ اَن گنت خود کتب شیعہ میں تصریحات ملتی ہیں۔ کہ اہل بیت اور صحابہ کرام بالخصوص خلفاء ثلاثہ آپس میں شیر و شکر تھے۔ لیکن خدا بیڑا غرق کرے تعصب کا کہ خواہ مخواہ بہتانوں کی بہتات کر دی اور ان حضرات کو آپس میں ایک دوسرے کو ایسا مخالف بنایا جیسے ابلیس و آدم اور ہابیل و قابیل اور ابراہیم و نمرود اور موسیٰ اور فرعون و ہامان وغیرہ۔ چنانچہ چند حوالہ جات فقیر نے پہلے عرض کر دیئے ہیں۔ بلکہ ابن سبا کی جماعت میں جو بھی شامل ہوا وہ شب و روز اپنے حلقۂ احباب بلکہ آل و اولاد تک مذکورہ بالا تاثر دیتا ہے، بیشمار شواہد اور واقعات اس پر شاہد ہیں بلکہ جنہیں شیعہ گروہ سے واسطہ پڑتا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ بعض بدطینت اپنے

کتوں تک ان حضرات کے اسمار مبارکہ سے مسمّی کرتے ہیں۔ ورنہ کم از کم ان حضرات سے نفرت دلانے میں کسر نہیں چھوڑتے۔ صرف ایک واقعہ سر سید احمد بانی علی گڑھ سے سنیئے۔

ایک میرے نہایت دوست شیعہ مذہب تھے۔ ان کے ہاں ایک چھوٹا بچہ تھا۔ جس کو ایک بکری کا بچہ پال دیا تھا۔ اور وہ خوب اس سے ہل گیا تھا۔ ایک دن اس بکری کے بچے کو ذبح کر ڈالا۔ وہ چھوٹا بچہ خوب رویا۔ اس کے باوا نے اس سے کہا عمر یہ کام کر گیا۔ وہ بچہ عمر کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ یہ کام صرف اس لئے کیا تھا کہ بچپن ہی سے ان کے دل میں عمر کی عداوت اور اُن کے نام سے نفرت پیدا ہو۔ اسی واقعہ کو دیکھ کر میں نے یہ ترجمہ شروع کیا تھا۔ دل ایک ایسی چیز ہے کہ جب اس میں عداوت کی گو کہ وہ یزید ہی سے ہو۔ اور نفاق کی گو وہ کسی حالت میں ہو جڑ بندھتی ہے تو اس کی نیکی و صفائی گندی و گدلی ہو جاتی ہے۔ اس لئے جیسے کہ میں شیعوں کے مسئلہ حب اہل بیت کو پسند کرتا ہوں ویسا ہی ان کے مسئلہ تبرّا و تقیہ کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور دلی نیکی اور صفائی اور سچائی کے بالکل برخلاف جانتا ہوں۔ مورخہ ۱۸۷۸ء[1]

عقلی دلائل

قطع نظر شیعوں کی غلط فہمی کے عقل ان حضرات کے لئے حسنِ ظن رکھتی ہے۔

---

[1] حاشیہ مقالات سر سید ۲۸ مرتبہ اسمٰعیل پانی پتی مطبوعہ لاہور۔

اس لئے کہ (۱) صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین نے دین کے لئے اپنی جان و مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں فدا کیا۔ طرح طرح کے دکھ اٹھائے، قسم قسم کی مصیبتیں سہیں دنیا کے مزے چھوڑ کر رضائے الٰہی میں زندگی بسر کی۔ اس حیثیت سے ان کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیئے۔ نہ کہ بدگمانی اور غلط خیالی۔

(۲) ان حضرات نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کو ایمان کی نگاہ سے دیکھا ہے جب بنی اسرائیل کے معمولی اولیاء اصحاب کہف کی چہرے کی زیارت کی یہ تاثیر تھی کہ انجس و اخبث فطرت کتے کو ولی بنا دیا گیا تو نبوت اور محبوب نبوت میں اتنا تاثیر بھی نہیں کہ افضل و اعلیٰ ترین شخصیات کو کورا چھوڑ دے

(۳) نبوت کی صحبت پر تمام زندگی کی عبادات قربان کی جائیں اور دنیائے عالم کے ولی ایک صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ عام نبوت کی شان ہے۔ پھر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا کیا کہنا۔

(۴) محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نسبت تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام آسمانی کتب سے قرآن افضل اور تمام امتوں میں سید الانبیاء علیہم السلام کی امت افضل اسی لئے اس امت کو "کنتم خیر امۃ" کا خطاب نصیب ہوا۔

لے۔ شیعہ اس مسئلہ کو مانتے ہیں۔ اگرچہ تعصب سے کہتے ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد معاذ اللہ مرتد ہو گئے۔ (حوالہ دیکھئے فقیر کا رسالہ "آئینہ شیعہ نما" اویسی غفرلہ)

اسی طرح ہزاروں مثالیں ملتی ہیں جن میں شیعہ پارٹی نے اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کو گالی گلوچ کا نشانہ بنایا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شیعہ مذہب کی بنیاد تین چیزوں پر ہے (۱) گالی گلوچ (۲) تقیہ یعنی منافقت، کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ (۳) متعہ ان ہر سہ اصول پر ان کے مذہب کی گاڑی رواں دواں ہے۔

اصلی اور نقلی شیعہ

اگر موجودہ دور کے شیعہ غور فرمائیں تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ غلط سلسلہ شیعہ ذاکرین۔ مرشید خوان مبلغین نے جاری کیا ہے۔ ورنہ اصلی شیعہ اسلاف صالحین بالخصوص خلفاء ثلاثہ و دیگر اصحاب اور امہات المومنین خصوصاً مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے نیاز مند نظر آتے ہیں۔ حوالہ جات گذرے ہیں آخر میں ایک حوالہ پڑھ لیجئے۔

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کا فرمان شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی کے جز ۱۳ پر مرقوم ہے:۔

ولعمری ان مکانهما فی الاسلام لعظیم وان المصاب بهما لجرح فی الاسلام لشدید، یرحمهما الله وجزاهما باحسن ما عملا۔

ترجمہ:۔ اور قسم مجھے اپنی جان کی کہ بہ تحقیق ان دونوں (ابوبکر و عمرؓ) کا مقام اسلام میں بڑا ہے۔ اور ان کی وفات سے اسلام کو سخت زخم پہنچا۔ اللہ ان دونوں پر رحمت نازل کرے۔ اور ان کو ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے۔

ہمارا کام تھا صحیح حوالہ جات سے واقف کرا دینا۔ باقی نیک قسمتی اور بد قسمتی ہر ایک اپنی خود سوچ لے۔ وما علینا الا البلاغ۔

حوالہ ۳۳۔ انہٗ (الصدیق الخلیفۃ من بعدہٖ صلی اللہ علیہ وسلم علی اُمتہٖ ان الخلافۃ من بعدی ثلاثون سنۃً ہو ترقد الاربعۃ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے بعد اُن کی اُمت پر خلیفہ مقرر ہوں گے۔ اور حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد تیس سال خلافتِ راشدہ رہے گی جن پر چار اصحابہ ابوبکر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم مقرر ہوں گے۔ افسوس کہ ایسے تصریحات کے باوجود شیعوں کو تعصب کا خمار نہیں اُترتا۔

بعض شیعہ یا شیعہ نواز سُنی انکار کرتے ہیں کہ شیعہ لوگ صدیق اکبر یا دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا نہیں کہتے۔ یہ ان کا تقیہ ہے۔ یا پھر شیعہ مذہب سے بیخبری کا نتیجہ ہے۔ ورنہ شیعہ مذہب میں اولین شرط یہ ہے کہ ابوبکر و عثمان و عائشہ و دیگر جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دی جائیں اور انھیں لعنتی گردانا جائے۔ وغیرہ وغیرہ

یہ ایک علیحدہ موضوع ہے جو تبرا سے تعلق رکھتا ہے۔ جسے فقیر نے علیحدہ ایک کتاب لکھی ہے۔ یہاں پر مشتے نمونہ خروارے چند ایک حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ شیعہ مذہب صرف گالی گلوچ کا مجموعہ ہے۔ اور بس۔ اور نہ صرف صحابہ کرام کو گالی دیتے ہیں،

بلکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اہل بیت کو معاف نہیں کرتے ۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرات کو لعنت کرنا شیعہ مذہب میں واجب ہے

"بعضے امور ہست کہ نزد شیعہ امامیہ ضروری است ونزد سائر مسلمانان ضروری نیست مثل امامت، وجوب بیزاری از ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ وطعن ولعنت بر طلحہ وزبیر وعائشہ" بعض امور شیعہ امامیہ کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں۔ باقی مسلمانوں کے لئے ضروری نہیں۔ مثلاً امامت اور حضرت ابوبکر وعمر وعثمان ومعاویہ سے بیزاری اور طلحہ، زبیر وعائشہ پر لعنت کرنا۔ حق الیقین ملا باقر مجلسی شیعہ ص۲۲۵

دوسرا حوالہ:۔ ملا محمد تقی رافضی شیعہ نے حدیقۃ المتقین ص۱۱۴ پر لکھا ہے کہ "ہر نماز کے بعد خلفاء ثلاثہ یعنی (ابوبکر وعمر وعثمان) اور حضرت عائشہ پر لعنت بھیجنا سنت ہے، اور نماز کی قبولیت اور تکمیل اس کے بغیر نہیں (معاذ اللہ) اور عین الحیوۃ ملا باقر مجلسی ص۶۱۲ پر ہے۔

"بسند معتبر منقول است کہ حضرت امام جعفر صادق از جائے نماز خود برنمی خاستند تا چہار ملعون وچہار ملعونہ را لعنت نمی کرد۔ پس باید بعد ہر نماز بگوید" اللّٰھم العن ابابکر وعمر وعثمان ومعاویہ وعائشہ وحفصہ وھند وام الحکم "۔

"یعنی معتبر سند سے منقول ہے نماز سے فارغ ہو کر جب تک ان آٹھ حضرات کو لعنت نہ بھیجے، جا رنماز سے نہیں اُٹھتے۔ وہ آٹھ یہ ہیں۔ ابو بکر، عمر، عثمان معاویہ۔ عائشہ۔ حفصہ۔ ہند۔ ام الحکم (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

شیعہ کی گن مشین

بر یاران سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

(حوالہ جات از کلید مناظرہ)

۱۔ صحابہ ثلاثہ (صدیق۔ عمر۔ عثمان (رضی اللہ عنہم) کو بدترین مخلوق سمجھا جائے (ص ۴۸)

۲۔ ابو بکر کا اور شیطان کا ایمان مساوی ہے (معاذ اللہ ص ۱۱۷)

۳۔ ابو بکر کا ایمان راسخ نہ تھا۔ ص ۱۳۲) ایسے (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) جاہل شخص کو نائب رسول کہنا سنی لوگوں کا حصہ ہے۔

۴۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) بزدل ہونے کے علاوہ احمق بھی تھا۔ (معاذ اللہ ص ۳۱)

۵۔ عمر (رضی اللہ عنہ) کو خلافت پاخانہ ہیں ملی۔ ص ۱۸۹)

۶۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے شراب مرتے دم تک ترک نہ کی۔ ص ۱۴۶

۷۔ عمر (رضی اللہ عنہ) تمام عمر کھڑے کھڑے پیشاب کرتا رہا۔ ص ۱۴۶

۸۔ عمر (رضی اللہ عنہ) بحالت روزہ جماع کر لیا کرتا تھا۔ ص ۱۴۶

۹۔ عمر (رضی اللہ عنہ) بحالت جنب نماز پڑھ لیا کرتا تھا۔ ص ۱۴۶)

۱۰۔ اصحاب ثلثہ (صدیق۔ فاروق۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہم) بت پرست تھے۔ ص ۱۴۶

۱۱۔ سیدنا ابو بکر۔ عمر اور عثمان غنی وغیرہ کو منافق۔ دوزخی۔ کافر مشرک وغیرہ کہتے

اور لکھتے ہیں ۔ دیکھئے شیعہ کا معتبر مترجم قرآن مقبول ۔ صفحات ۴/۲۲ ، ۳۶/۵۲ ، ۱۱۹/۲۲۵ ، ۲۲۷/۵۱۲ ، ۱۴۴۶/۵۲۱ ، ج۱ ص۴۶

۱۲۔ ثلاثہ (صدیق و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم صدق و صفا سے قطعاً عاری تھے ۔

یہ وہ حوالہ جات ہیں جو شیعہ مذہب کی کتابوں کے ہیں ۔ ان کا کوئی فرد ایک حوالہ غلط ثابت کردے ۔ منہ مانگا انعام پائے ۔ شیعہ کہتے ہیں کہ :۔

تمام صحابہ مرتد لے دین اور گمراہ تھے

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے وقت اپنے ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ چھوڑے جنہیں شیعہ کہتے ہیں کہ چند محدود صحابیوں کے سوا باقی مرتد اور گمراہ ہوگئے ۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ۔

فروع کافی کتاب الروضہ ص۱۵ میں ہے کہ ابو جعفر نے فرمایا ۔ کان الناس اھل ردۃ لعبد النبی الاثلثۃ ، المقداد ۔ ابوذر ۔ سلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے تین افراد کے سب مرتد ہوگئے ۔ مقداد ۔ ابوذر سلمان ، صرف یہی تین مسلمان رہ گئے تھے ۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ جنہیں حضور علیہ السلام نے سیف اللہ کا خطاب دیا ، شیعہ اللہ کا خطاب دیا ۔ شیعہ پارٹی ان کو یوں دل کھول کہہ بکتے ہیں ۔ کہ خالد بن ولید کو مالک بن نویرہ کی عورت کا عشق اور لالچ دامنگیر تھا ۔ (کلید مناظرہ ص۱۷۸)

اولیاء کرام پر شیعہ کی بدگوئی

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ یعنی بغداد والے پیر پیران

کو شیعہ سید نہیں مانتے۔ بلکہ کہتے ہیں کہ وہ یعنی سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی قدس سرہٗ یہودیوں کا دلال تھا۔ (معاذ اللہ) ان کے علاوہ حضرت امام اعظم اور امام بخاری اور امام غزالی دیگر مقدسین اولیاء کرام کو گالی دینا وغیرہ وغیرہ ان کا مذہبی اور ملی طریقہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (محبوب سبحانی قدس سرہٗ) سید نہ تھا۔ کلید مناظرہ صہ ۱۱۴

۲۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (محبوب سبحانی قدس سرہٗ) بت پرست اور یہودیوں کا چودھری تھا۔ صہ ۱۱۴

۳۔ امام بخاری (قدس سرہٗ) کو خدا اور رسول کا دشمن نہ کہنا عین کفر ہے صہ ۵۶

حوالہ ۴۔ حتی لم یبق من المہاجرین والانصار الا صلی علیہ صہ ۵۲ یعنی صحابہ انصار اور مہاجرین سب نے حضور علیہ السلام کی نماز جنازہ ادا کی۔ اس کی تفصیل پہلے عرض کر چکے ہیں۔

۵۔ واما اهل السنة فالمتمسكون بما سنه الله ورسوله صہ ۹۰ یعنی اہل سنت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں سے تمسک کرتے ہیں۔ اس سے اہل سنت کی حقانیت کا اظہار مطلوب ہے۔

۶۔ اختلاف اصحابی لکم رحمۃ" صہ ۱۹۴۔ میرے صحابہ کرام کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔

اس سے شیعہ ٹھنڈے دل سے سوچیں تو کبھی بھی صحابہ کرام بالخصوص خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم سے بدظنی نہ کریں۔ لیکن بدقسمتی کا علاج کہاں۔

۷۔ کے متعلق پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

۸۔ کا مطلب واضح ہے۔

۹۔ ان ابا بکر افضل من علی و من جمیع اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھو ثانی مع رسول اللہ علیہ وسلم ثانی اثنین الخ یعنی بیشک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت علی اور دیگر جملہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں۔ وہی غار کے موقعہ پر دوسرے تھے۔

(۲)، آخر صلوٰۃ قبل وصال نبوی اور اس کے امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوئے

(۳) وَ ھُوَ صِدِّیْقُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ الخ وہی اس امت کے صدیق ہیں۔ رضی اللہ عنہ ہیں صد ۲۰۵ و صد ۲۰۶

حوالہ ۱۳۔ ثُمَّ قَامَ لِلصَّلٰوۃِ وحضر المسجد و صلّی (ای علی) خلف ابی بکر صد ۶۶ پھر حضرت ابوبکر نماز کے لئے اُٹھے اور مسجد میں تشریف لائے۔ آپ کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھی۔ صد ۱۲۔ صد ۱۳۵۔ اور مذکورہ حوالہ کو تفصیل سے ہم لکھ آئے ہیں۔

حوالہ ۱۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش پر لکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صد ۸۳ اس حوالہ سے مقصد یہ ہے کہ شیعہ اپنے کلمہ کی تائید میں بعض ضعیف روایات دکھاتے ہیں۔ کہ کلمہ میں بعض اوقات وایدتہ بعلیؓ لکھا ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں اگر اسی طرح سے کلمہ علی ثابت ہے تو پھر تمہیں ایک کلمہ صدیقی بھی پڑھنا چاہیے۔

حوالہ ۱۵۔ کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

حوالہ ۱۶۔ اِن مثل ابی بکر و عمر فی الارض کمثل جبریل و میکائیل فی السّماءِ

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی مثال زمین پر ایسے ہیں جیسے جبریل ومیکائیل آسمان میں۔ اسے ہم اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے دو وزیر زمین پر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور آسمان میں جبریل ومیکائیل۔

شیعوں کو سوچنا چاہیئے کہ حضور علیہ السلام آقا ہے کونین میں تو ان کے وزراء شیخین رضی اللہ عنہما ہیں۔ جس طرح گورنمنٹ کے وزراء کی ہتک اور توہین سے جیل میں جانا پڑتا ہے۔ ایسے ہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزراء کی گستاخی کرنے سے جہنم میں جانا ہوگا۔

حوالہ جات

کتاب الروضہ للکلینی

اصول کافی و فروع کافی کے مصنف یعقوب کلینی صاحب شیعہ برادری میں مستند ہیں۔ انکے لقایا حوالے کتاب الروضہ کے علیحدہ حاضر ہیں۔

حوالہ جات کتاب الروضہ

۱۔ موجودہ قرآن شیعہ کے مخالف ہے	کتاب الروضہ للکلینی	۷۶
۲۔ خطبہ امیرالمومنین قال قد عملت الولاۃ قبلی اعمالاً الخ غلافت کا ثبوت	”	۳۲
۳۔ الا ان عثمان و شیعتہ ھم الفائزون	”	۱۴۸

۴۔ ارتداد صحابہ کا بیان سوائے تین صحابہ کے (اس سے حضرت علی بھی نہیں بچ سکتے) ،، ۱۱۸
۵۔ منافقین شیعہ ہیں اسی طرح ائمہ معصومین نے فرمایا ،، ۱۱۱
۶۔ امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کا اقرار کیا۔ ،، ۱۱۴
۷۔ حضور علیہ السلام کے ساتھ غار میں صدیق اکبر تھے۔ ،، ۱۲۶
۸۔ امام جعفر فرماتے ہیں کہ شیعوں کا رافضی اللہ نے نام رکھا ہے۔ ،، ۱۹
۹۔ خود کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر تھے ،، ۱۷۳

حوالہ ۱ اور ۲۔ کے ابحاث تفصیل سے ہم نے بیان کئے۔

حوالہ ۳۔ کا صرف ترجمہ سن لیجئے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے سے پہلے جو خلفاء گذرے ہیں انھوں نے اچھے طریقے چھوڑے وغیرہ۔ اس سے آپ کا مقصد یہ ہے کہ وہ حضرات نیک تھے۔ میں بھی ان پیروی میں کام کروں گا۔

اس سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ جب مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اصحاب ثلٰثہ یعنے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو اپنا مقتدا اور امام مانتے تھے۔ تو اب اُن کی محبت کا دم بھرنے والے اگر انھیں مانتے تو مولائے کائنات رضی اللہ عنہ سے جوتے کھائیں گے۔
حوالہ ۴۔ اَلَا اِنَّ عثمان و شیعتہ ھم الفائزون۔ یعنے خبردار عثمان اور ان کے

ساتھی تمام کامیاب تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیشمار ہیں۔ ہم شیعہ کتب سے ان کے فضائل پیش کرتے ہیں۔ چند حوالے لیجیے۔

حملہ حیدری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے طواف کی کیفیت یوں مذکور ہے

بہوسید عثمانؓ زمین و زماں — بمقصد رواں شد چو تیر از کماں
چو او رفت اصحاب روز دگر — بگفتند چندیں بہ خیر البشرؐ
خوشا حال عثمانؓ با احترام — کہ شد قسمتش حج بیت الحرام
رسولؐ خدا چوں شنید ایں سخن — بپاسخ چنیں گفت با انجمن
بعثمانؓ نداریم ما ایں گماں — کہ تنہا کند طوف آں آستاں

ترجمہ:۔ عثمانؓ زمین چوم کر سرعت سے روانہ ہو گیا۔ جب چلا گیا۔ اصحاب کہنے لگے۔ خوشا نصیب عثمانؓ کہ حج بیت اللہ اسے نصیب ہوا۔ رسولِ پاکؐ نے جب یہ سنا تو فرمانے لگے ہم عثمان سے کبھی یہ توقع نہیں رکھتے کہ ہمارے سوائے اکیلا طوافِ کعبہ کرے۔

کفارِ مشرکین کی اجازتِ طواف

اگر میل داری طوافِ حرم — بکن مانعت نیست کس زیں حشم
ولیکن محالست ایں بے گزاف — کہ آمد محمدؐ برائے طواف
چو بشنید عثمانؓ زو ایں سخن — چنیں داد پاسخ بآں اہرمن
کہ طوفِ حرم بے رسولؐ خدا — نباشد بہ پیروانش روا

ترجمہ:۔ اگر تجھے طوافِ کعبہ کا شوق ہو تو کیجیے۔ کوئی مانع نہ ہو گا۔ لیکن یہ

نہیں ہو سکتا کہ محمدؐ اگر طواف کریں۔ عثمانؓ نے یہ سن کر کہا کہ طواف کعبہ رسول خدا کے سوائے ان کے جاں نثار کبھی نہیں کر سکتے۔

اگر شیعہ انصاف سے دیکھیں تو حضرت عثمان کے کمالِ ایمان۔ عشقِ رسول خلوصِ نیت اور رسول علیہ السلام کا ان پر کامل اعتماد و بلا کسی مزید و لیل کے اس روایت سے ظاہر و ہویدا ہے اور یہ تو حضرت عثمانؓ کے لئے ایک بڑا بھاری اعزاز ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے دستِ مبارک کو دستِ عثمانؓ قرار دیں۔ یہ ایسی خصوصیت اور فضیلتِ ممیزہ ہے کہ کسی دوسرے جلیل القدر صحابی کو نصیب نہیں ہوئی

تیسری شہادت:۔ شیعہ کی مستند کتاب "نہج البلاغت مطبوعہ مصر جلد اول صـ۲۳۳ میں ہے:۔ اِنَّ النَّاسَ وَرَائِی وَقَدِ اسْتَسْفَرُونِی بَیْنَکَ وَبَیْنَھُمْ وَ وَاللّٰہِ مَا اَدْرِی مَا اَقُوْلُ لَکَ مَا اَعْرِفُ شَیْئًا تَجْھَلُہٗ وَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی شَیْءٍ لَا تَعْرِفُہٗ اِنَّکَ لَتَعْلَمُ مَا نَعْلَمُ وَمَا سَبَقْنَاکَ اِلٰی شَیْءٍ فَنُخْبِرُکَ عَنْہُ وَلَا خَلَوْنَا بِشَیْءٍ فَنُبَلِّغَکَہٗ وَقَدْ رَاَیْتَ کَمَا رَاَیْنَا وَسَمِعْتَ کَمَا سَمِعْنَا وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ کَمَا صَحِبْنَاہُ وَمَا ابْنُ اَبِی قُحَافَۃَ وَلَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَوْلٰی بِعَمَلِ الْحَقِّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَقْرَبُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَشِیْجَۃَ رَحِمٍ مِنْھُمَا وَقَدْ نِلْتَ مِنْ صِھْرِہٖ مَا لَمْ یَنَالَا۔

ترجمہ:۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمان کو جب، کہ آپ کو لوگ سفارش کے لئے ان کے پاس لے گئے، فرمایا۔ یہ لوگ میرے پیچھے ہیں۔ جو مجھے تمہارے اور اپنے مابین سفیر بنا کر لائے ہیں۔ بخدا میں نہیں جانتا کہ آپ کو کیا کہوں۔ میں ایسی بات کوئی نہیں جانتا۔ جسے آپ نہ جانتے ہوں، بے شک جو کچھ میں جانتا ہوں

وہ آپ بھی جانتے ہیں، جیسا ہم نے دیکھا ہے۔ آپ نے بھی دیکھا ہے۔ اور جو کچھ ہم نے سُنا، آپ نے بھی سُنا ہے۔ جیسے ہم نے رسولِ خدا کی مصاحبت حاصل کی ہے۔ آپ نے بھی کی ہے اور ابوبکرؓ و عمرؓ آپ سے زیادہ عامل بحق نہ تھے۔ آپ قرابت کی وجہ سے رسول علیہ السلام سے ان سے زیادہ قرب رکھتے ہیں، اور آپ کو دامادیٔ رسول کا وہ فخر حاصل ہے جو اُن دونوں کو حاصل نہیں ہے۔"

اس خطبہ میں حضرت علیؓ المرتضیٰ کمال صراحت سے اوصاف امیرالمومنین عثمانؓ یوں بیان فرماتے ہیں:

(۱) علم و معلومات میں ہم اور آپ برابر ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے جو ہمیں آپ سے زیادہ معلوم ہو۔

(۲) ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جسے ہم جانتے ہوں اور آپ کو اس کا علم نہ ہو۔

(۳) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہ کر جو کچھ ہم نے دیکھا، سنا اس میں بھی ہمیں اور تمہیں مساوات ہے۔ (ہمیں کسی امر میں تم پر ترجیح نہیں ہے)

(۴) آپ کو حضور علیہ السلام سے دوسرے دو یاروں پر دو وجہ سے ترجیح ہے، ایک قرابت کی وجہ سے اور دوم دامادِ رسول ہونے کے باعث۔

شیعہ صاحبان میں اگر کچھ بھی انصاف ہو تو ان کی تسلی کے لئے جناب امیر کا یہ خطبہ دربارہ فضیلت عثمانؓ کافی و وافی ہے۔ جب جناب امیر حضرت عثمانؓ کو ہر ایک کمال میں، علمی ہو یا حسبی نسبی، اپنے برابر سمجھتے ہیں۔ اور اُن کی قرابت رسولؐ اور دامادی کا اعتراف کرتے ہیں۔ تو پھر شیعہ ہزار مکوس کریں شہادت امیر علیہ السلام

کی وہ تردید نہیں کر سکتے۔ یہ ایسی زبردست شہادت ہے جس کے مقابلہ میں روافض کی خرافات ذرہ بھر وقعت نہیں ہو سکتی۔ اگر حضرت عثمانؓ معاذ اللہ کافر و منافق ہوتے تو حضور علیہ السلام اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کو نکاح نہ کر دیتے۔

حوالہ ۱۲۴ تا ۱۲۵ مفصل ابحاث گذر چکے ہیں۔

حوالہ ۱۲۵۔ امام جعفر فرماتے ہیں۔ کہ شیعوں کا رافضی اللہ تعالیٰ نے نام رکھا ہے۔ ص ۱۲۶۔ اس کی تفصیل یوں ہے۔

رافضی منسوب برافضہ گروہے از لشکرے کہ سردار خود را یگذارند و فرقہ از شیعہ کہ زیدؓ بن علیؓ بن حسینؓ بیعت کردند بعد ازاں گفتند کہ شیخین را تبرا کن تا با تو ہمراہی کنیم زیدؒ انکار نمود و گفت کہ چگونہ تبرا کنم از ایشاں کہ وزیر و معاون جد من بودند پس ایشاں او را رفض کردند یعنی گذاشتند تا آنکہ حجاج او را شہید کرد۔ (غیاث اللغات)

رافضی منسوب طرف رافضہ ہے کہ رافضہ اس گروہ کو کہتے ہیں جو اپنے سردار کو چھوڑ دے۔ اور عرف عام میں رافضی وہ لوگ ہیں جنھوں نے حضرت امام زید بن امام زین العابدین بن حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی بیعت کر کے کہا کہ شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے اظہار بیزاری کیجیے۔ اور انھیں گالی دیجیے۔ تو ہم آپ کے ساتھ ہیں ورنہ ہم آپ کو چھوڑ دیں گے۔ آپ نے انکار فرمایا اور کہا کہ میں انھیں کیسے گالی دوں وہ تو میرے نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معین اور مددگار اور وزیر تھے۔ شیعوں نے امام زید کو چھوڑ دیا۔ اسی دن سے وہ اس

نام سے موسوم ہوئے (حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حجاج ظالم نے شہید کیا)

(ف) اس اظہارِ بیزاری کا نام مذہب شیعہ میں "تبرّا" ہے۔ اور تبرّا اس میں واجب اور ضروری ہے۔ چنانچہ ہم نے اس کے متعلق پہلے عرض کر دیا ہے

چونکہ رافضی شیعوں کا موروثی نام ہے۔ جس پر انھیں فخر کرنا چاہیئے لیکن الٹا اس لفظ سے سخت ناراض ہوتے ہیں۔ یہ ان کی بالا دستی ہے۔ ورنہ رافضی نام ان کے لیے عرش سے اترا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر حضرت شیعوں کے لئے عنایت فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر (رضی اللہ عنہ) نے شیعوں کو فرمایا کہ واللہ ما هم سموكم بل الله سماكم۔ (کتاب الروضہ ج ۱۶ ص ۴۴)

ترجمہ:۔ خدا کی قسم تمہارا یہ نام لوگوں نے نہیں رکھا بلکہ خدا تعالیٰ نے تمہارا نام رافضی رکھا ہے۔ دیگر حوالے ملاحظہ ہوں:۔

جلاء العیون ص ۲۲۳ ج ۱ کہ حضرت زین العابدین اپنے شیعوں پر لعنت کرتے ہیں اور صفحہ ۱۳۱/۱۲۹ ج ۲ اور اسی کے ص ۲۸۷ ج ۲ محبان اہلِ بیت کو رافضی کہا جاتا ہے حضرت علی کو اپنے شیعوں سے نالاں تھے۔ اور نہج البلاغہ میں ہے۔ اسی طرح نعرۂ حیدری میں ہے کہ امام مہدی شیعوں کی بے وفائی سے غار میں چھپے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

حوالہ ۸۰۔ خود کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد آذر تھے۔ یہ ان کی گستاخی کی دلیل ہے۔ ورنہ ہم اہل سنت کے قائل ہیں کہ حضور علیہ السلام کے آباؤ اجداد تا آدم علیہ السلام مومن تھے۔ تفصیل کے لئے "شمول الاسلام لآباء الکرام" مصنفہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا مطالعہ کیجیے۔

حوالہ جات

آثارِ حیدری

دراصل امام عسکری رضی اللہ عنہ کی تفسیر ہے جیسا کہ شیعہ کا دعویٰ ہے اسے اردو ترجمہ کر کے امامیہ مشن "لاہور" میں چھاپا گیا ہے اس کے چند حوالے حاضر ہیں۔

۱۔ تقیہ تمام عبادات یہاں تک کہ نماز روزہ زکوٰۃ وجہاد سے افضل ہے۔	آثار حیدری ترجمہ تفسیر امام عسکری امامیہ کتبخانہ لاہور	۲۸۸
۲۔ حضرت عباس نے ابوبکر کی بیعت کی۔	״	۳۱۳
۳۔ حضرت آدم سے خطا ہوئی اور پنجتن کے وسیلہ سے معاف ہوئی۔	״	۱۹۳
۴۔ ہذا الشجرہ سے علم محمد وآل محمد مراد ہے۔	״	۱۹۴/۱۹۵
۵۔ آدم علیہ السلام دھوکہ کھا گئے۔	״	۱۹۷
۶۔ تقیہ کر کے منافق کے پیچھے نماز پڑھنے سے سات سو نمازوں کا ثواب اور ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کے فرشتے رحمت بھیجتے رہے	״	۵۱۶
۷۔ حضرت علی ہر خطا سے معصوم	״	۱۲۴
۸۔ حضرت بلال کو حضرت ابوبکر نے آزاد کرایا۔	״	۵۴۷

۹۔ تقیہ کے عوض علی علیین میں جگہ ملی۔ " ۳۲۱

۱۰۔ خیر الناس بعد رسول اللہ ابو بکر " ۳۱۹

۱۱۔ یا ساریۃ الجبل (قول حضرت عمر) " ۲۹۳

۱۲۔ شب ہجرت کا واقعہ اور ابو بکر کی رفاقت " ۴۰۱

۱۳۔ محبان علی ملائکہ سے اول " ۴۰۱

۱۴۔ ابو بکر جان نثار رسول (بہتریں واقعہ) " ۴۰۲

حوالہ نمبر ۱۔ کے متعلق پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔

حوالہ نمبر ۲۔ حضرت عباس نے ابو بکر کی بیعت کی۔ صہ ۳۱۳۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اجماع امت اور اجماع اہلِ بیت سے ثابت ہو چکی ہے۔ اب اس کا منکر مستحق جہنم ہے۔

حوالہ نمبر ۳۔ حضرت آدم سے خطا ہوئی اور پنجتن کے وسیلہ سے معاف ہوئی صہ ۱۹۳

اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ شیعہ مذہب غلط ہے۔ کہ غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دیتے ہیں۔ مزید تفصیل آئینہ شیعہ مذہب میں ہے

حوالہ نمبر ۴۔ ہذاہ الشجرۃ سے علم محمد و آل محمد مراد ہے۔ صہ ۱۹۴/۱۹۵ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو جس درخت کے قریب نہ جانے کا حکم ہوا تھا۔ اس سے حضور علیہ السلام کا علم اور آل محمدؐ مراد ہیں۔ اس سے بھی ہماری مراد وہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نبی ہیں۔ ان کا درجہ آل محمد سے گھٹانا جرم عظیم ہے اور ایسے جرم کے ارتکاب کو شیعہ اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۵۔ حضرت آدم علیہ السلام دھوکہ کھا گئے۔ صہ ۱۹۷۔ بے ادبی اور

گستاخی کی کوئی حد ہوتی ہے۔ لیکن شیعہ مذہب بے ادبی اور گستاخی کی تمام حدیں توڑ کر بہت کچھ آگے نکل چکے ہیں۔ آدم علیہ السلام پر حملوں کے دیگر حوالے ہم ابتداء میں عرض کر چکے ہیں۔

حوالہ ۶۔ کی تفصیل گذر چکی ہے۔

حوالہ ۷۔ حضرت علی ہر خطاء سے معصوم ص ۱۲۴

اسی لئے تو ہم شیعہ مذہب کی مذمت کرتے ہیں۔ کہ وہ آدم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو ہزاروں غلطیوں کا مرتکب گردان کر انھیں مجرم و خطاکار ثابت کرتے ہیں۔ لیکن ائمہ کی عصمت کا دعویٰ کر کے ان کے لاکھوں عیوب ظاہر کرتے ہیں۔ چند حوالے ہم پہلے عرض کر چکے ہیں۔

حوالہ ۸۔ حضرت بلال کو حضرت ابوبکر نے آزاد کرایا۔ ص ۵۴۷

حضرت بلال کے فضائل و مناقب شیعہ مانتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف سے چشم پوشی برتتے ہیں۔ کہ یہ وہی بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنھیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آزاد کرایا یہ بھی منجملہ احسانات کے ایک ہے۔ لیکن شیعہ احسان فراموش ہیں۔

حوالہ ۹۔ اس کی تفصیل گذری ہے۔

حوالہ ۱۰۔ یا ساریۃ الجبل (قول عمر رضی اللہ عنہ) ص ۲۹۳

یعنی جب شیعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت مشہور مانتے ہیں تو پھر انھیں معتوب کیوں کرتے ہیں۔

حوالہ ۱۱۔ تفصیل گذری ہے۔

حوالہ ۱۲۔ محبان علی ملائکہ سے افضل ہیں۔ صفحہ ۴۰۲

ناظرین انصاف فرمائیں کہ محبانِ علی جن اکثریت بھنگ، چرس اور دیگر خرافات میں گذرتی ہے۔ یہ ملائکہ کرام سے افضل ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دراصل یہ تفسیر منہاج الصادقین کا خلاصہ ہے ہم اسے خلاصہ سے لکھ رہے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ حضرت لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔	خلاصۃ المنہج	۱۲۰
۲۔ لواطت کے فاعل و مفعول کو قتل کیا جائے۔	"	۱۲۱
۳۔ زنا و لواطت قبیح ترین افعال است	" ج ۳	۸۸
۴۔ دخترانِ خوردا وتحت آیت	" ج ۴	۳۱۸
۵۔ مال غنیمت بعد حضور علیہ السلام کا خلیفہ مصالح پر خرچ کرسکتا ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو جائز نہیں۔ (مسئلہ فدک کا حل)	جلد دوم	۱۷۵
۶۔ اثنائے خطبہ تمام منافقوں کو نکالنا (معاذ اللہ اگر اصحاب وغیرہ منافق ہوتے تو وہ بھی نکالے جاتے)	"	۲۵۷
۷۔ قصہ ثعلبہ مکمل طور پر " " "	"	۲۴۶
۸۔ موسیٰ علیہ السلام کو فرشتوں نے جزع فزع سے منع کی اور صبر کی تلقین کی۔	"	۱۴۲
۹۔ ابوبکر علی اہل بیت گفتند بروو اوز ابیارد و کلثوم مادر را بیارد	المنہج	۴۹۳

حوالہ ۱۔ صرف یہی دکھانا مطلوب ہے۔ کہ سابقہ امم میں بھی نبوت کے لئے ایک زمانہ ہونا واقعہ تھا۔ لیکن حضور علیہ السلام کی نبوت ہمہ گیر اور تا قیامت ہے۔ اسی لئے آپ کے بعد خلافت و ولایت کا سلسلہ جاری ہوا۔

حوالہ ۲و۳ سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ شیعہ مذہب ڈانوا ڈول ہے کبھی تو لواطت کو جائز قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کے خلاف۔

حوالہ ۴۔ تفصیل گذری ہے۔

حوالہ ۵۔ اس سے مقصد یہی ہے کہ شیعہ کے اسلاف قائل ہیں۔ کہ باغ فدک میں جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا، صحیح اور درست تھا۔

حوالہ ۶۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ حضرات اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور جان نثار غلام تھے۔ ورنہ دوسرے منافقوں کی طرح ان کو بھی مجلس سے اٹھا دیا جاتا، در اصل یہی واقعہ اہل سنت کی تفاسیر میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یوں مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ میرے روبرو میری اُمت اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھیں پیش کی گئی۔ جیسے آدم علیہ السلام کے روبرو پیش کی گئی۔ تب میں نے ہر ایک شخص کو پہچان لیا کہ مجھ پر ایمان لائے گا۔ اور جو نہ لائے گا۔ (یعنی جو کافر رہے گا)، جب یہ بات منافقوں نے سنی تو انھوں نے ہنسی اور ٹھٹھے سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعویٰ کرتا ہے۔ کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے اور جو نہیں لاتا (یعنی کافر رہتا ہے)، اگرچہ وہ ابھی تک پیدا

بھی نہ ہوا ہو۔ یہ کیسی غلط بات ہے اور کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ شب و روز ہم اس کے پاس رہتے ہیں۔ وہ ہم کو بھی پہچان نہیں سکتا۔ چنانچہ تجربہ کر کے معلوم کر لو۔ کہ وہ ہم کو کبھی بھی پہچان نہیں سکتا۔ جب منافقوں کی اس قیل و قال کی خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت مبارک میں پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ اور آپ نے کھڑے ہو کر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں۔ اور مجھ سے قیامت تک کے حالات کچھ چاہیں۔ دریافت کر سکتے ہیں۔ اور میں ان کو ذرہ ذرہ بتلاؤں گا۔ اس عبداللہ بن حذافہ نے (بعض لوگ اس کے باپ میں شک کرتے تھے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ میرا باپ کون ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ حذیفہ ہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رَضِينَا رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِالْقُرْآنِ اِمَامًا وَبِكَ نَبِيًّا۔ یعنی ہم راضی ہیں اللہ سے جو ہمارا پروردگار ہے۔ اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے۔ اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے جو ہمارے نبی علیہ السلام ہیں۔ ہمیں معاف فرمائیے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کچھ اور چاہتے ہو۔ تم نے پوچھنے سے کیوں بس کر دی ہے۔ پھر منبر سے نیچے اُترے۔ اسی وقت آیت نازل ہوئی۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (سورۃ آلِ عمران رکوع ۱۸) یعنی اور اللہ یوں نہیں کہ تم

کو بتلادے غیب کی باتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ چُن لیتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے

جسے چاہے۔

ناظرین الفصاف فرمائیں۔ کہ جب شیعہ کی اپنی کتابیں بولتی ہیں۔ کہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی میں منافقین کو اپنی مجلس سے اٹھا دیا۔ باقی جتنا

صحابہ کرام بالخصوص اصحاب ثلثہ منافقانہ طور پر ساتھ رہتے تھے۔ حضور علیہ

السلام کے وصال کے بعد مرتد ہو کر (معاذ اللہ) حضرت علی اور اولاد علی رضی

اللہ عنہم کے دشمن بن گئے"۔

یہ ان کا اپنا بنایا ہوا دین چند جاہلوں میں تو مانا جاسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کرام کے نزدیک مردود

اور سیدھا جہنم میں لے جانے والا ہے۔

منصف مزاجو! سوچو اپنی زندگی برباد کرکے جان بوجھ کر جہنم میں جانے

کی کوشش نہ کرو۔ (وما علینا الا البلاغ)

۷۔ قصہ ثعلبہ مکمل طور پر۔ صـ ۲۴۶

اسی سے بھی ہماری مراد یہی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علم

غیب بخشا تھا۔ اسی لئے آپ جس کے اندر منافقت دیکھتے تھے۔ اسے

فوراً اپنی صحابیت سے خارج کر دیتے۔ خدانخواستہ اگر صحاب ثلثہ

(معاذ اللہ) منافق تھے تو حضور علیہ السلام انہیں بھی نکال دیتے۔ حضور

علیہ السلام کا ان حضرات کو اپنے پاس رکھنا بلکہ بڑے بلند مراتب عطا

فرمانا اور ان کے مناقب و کمالات بتانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ

باکمال تھے۔ لیکن شیعہ کی قسمت کا پھیر ہے۔ ثعلبہ کا قصہ ملاحظہ ہو۔
ثعلبہ بن حاتم نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمائیں۔ اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس سے بہت بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کر سکے۔ دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو کر یہی درخواست کی اور کہا کہ اسی کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا۔ کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ حضور نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی۔ اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں اُن کی گنجائش نہ ہوئی۔ تو ثعلبہ اُن کو لے کر جنگل میں چلا گیا۔ اور جمعہ اور جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہو گیا۔ حضور نے اُس کا حال دریافت فرمایا۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہو گیا ہے۔ اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ حضور نے فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس۔ پھر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کی تحصیل کرنے والے بھیجے۔ لوگوں نے انھیں اپنے اپنے صدقات دیئے۔ جب ثعلبہ سے جا کر انھوں نے صدقہ مانگا۔ انھوں نے کہا یہ تو ٹیکس ہو گیا۔ جاؤ میں سوچ لوں۔ جب یہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے۔ تو حضور نے اُن کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا۔ ثعلبہ پر افسوس۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا۔ تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرما دی۔ وہ اپنے سر پہ خاک ڈال کر واپس ہوا۔ پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا۔ انھوں نے

بھی اُسے قبول نہ فرمایا۔ پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمرؓ کے پاس لایا گیا۔ انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا۔ اور خلافت عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہو گیا۔ (مدارک)

حوالہ ۸۔ جزع فزع ماتم کے متعلق ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔

حوالہ ۹۔ ھَلْ اَدُلُّکُمْ عَلیٰ اَھْلِ بَیْتٍ گفتند برو و او را بیار رد و ام کلثوم مادر را بیارد۔ ص۴۹۳

ترجمہ:۔ فرمایا۔ میں تمہیں اہل بیت کے متعلق رہبری نہ کروں انہوں نے کہا کہ ام کلثوم کو کہا جائے تاکہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کو لے آئیں۔

(ف) اس سے ہمارا مقصد ام کلثوم کا بی بی فاطمہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی بیٹی ثابت کرنا ہے۔ اور اس کے متعلق ہم پہلے بھی تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔

حوالہ جات

کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ

شیعہ مذہب تاریخ علی و اولاد علی میں یہ کتاب نہایت معتبر و مستند ہے۔ فقیر نے اس کے چند حوالے سپردِ قلم کئے ہیں۔

۱۔ ابوبکر الصدیق ہے۔ یعنی امام جعفر کا نانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ	۱۰۵ / ۲۰۵ / ۲۲۲
۲۔ حضرت علی کا عقد نکاح اور شیخین کے تعلقات	"	۱۰۷
۳۔ امام جعفر اور صدیق اکبر کا رشتہ	"	۲۱۱ / ۲۲۰

۴۔ حضرت علی نے حضرت ابوبکر کی بیعت کی۔ کشف الغمہ ۱۴۳

۵۔ نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق جس نے
ان کی صداقت نہ مانی اس کا کوئی عمل قبول " ۲۲۰
نہیں۔ نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں

۶۔ عمر بن عبدالعزیز نے فدک امام باقر کو
واپس کو دیا۔ " ۱۴۷

حوالہ ما۔ حضرت امام حسین کے نانا اگر رسولِ خدا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کے نانا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لیکن افسوس کہ شیعہ امام جعفر رضی اللہ عنہ کے نانا سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہی سلوک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نواسے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ان شیعوں سے کریں گے۔ حوالہ ۳ کا مقصد بھی یہی ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی فضیلتِ نسبی کے علاوہ اہلِ بیت سے ذاتی فضائل کتب شیعہ سے ملاحظہ ہوں۔

سیدنا امام المتقین امیر المومنین حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل بے شمار ہیں۔ ہم نے اختصاراً چند ایک لکھے ہیں:۔

(۱) خود جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے ایام آپ مصلّے پر کھڑا کر دیا۔ اور جناب علی نے امیر المومنین ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی (احتجاج طبرسی)، اصلٰے خلف ابی بکرؓ جملہ اصحاب وغیرہ نے آپ کی خلافت بلافصل کو مان لیا۔ اور بیعت ہوئے یہاں تک کہ ام المومنین خطیبہ امت سیدنا

عائشہ صدیقہ کو بھی حضور نے فرما دیا مسلمانوں کے لئے فرمانِ نبوت کافی و وافی ہے۔ (اِلَّا مَنْ لَا یُدْرِکُ الْعَقْلَ) ہاں جو بے عقل ہے۔ اس کے لئے ناکافی وغیر وافی۔ مزید حوالے ان کے مبارک ہاتھوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی

احتجاج طبرسی صہ ۵۴ حق الیقین صہ ۱۹۴

نہج البلاغۃ حصہ دوم مطبوعہ لاہور صہ ۲۸۶ کتاب الروضہ فروع کافی جلد سوم صہ ۲۳۹ ایضاً صہ ۲۲۱ تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم مطبوعہ لکھنؤ صہ ۲۲

جلاء العیون اردو صہ ۱۵۴ وغیرہ وغیرہ

۲۔ ان کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نمازیں پڑھیں

احتجاج طبرسی مطبوعہ نجف اشرف صہ ۶۰ حق الیقین مطبوعہ طہران صہ ۲۲۱

ضمیمہ ترجمہ مقبول مطبوعہ لاہور صہ ۱۵۴ جلاء العیون مطبوعہ طہران صہ ۱۵۰

۳۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے دین اسلام میں داخل ہوئے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ شفقت پر بیعت کی۔ ناسخ التواریخ جلد دوم صہ ۵۶۳

۴۔ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کا منکر نہیں ہوں۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔ احتجاج طبرسی صہ ۲۴۷ ایضاً صہ ۲۴۸

۵۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر صحابہ کی مجلس میں بیان فرمایا کرتے تھے

کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تم سے نماز اور روزہ زیادہ ادا کرنے میں فوقیت حاصل نہیں کی۔ بلکہ اُن کے صدق و صفائے قلبی کی وجہ سے ان کی عزت اور وقار بڑھ گیا۔ مجالس المومنین مطبوعہ تہران ص ۹۰

۶۔ حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جبل حرا پر تھے تو پہاڑ نے جنبش کی۔ حضور نے فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی (یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرا صدیق (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تیسرا شہید (یعنی حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں۔ احتجاج طبرسی ص ۱۱۶

۷۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تھے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے فرمایا گویا میں جعفر اور اس کے ساتھیوں کی کشتی کو دیکھ رہا ہوں۔ جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصارِ مدینہ کو بھی دیکھ رہا ہوں جو اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کو دیکھ رہے ہیں؟ تو حضور نے فرمایا۔ ہاں۔ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے عرض کی حضور! مجھے بھی دکھا دیجئے۔ حضور نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں کو اپنے دستِ پاک سے مس فرمایا تو ان (یعنی ابوبکر صدیقؓ) کو تمام منظر نظر آنے لگا۔ تو حضور نے فرمایا۔ انت الصدیق۔ تو صدیق ہے۔ تفسیر قمی ص ۲۶۶

۸۔ کسی شخص نے امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تلوار کو چاندی سے مرصّع کرنے کے متعلق دریافت کیا تو امام نے فرمایا بہتر ہے۔ کیونکہ ابوبکر صدیق رضی

نے اپنی تلوار کو مرصع کیا تھا۔ راوی کہنے لگا آپ ان صدیق کہتے ہیں؟ امام غضبناک ہو کر اپنے مقام سے اُٹھے اور کہنے لگے نعم الصدیق۔ نعم الصدیق ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ جو اُن صدیق نہ کہے خدا اُس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔ کشف الغمہ فی معرفت الائمہ مطبوعہ تہران ص۲۲۰۔

۹۔ حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ازواجِ مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنتِ صدیق اور حضرت حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت فاروق کو کو فرما دیا تھا۔ کہ میرے بعد عائشہ کا باپ (یعنی ابو بکر صدیق) خلیفہ ہو گا۔ اور اُن کے بعد حفصہ کا باپ (یعنی فاروق اعظم) ترجمہ مقبول ص۱۱۔ (تفسیر قمی ص۶۸۷)

۱۰۔ مولا کریم نے شب ہجرت پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ حضرت علی کو بستر پہ لٹا دو۔ اور ابو بکر صدیق کو ساتھ لے جاؤ۔ (آثار حیدری مطبوعہ لاہور ص۴۰)

۱۱۔ شب ہجرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر بے شک اللہ تعالیٰ تیرے دل پر مطلع ہوا۔ اور خدا نے تیرے ظاہری جواب کو باطن کے مطابق پایا۔ خدا تعالیٰ نے تجھے مجھ سے بمنزلہ مکان۔ آنکھ اور سر کے بنایا ہے۔ جس طرح بدن کے لئے ہوتی ہے۔ علی کی طرح کیونکہ وہ بھی مجھ سے اسی طرح قریب ہے۔ تفسیر حسن عسکری مطبوعہ طہران ص۱۹۰

۱۲۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو شب ہجرت سواری کے علاوہ اپنے کاندھوں پر اٹھا کر غارِ ثور تک پہنچایا۔ جن کا فرزند ارجمند نہیں

دن تک غارِ ثور میں اپنے گھر سے کھانا پہنچاتا رہا۔ (حملہ حیدری مطبوعہ طہران ص۱۲۹)

۱۳۔ صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ پڑھنے کے لئے صحابہ کے منتخب فرمایا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ دیا۔ کہ صدیقِ اکبر زندگی میں اور بعد از وصال حضور ہی ہمارے امام ہیں۔ لہٰذا دس دس حضرات نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر جنازہ پڑھا۔ حتیٰ کہ تمام فرشتوں اور تمام مہاجرین و انصار خورد و بزرگ۔ مرد و زن اہلِ مدینہ و اہلِ اطراف مدینہ تمام نے نمازِ جنازہ پڑھی۔ حیات القلوب مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم ص۸۹۶ جلاء العیون ص۷۸ اصول کافی مطبوعہ تہران ص۲۴۵۔

۱۴۔ صدیق کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے لئے جہیز خریدنے پر فرمایا۔ ابوبکر صدیق کی معیت میں چند صحابہ کو بازار میں بھیجا۔ جن میں حضرت بلال کو خوشبو خریدنے کے لئے مقرر فرمایا۔ عمار بن یاسر اور دیگر صحابہ دوسرا سامان خریدتے تھے۔ جب سامان خریدتے تھے۔ جب سامان خرید چکے تو کچھ اسباب ابوبکر نے اٹھایا اور باقی سامان دیگر صحابہ نے اٹھایا۔ جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ہر ایک چیز کو اپنے ہاتھ میں لیتے اور ملاحظہ فرماتے۔ اور دعا کرتے۔ کہ خداوندا یہ چیزیں میری اہل بیت پر مبارک ہوں۔ جلاء العیون ص۱۱۸۔

۱۵۔ صدیق کے ساتھ حضور نے مشورہ کیا کہ فاطمۃ الزہرا کی شادی کس کے ساتھ ہونی چاہیئے تو صدیقِ اکبر نے عرض کی کہ علی ابن ابی طالب سے۔ جلاء العیون ص۱۱۳

۱۶۔ صدیق نے اپنی پیاری بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ کا نکاح محبوب خدا

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ (حیات القلوب جلد دوم ص۲۷۲)

۱۷۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہمراہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غارِ ثور میں تھے اور دشمن وہاں پہنچے تو اس وقت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غم ہوا کہ کہیں دشمن رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچا ئیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا (اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا) یعنی اے میرے محبوب اپنے یارِ غار کو فرما دو کہ غم نہ کر اللہ تعالیٰ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

پارہ ۱۰ سورۃ توبہ ترجمہ مقبول ص۳۸۴

۱۸۔ صدیق کے نام پر علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابوبکر رکھا۔ جو میدانِ کربلا میں اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پہلے کئی بے دینوں کو جہنم واصل کرتا ہوا شہید ہوا (جلاء العیون ص۴۹۱ روضۃ الشہداء ص۲۶۲ ایضاً ص۲۱۹)۔

۱۹۔ صدیق کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اوّل تسلیم کیا اور جب خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ پاک پر لوگوں نے بیعت کی۔ تو آپ نے (یعنی علی المرتضیٰ) نے مختلف شہروں میں خطوط لکھے۔ جن میں ایک خط آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا۔ جس کی عبارت یہ تھی۔ "مجھ سے انہی لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابوبکر اور عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی۔ لہٰذا نہ تو حاضر کے لئے حق باقی رہ گیا ہے۔ کہ وہ بیعت میں اختیار سے کام لے اور نہ غیر حاضر کے لئے حق ہے۔ کہ وہ بیعت سے روگردانی

کرے رشوریٰ تو مہاجرین انصار کے لئے ہے۔ اگر انہوں نے کسی آدمی کے انتخاب پر اتفاق کر لیا۔ اور اسے امام قرار دے دیا۔ تو یہ اللہ کی اور پوری امت کی رضا مندی کے لئے کافی ہے۔ (نہج البلاغۃ لاہوری جلد دوم صہ ۴ نہج البلاغۃ مصری جلد سوم صہ ۸ نہج البلاغۃ "فیض الاسلام مطبوعہ تہران جلد چہارم صہ ۸۱ ۳۔

۲۰۔ جن کے ساتھ محبوب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے وقت راز و نیاز کی باتیں کیں۔ (جلاء العیون صہ ۷۵ حیات القلوب جلد دوم صہ ۸۶۳)

حوالہ ۲۔ ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے متعلق اور بھی بہت بڑے حوالہ جات پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن طوالت کے خوف سے اختصاراً عرض کر دیا ہے۔ باقی رہے شیخین اور دیگر صحابہ کرام اور اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم کے آپس کے تعلقات اتنا گہرے تھے۔ کہ جیسے تاریخ تو نہیں جھٹلاتی۔ البتہ شیعہ پارٹی ضد کی پکی ہے۔ اللہ تعالےٰ سمجھ دے لیکن جب ازلی سے تالے بند ہوں تو کون کھولے۔

ان حضرات کے تعلقات کے وابستگی کے چند حوالے ہم نے گذشتہ سطور میں عرض کر دیئے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اہل بیت کرام نے اپنی اولاد کے نام حضرات ثلاثہ کے نام پر رکھے۔

۱۔ فرزندانِ علی المرتضیٰ کے نام:۔ ابو بکر رضؓ عمر رضؓ عثمان رضؓ بھی تھے۔

۲۔ فرزندانِ حضرت حسین رضؓ کے نام:۔ ابو بکر رضؓ، عمر رضؓ بھی تھے۔

۳۔ فرزندانِ حضرت حسنؓ کے نام بھی ابوبکرؓ، عمرؓ تھے۔

۴۔ فرزند حضرت زین العابدینؒ کا نام بھی عمرؓ تھے۔

۵۔ فرزند حضرت موسیٰؒ کاظم کا نام بھی عمرؓ تھا۔

ملاحظہ ہوں مندرجہ ذیل کتبِ شیعہ :-

تاریخ الآئمہ ص ۴۳، کشف الغمہ ص ۱۳۲، جلاء العیون ص ۱۹۳، منتہی الآمال ص ۱۳۶

〃 ص ۴۳ 〃 ص ۱۷۸ ۳۔ تاریخ الآئمہ ص ۵۳

〃 ص ۸۳ . . .

〃 ص ۸۹ 〃 . . 〃 . ص ۲۰۰ ص ۱۰۷

وغیرہ وغیرہ

ناظرین کو دعوتِ نظر و فکر ہے کہ خلیفۃ الرسولؐ سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین کی محبت کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے؟ کیا اصحابِ ثلاثہ پر تبرا کرنے والے کسی رافضی نے اپنے بیٹوں کا نام یزید یا شمر بھی رکھا ہے؟ لیکن جب چشم انصاف نہ ہو تو۔

حوالہ ۴ کا بیان ضمناً آگیا ہے۔

حوالہ ۵۔ نعم الصدیق یعنی یارِ یعنی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ بہت خوب اور افضل ترین بزرگ ہیں۔ اس حوالہ کی تفصیل بھی ضمناً حوالہ ۱ میں آچکی ہے۔

حوالہ ۶۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے فدک امام باقرؒ کو واپس کر دیا۔ اس کی مکمل و مفصل بحث ہم نے رسالہ ردّ الزندیق عن مطاعن الصدیق و "باغ فدک"

ہیں عرض کر دی ہے۔

ذخیرۃ المعاد

یہ ملّا باقر مجلسی کی تصنیف ہے۔ ایک ذخیرۃ المعاد اور ہے جس میں مسئلہ حمریہ کا مسئلہ ہے۔ اس کی پوری تفصیل ہم نے دوسری جگہ درج کی ہے۔

۱۔ اذان میں علی ولی اللہ الخ کہنا بدعت اور حرام ہے۔	ذخیرۃ المعاد کتب خانہ گل بہار ایران	۲۷۷
۲۔ محبانِ علی کوثر پی کر اور جنت کے میوے کھا کر مرتے ہیں اور بہشت میں صدیقوں کے ساتھ ہوں گے (واہ واہ)	″	۱۸۶

۱۔ اذان میں علی ولی اللہ الخ بدعت اور حرام ہے۔ لیکن شیعہ بدعت و حرام کو شیرِ مادر کی طرح سمجھے ہیں۔ اسی لئے ملّا باقر مجلسی غریب کی کب مانتے ہیں۔ جب یہ اپنے ائمہ معصومین کی نہیں مانتے۔

۲۔ حوالہ ہذا میں اپنے منہ میاں مٹھو والی بات ہے ورنہ اللہ اللہ خیر سلاّ۔

اصول کافی کی شرح صافی مشہور کتاب ہے اور تفسیر صافی کا صرف ایک حوالہ ہے۔ ہم نے یک جا ان حوالہ جات کو لکھ دیا ہے۔ تاکہ پڑھنے والے کو آسانی ہو۔

۱۔ ان القرآن الذی بین اظہرنا لیس بتمامہ کما انزل علی محمدؐ بل ہو خلاف ما انزل دا اما اعتقاد مشا محنا کان	″	۱۲۔۱۳

یعتقدون التحریف والنقصان فی القرآن الخ

۲. موجودہ قرآن و شیعہ کے قرآن کے مطابق نہیں۔ — صافی ۱۲-۱۳

۳. حضور علیہ السلام کے وصال پر ملائکہ اور مہاجرین
وانصار نے جنازہ پڑھا۔ — " ۴۰۲

۴. ولقد عہدنا الخ تحریف قرآن — ۳۱۸ " ۴۰۳

۵. بی بی حوا بائیں پسلی سے پیدا — ۱۰۳ "

۶. خلافتِ صدیق کے بعد خلافتِ عمرؓ کا اعتراف — ۵۰۲ "

۷. امام جعفر صادق نے فرمایا سب مہاجر و انصار — الصافی شرح اصول ۱۴۲
و فرشتوں وغیرہ نے حضور کی نماز جنازہ پڑھی۔ — کافی جزء سوم ج ۲

۸. قال باقر علیہ السلام من اطعنا فهو منا اهل البیت — تفسیر صافی ۲۶۱
قال منکم قال منا۔

حوالہ ۱۔ صرف ترجمہ ملاحظہ ہو۔ بیشک یہ قرآن نامکمل ہے۔ جیسے حضور علیہ السلام پر اُترا تھا ویسے نہیں ہے۔ اس پر ہم شیعہ کے اسلاف کا اعتقاد یہ ہے کہ اس قرآن میں تحریف و نقصان ہے۔

اس حوالہ سے موجودہ شیعہ کا جھوٹ واضح ہوگا۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس قرآن مجید پر اعتقاد ہے کہ یہ غیر محرف ہے۔ اب اپنے آپ کو جھوٹا مانیں یا اپنے اسلاف کو جھوٹا کہیں۔

حوالہ ۲ کا بھی یہی حال ہے۔ یہی حال حوالہ نمبر ۴ کا ہے۔

حوالہ ۳۔ حضور علیہ السلام کے جنازہ پر خلفاء ثلاثہ و دیگر جمیع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

کی حاضری کے حوالے ہم نے سابقاً عرض کر دیئے ہیں۔ اسی طرح حوالہ ۴
حوالہ ۵ کا بیان بھی گذرا ہے۔
حوالہ ۶ کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔
حوالہ ۷۔ قال باقر علیہ السلام من اطعنا فھو منا اھل البیت قال منکم قال منا۔ یعنی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ہماری اطاعت کرے وہ ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ سائل نے پوچھا کیا آپ کا مطیع اہلبیت ہے۔ فرمایا ہاں، وہ ہمارے اہل بیت سے ہے۔ لو جان چھوٹی۔ اب تو شیعہ ہماری جان چھوڑیں یا یہ اپنے امام سے لڑیں کہ اہل بیت میں انھوں نے تمام مطیعین کو شامل فرمایا۔ لیکن شیعہ تو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت سے نہیں مانتے۔ مگر امام صاحب رضی اللہ عنہ ازواج مطہرات کے علاوہ تمام اطاعت والوں کو اہل بیت مان لیا ہے۔

مختلف کتب کے حوالہ جات

چونکہ بقایا کتب کے چند ایک مختلف مقامات کئے ہیں۔ اسی لئے انہیں یک جا لکھا جا رہا ہے۔ ذخرۃ المعاد ملا باقر مجلسی کے علاوہ دوسری ہے جو فارسی زبان میں طہران میں چھپی ہے۔

۱۔ جماع در فرج محارم بالف حریر جائز است	ذخیرۃ المعاد طبع طہران	۷۹
۲۔ در رمضان شریف برائے مسافر مکروہ است	ر	۴۳۵
۳۔ اف العلماء ھم آل محمد	بصائر	۳

۴۔ ولد لرسول اللہ من خدیجۃ القاسم والطاہر

وام کلثوم ورقیہ وفاطمہ وزینب فتزوج علی من — قرب الاسناد — ۸

فاطمہ وتزوج ابو العاص بن ربیعۃ زینبا الخ

۵۔ یہی حدیث مذکورہ — کتاب خصال لابن بابویہ ج ۲ — ۳۸

۶۔ حضرت فاطمہ نے اپنی ہمشیرہ زینب پر نماز جنازہ پڑھی — الاستبصار ج ۱ — ۲۸۵

۷۔ اللہم صل علی رقیۃ بنت نبیک والعن من اذی — تہذیب الاحکام — ۲۸۴

نبیک فیہا الخ

۸۔ حضور کی چار لڑکیوں کا ثبوت۔ ابن شہر آشوب ج ۱ ص ۱۱۵ ۔ اخبار ماتم ص ۸۵

حیات القلوب ج ۲ ص ۳۳۰ حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۸

۹۔ ماتم و نوحہ کی ممانعت:۔ تفسیر شیعہ و احادیث شیعہ ۔ فروع کافی

ص ۲۲۸ ج ۲ ۔ تفسیر قمی ص ۳۳۵ ۔ جلاء العیون فارسی ص ۵۸ ۔ قرب الاسناد ص ۱۶۳

۱۰۔ ہر نماز کے بعد صحابہ کرام پر تبرا (گالی دینا) — عین الحیوۃ تہران — ۶۱۲

۱۱۔ امام جعفر کا فرمان کہ شیعہ وہ ہے کہ اطاعت الہی و ائمہ کا پابند ہو۔ — " — ۱۵۱

۱۲۔ کوفہ دار السلام ہے۔ — " — ۱۵۸

۱۳۔ لا یجوز آمین فی آخر الحمد وقیل ہو مکروہ الخ — المدارک — ۱۸۰

۱۴۔ شیعوں کی موجودہ اذان کی تردید — " — ۱۶۴، ۱۶۶

۱۵۔ ثلاثۃ یکذبون علی رسول اللہ ابو ہریرۃ وانس الخ — خصال شیخ صدوق ج ۱ — ۱۲۶

المومن اعظم حرمۃ من کعبۃ اللہ الخ — " — ۱۷

۱۶۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربه فان الشیطان یتخذه مخبأً یستتر به	من لا یحضره الفقیہ	۲۳
۱۷۔ حضرت امام جعفر علیہ السلام کے نزدیک مونچھیں کٹانے کا فائدہ۔ عن ابی عبد اللہ الصادق قال تقلیم الاظفار واخذ الشارب من الجمعة الی الجمعة امان من الجذام۔	کتاب الامالی للصدوق	۱۸۳
۱۸۔ عن ابی کہمش قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام علمنی دعاء استنزل بہ الرزق قال لی خذ من شاربک واظفارک ولکن ذالک فی یوم الجمعة۔	خصال لابن بابویہ ج ۲	۳۰
۱۹۔ وامیر المومنین فرمود کہ در ہر جمعہ شارب گرفتن امان مے دہد از خورہ	حلیة المتقین	۶۰
۲۰۔ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مونچھیں لمبی رکھنے والا امت مصطفیٰ سے نہیں ہے۔ دور حدیث دیگر فرمود کہ شارب را از تہ بگیرید و ریش را بلند بگذارید و بہ یہوداں و گبراں خود را شبیہ نگردانید و فرمود کہ از ما نیست ہر کہ شارب خود را نگیرد۔	حلیة المتقین	۶۰
۲۱۔ سنت سمجھ کر داڑھی رکھنے والے کے قریب شیطان نہیں بھٹکتا	من لا یحضره الفقیہ	۲۴
۲۲۔ مرد و عورت کے درمیان امتیاز داڑھی ہے۔	خصال لابن بابویہ ۱۲؍	۹۸
۲۳۔ داڑھی منڈانے والے اور مونچھیں بڑھانے والے	اصول کافی	۲۱۷

مسخ کئے گئے۔

۲۴۔ امام جعفر صادق نے فرمایا عقلمند اور بے عقل کی پہچان داڑھی ہے۔	خصال لابن بابویہ	۵۱
۲۵۔ مونچھیں بڑھانے اور داڑھی منڈانے والے پر حضرت علی نے لعنت کی۔	خصال لابن بابویہ ج ۲	۱۴۲
۲۶۔ ابوبکر جدی ولدنی لصدیق مرتین کذا قال الامام جعفر رضی اللہ عنہ	احقاق حق نور اللہ شوستری	۵
۲۷۔ امام اعظم امام جعفر کے شاگرد ہیں۔	"	۲۰۰
۲۸۔ عمر بن عبد العزیز نے فدک بنو ہاشم یا اولاد فاطمہ کو واپس دیا۔	"	۲۲۵
۲۹۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس سال ہو گی۔	"	۲۶۵
۳۰۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حفوا الشوارب واعفو اللحی	من لا یحضرہ الفقیہ	۲۴
۳۱۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ فانہا الشیطان یتخذہ مخبأً یستتر بہ	"	۲۳
۳۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک مونچھیں کاٹنے کا فائدہ۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام علمنی دعاء استنزل بہ الرزق قال لی	" ۲۷	۳۰

خذ من شاربك واظفارك ولكن ذالك فی یوم الجمعه

۳۴۔ امیرالمومنین فرمود کہ در ہر جمعہ شارب گرفتن حلیۃ المتقین ۱۰۲
امان مے دہد از خورہ

۳۵ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ مونچھیں لمبی رکھنے والا امت
مصطفےٰ سے نہیں ہے۔ و در حدیث دیگر فرمود کہ شارب ۶۰
را از تہ بگیرید و ریش را بلند بگزارید و بہ یہوداں وگبراں
خود را شبیہ مگردانید و فرمود کہ از ما نیست ہر کہ شارب
خود را نگیرد۔

۳۶۔ سنت سمجھ کر داڑھی رکھنے والے کے قریب شیطان من لایحضرہ ۲۴
نہیں بھٹک سکتا۔ الفقیہ

۳۷۔ مرد و عورت کے درمیان امتیاز داڑھی ہے۔ خصال لابن بابویہ ۹۸
ج ۲

۳۸۔ داڑھی منڈانے والے اور مونچھیں بڑھانے اصول کافی ۲۱۷
والے مسخ کئے گئے۔

۳۹۔ امام جعفر صادق نے فرمایا عقلمند اور بے عقل خصال لابن ۵۱
کی پہچان داڑھی ہے۔ بابویہ

۴۰ مونچھیں بڑھانے اور داڑھی منڈانے والے ،، ج ۲ ۱۴۲
پر حضرت علی نے لعنت کی۔

۴۱۔ عمامہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فروع کافی ۳۹
شیعہ احادیث سے۔ ج ۲

۴۲. حضرت باقر علیہ السلام کا فیصلہ کہ جبرئیل علیہ السلام کا سفید نوری عمامہ	فروع کافی ج ۲	۳۹
۴۳. عمامہ کے متعلق امام صادق علیہ السلام کا فیصلہ	"	۳۹
۴۴. شیعہ کتب سے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاتلین کفار مکہ کے ننگے سروں پر مٹی ڈالی۔	ابن شہر آشوب ج اول	۹۹
۴۵. شیعہ احادیث سے لباس نبوت و امامت	حلیۃ المتقین	۵
سفید لباس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھا ہے	فروع کافی ج ۲	۳۲
۴۶ حضرت علی المرتضیٰ کی زبانی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ لباس کی مذمت کی۔	عیون الاخبار ص ۳۴ / حلیۃ المتقین ص ۶ کتاب العلل والشرائع جلد اول ص ۱۲۲ من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۱، تحفۃ العوام ص ۱۹۱	
۴۷. احرام اور کفن سیاہ کپڑے میں جائز نہیں۔	من لا یحضرہ الفقیہ	۱۸۱
۴۸. سیاہ لباس کے متعلق حضرت امام صادق علیہ السلام کا مذہب حلیۃ المتقین ص ۶ و ص ۵ ر ص ۹ تحفۃ العوام ۱۹۱/۲ ۔ من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۱	کتاب العلل والشرائع ج ۱	۱۲۲
۴۹ شیعہ کتب سے قیامت کے سیاہ جھنڈے والوں کا حال	حیات القلوب	۳۱۵
۵۰ سیاہ لباس پہننے سے حضرت عباس کی اولاد سے امامت جاتی رہی۔	کتاب العلل و الشرائع	۱۲۳
۵۱ اہل کے معنے کی تحقیق شیعہ تفسیر سے	تفسیر جوامع الجامع ج ۱	۴۹۵

تفسیر صافی ص ۵۰۹۔ تفسیر مجمع البیان ج ۷ ص ۳۸۴۔ تفسیر المنہج ص ۴۸۲۔ تفسیر جوامع الجامع ۹۵۴
قرآن ترجمہ مقبول ۱۱۴۵، ۱۱۴۸

۵۲۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فیصلہ کے متعلق شیعہ حدیث سے	فروع کافی ج ۲	۳۴
۵۳۔ شیعہ کتب سے آپ کے بستر کی چادر حضرمی تھی۔	ابن شہر آشوب ج ۱ حیات القلوب ج ۲	۳۷۸
۵۴۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے متعلق۔	ابن شہر آشوب ج ۲	۱۴
۵۵۔ شیعہ حدیث سے مقام حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ طیبہ رضی	من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱	۵۰
۵۶۔ آیت کے معنی شیعہ تفاسیر سے	مجمع البیان ج ۷	۱۳۱
۵۷۔ دخول جنت کے وقت بھی بیویاں اولاد سے پہلے داخل ہوں گی۔	ج ۳	۱۳
۵۸۔ رب کریم نے دعا میں بھی بیوی کو اولاد پر مقدم رکھا۔	الفرقان ج ۸	۱۹
۵۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مقدم ہونا شیعہ کتب حدیث سے۔	قرب الاسناد	۱۸۵
۶۰۔ حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا		

مجمع صفات خصوصیۃ ہیں۔	الاحزاب ج ۵	۲۲
۶۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ دنیا کے مومنین سے بہتر ہیں۔	" ج ۸	۲۲
۶۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کہنے والا گناہ کبیرہ کا مجرم ہے۔	الاحزاب جلد ۷	۲۲
۶۳۔ اس آیت کریمہ کی مصداق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شیعہ تفسیر سے۔	مجمع البیان ج ۷	۱۳۵
۶۴۔ اہل بیت کی تحقیق شیعہ تفاسیر سے	القصص ج ۱	۲۵
هل ادلکم علی اهل بیت	تفسیر المنہج	۲۷۶ ۴۹۳
۶۵۔ شیعہ تاریخ سے اہل اور آل کی تحقیق	کشف الغمہ ص۱۴۱ در نجفیہ	۱۵
۶۶۔ اہل بیت شیعہ احادیث سے	بصائر الدرجات ۱/۱۰ ص۵ اصول کافی	۲۵۷
۶۷۔ اہل کا اطلاق بیوی پر۔	کتاب العلل والشرائع ج ۱ ص۴۳ ۔ من لا یحضرہ الفقیہ	۱۶۱
۶۸۔ تحقیق اہل بیت ترجمہ القرآن محشی شیعہ سے ماریہ قبطیہ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بیت فرمایا۔	حاشیہ ترجمہ مقبولی	۲۹۸
۶۹۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فیصلہ۔	اصول کافی ج ۱	۳۲
۷۰۔ تحقیق آل شیعہ احادیث سے (بنات کی تحقیق)	البصائر الدرجات ص۳	۳
	کتاب الامالی للطوسی	۲۹۱
۷۱۔ بنت کی تشریح شیعہ تفسیر سے	تفسیر مجمع البیان مولفہ علامہ طبرسی	۲۸

۷۲. سوتیلی لڑکیوں کی اصطلاح شیعہ تفسیروں سے	تفسیر مجمع البیان مطبع طہران مولفہ ابی علی طبرسی تفسیر عمدۃ البیان ج۱	۲۷ ۲۲۵
۷۳. شیعہ احادیث سے حقیقی اربعہ بنات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ آپ کی حقیقی بنات اربعہ کے متعلق	خصائل لابن بابویہ ج ۲	۳۷
۷۴. حدیث امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا کا فرمان ہے۔	اصول کافی العامی شرح اصول کافی ج۱	۲۹ ۱۱۷
۷۵. حضرت امام جعفر صادق و امام محمد باقر علیہ السلام کا عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیوں کے متعلق۔	قرب الاسناد دولا بی العباس بن جعفر الحمیدی	۸
۷۶. حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بنات حقیقی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق	خصائل لابن بابویہ ج ۲	۳۷
۷۷. حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضرت زینب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز پڑھنا۔	کتاب الاستبصار ج اول	۲۴۵
اصول کافی کتاب الحجہ مطبع نولکشوری ص۲۷۸ مطبع ایران کتاب الامالی للطوسی ص۲۷ تہذیب الاحکام ج۱ ص۲۸۴		۱۱۶
۷۸. بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت کتب تواریخ سے	ابن شہر آشوب	۸۵
در بیان احوال اولاد امجاد آنحضرت است. حیات القلوب ج۲	ج۱	۱۶۵ ۸۵
حیات القلوب ج۲ ص... تحفۃ العوام ص۱۱۳ حیات القلوب ج۲		۷۱۹

ص۱۴۶ ، حیات القلوب ج ۲ ۔		۲۳۰
۷۹۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت نوحہ کے متعلق	فروع کافی ج	۲۲۸
قرآن کریم سے ۔	تفسیر قمی	۳۴۵
نوحہ کی ممانعت اللہ قرآن کریم کی تفسیر شیعہ احادیث سے ۔	تفسیر مجمع البیان ج۹	۲۷۴
۸۰۔ ماتم کے متعلق حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ		
عنہ کی تفسیر قرآنی قرآن کریم کی آیت سے ممانعت ماتم	فروع کافی ج ۲	۲۲۸
کا ترجمہ امیر المؤمنین علیہ السلام حضرت امام باقر کی	کتاب العلل والشرائع	
زبانی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اپنی صاحبزادی	ج ۲	۱۱۰
حضرت فاطمۃ الزہرا کو مجھ پر ماتم نہ کرنا ۔	جلاء العیون	۵۸
۸۱۔ جو شخص ماتم کرتا ہے ۔ وہ نبی کریم	حلیۃ المتقین ص۸۸ کتاب الامالی الصدوق ص	۲۵۵
صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیتا ہے ۔	جلاء العیون ص۶۹ ۔ اصول کافی ص۳۰	۴
	قرب الاسناد ص۳۲ ، حلیۃ المتقین ص۱۲۹	۱۱
	من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۲۵ ، ۳۵ حلیۃ المتقین ص۲۵	
۸۲۔ عورتوں کو ماتم میں بھیجنے کے متعلق	خصال لابن	
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ ۔	بابویہ	۹۲
۸۳۔ اصلش پیغمبری است و فرعش امامت است	حیات القلوب	
اما پیغمبری از محمدؐ است و امامت علی است ۔ اس	مطبع تہران	۵
سے معلوم ہوا کہ امامت کا مسئلہ فرعی ہے نہ اصلی	ج ۲	
۸۴۔ آدم علیہ السلام نے عرش پر دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ	"	۹

۸۵۔ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو قبر سے نکال کر سزا دیں گے۔ (معاذ اللہ)	حیات القلوب مطبع تہران ج ۲	۶۱۱
۸۶۔ نماز میں صدیق اکبر کو ساتھ لے جانے کا حکم زبانی تھا۔	"	۳۲۱
۸۷۔ حضور علیہ السلام کی بی بی فاطمہ کو جزع و فزع ممانعت کی وصیت	"	۶۵۷
۸۸۔ شیعوں کا حشر مرسلین و صدیقین وغیرہ کے ساتھ (سبحان اللہ واہ واہ۔	حیات القلوب	۱۳۲
۸۹۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے بعد خلفہ ثلاثہ ہوں گے	"	۱۴۷
۹۰۔ شیعہ کے جماع کرتے وقت اس کی عورت کی رحم میں فرشتہ نطفہ ڈالتا ہے۔	"	۱۴۸
۹۱۔ شیعوں کے گناہ فرشتے مٹاتے رہتے ہیں۔	"	۱۴۹
۹۲۔ حضور نے دعا فرمائی کہ تمام امت اتباع علی کرے لیکن قبول نہ ہوئی۔		
۹۳۔ ہر زمانہ میں امام کا ہونا ضروری اور شیعہ کے نزدیک کون ہے۔	"	۳
۹۴۔ مرتبہ امامت نبوت سے بالا تر ہے۔ اور	"	۳

امام کا حقیقی تصور۔

۹۵۔ فرق نبی و امام میں کوئی نہیں صرف لفظی فرق " ۴

(مرزا بھی یونہی کہتا ہے)

اب حوالہ جات کو ترتیب وار دیکھیئے۔

حوالہ ۱۔ جماع در فرج محارم بالف حریر جائز است صد ۹۷

یعنی ریشم کا کپڑا ذکر کو لپیٹ کر اپنی محارم یعنی ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے جماع جائز ہے۔

مسلمانو! یہ ہے شیعہ کا مذہب، کوئی بے غیرت۔ دیوث اس قسم کی حرکت کرے تو اسے زمین و آسمان میں جگہ نہ ملے، لیکن شیعہ کے لئے جائز ہے۔ اور پھر مومن بھی ہیں اور پاک بھی۔

حوالہ ۲۔ جماع در رمضان شریف برائے مسافر مکروہ است صد ۳۵۴

رمضان شریف میں مسافر کو جماع مکروہ ہے۔

اس کی مصلحت شیعہ حضرات جانتے ہیں۔ ورنہ شرعاً تو کوئی قباحت نہیں۔ ممکن ہے یہ مصلحت متعہ شریف کی بچت کے پیش نظر ہو۔ اس لئے کہ گورنمنٹ تو بچت پہ بڑا زور دیتی ہے۔ اور یہ رمضان شریف کی بچت گورنمنٹ کو دکھا کر حکومت کی سرخروئی حاصل کریں گے۔ ادھر متعہ شریف کے لئے بچت کر کے ان گنت ثواب بھی پائیں گے اور بہشت کا سرٹیفکیٹ بھی۔

ایک مسئلہ ذخیرۃ المعاد کا سنیئے۔ ذخیرۃ المعاد کے صد ۹۱ پر ہے:۔

"در جواز وطی دبر اشکال است۔ و احوط اجتناب است اگرچہ قول بجوازش

قوی است - ذخیرۃ المعاد صلـ۱۹۱

ترجمہ:۔ خلاف فطری فعل کرنے میں اشکال ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ اجتناب کیا جائے۔

عبارت میں شیعہ کے مجتہد صاحب یہ فرماتے ہیں کہ بہت احتیاط یہ ہے کہ وطی فی الدبر نہ کی جائے لیکن اگر کوئی شیعہ ایسا فعل کرے تو اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ اس نے بے احتیاطی کی ہے۔ کیونکہ اس فعل کے جواز پر بھی تو قول قوی آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مجتہد علامہ زین العابدین صرف احوط کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ اگر ان کا مسلک یہ ہوتا کہ یہ فعل حرام ہے تو صاف لکھتے کہ یہ ذلیل فعل حرام ہے اس کے کبھی بھی قریب نہ جانا۔ مگر انھوں نے ایسا نہیں لکھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ فعل حرام تھا ہی نہیں۔ بلکہ انھیں تو اشکال تھا۔

جواب از شیعہ:۔ "ہمارے علماء کی اکثریت اسے حرام سمجھتی ہے۔ یہاں تک کہ بہت سے نصوص میں وارد ہوا کہ لواطت میری اُمت پر حرام ہے۔ اس سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یہ فعل امم سابقہ مثلاً حضرت لوط کی امت کے لئے ممکن ہے جائز ہو۔ نیز عترت طاہرہ کے نصوص میں وارد ہوا ہے۔ کہ ہم اہل بیتِ رسالت کبھی اس فعل کے مرتکب نہیں ہوتے۔ لہذا حکم قوی ہے کہ اس سے باز رہنا چاہیئے۔"

جواب الجواب از اہلسنت

ملـ۱۔ اکثریت حرام سمجھتی ہے جس سے اتنا ثابت ہوا کہ بعض مجتہدین شیعہ اس

فعل کو جائز بھی کہتے ہیں۔ ورنہ اکثریت کے لفظ کے استعمال کی کیا ضرورت تھی۔

۲۔ ممکن ہے "قوم لوط کے لئے یہ فعل جائز ہو" یہ عجیب وغریب بات آج ہی سنی گئی ہے۔ اور اس سے بڑی جہالت مجتہد زین العابدین کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ لواطت کو قوم لوط کے لئے جائز بتا رہے ہیں۔ اور پھر مدیر رضاکار کو دیکھئے۔ کہ وہ اپنے اخبار میں کتنی نزاکت کے ساتھ یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ ممکن ہے یہ فعل قوم لوط کے لئے جائز ہو۔ حالانکہ اہل فہم وبصیرت پر روشن ہے کہ لواطت من الرجل کسی بھی شریعت میں جائز نہ تھی۔ اور قوم لوط پر عذاب ہی اسی فعلِ ذلیل کے ارتکاب کی وجہ سے آیا تھا۔ دیکھو قرآنِ پاک اور قومِ لوط کے حالات۔

۳۔ اہلِ بیت رسالت کبھی اس فعل کے مرتکب نہیں ہوئے۔ بلکہ تمام اہل بیتِ رسالت اس ذلیل فعل کا ارتکاب کیسے کر سکتے تھے۔ وہ تو طیب وطاہر تھے۔ سوال تو شیعوں کا ہے: وہ اہل بیت کہاں ہیں؟

حوالہ ۳۔ ان العلماء ہم آل محمد (البصائر ص۳)

یعنی علماء آلِ محمدؐ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

شیعہ ازواج مطہرات کو اہلِ بیت نہیں مانتے: ان کے اسلاف تمام علماء کو نہ صرف اہلِ بیت بلکہ آل محمدؐ مان رہے ہیں۔

حوالہ ۴ تا ۱۲ ہم تفصیل سے پہلے لکھ آئے ہیں۔

حوالہ ۱۳۔ لا یجوز آمین فی آخر الحمد وقیل مکروہ المدارک ص۱۸۰۔ یعنی الحمد کے بعد آمین کہنا ناجائز بعض کے نزدیک مکروہ ہے۔ بہر صرف اس لئے ہو گا۔

کہ آمین (بمعنے قبول فرما) اور شیعہ کو جب اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید ہی نہیں تو پھر وہ کیسے آمین کہیں۔

حوالہ ۱۴ تفصیل گذری ہے۔ اسی طرح حوالہ ۲۶ تا ۲۹ کی تفصیل بھی۔

حوالہ ۱۵۔ ثلثۃ یکذبون علی رسول اللہ وانس (خصال شیخ صدوق صہ ۱۲۶)

یعنے تین صحابی رسول ہمیشہ رسول اللہ سے جھوٹی روایات بیان کرتے ہیں اُن میں ابوہریرہ وانس ہیں۔

یہ شیعوں کا معمولی کارنامہ ہے۔ اس لئے کہ ان کی سب وشتم سے بڑے بڑے انبیاء مثلاً آدم و یوسف علیہما السلام وغیرہ وغیرہ نہ بچ سکے تو یہ ابو ہریرہ وانس کون لگتے ہیں۔

حوالہ ۱۵۔ المومن اعظم حرمۃ من کعبۃ اللہ الخ خصال صہ ۱۶۱

یعنی مومن کعبۃ اللہ سے معظم و مکرم ہے۔ لیکن شیعہ ہر بھنگی، شرابی، مست کو مومن کہتے ہیں۔ تو پھر کعبہ کی عزت کہاں گئی۔

حوالہ ۱۶ تا ۲۵۔ پھر ۳۰ تا ۴۰ سب کا مضمون ایک ہے۔

شیعہ کا شعار

دور حاضرہ میں شیعہ کا شعار ہے سیاہ کپڑے پہننا۔ بھنگ رگڑنا اور پیالے بھر بھر کے پینا، اور محرم کے دنوں تعزیہ نکالنا۔ اور اس میں دھوم دھام سے شادی کی طرح محفلیں رچانا، ڈھول باجے بجانا۔ فقیر ہر ایک کو اپنے مقام پہ لکھ آیا ہے۔ اور بعض کو آگے لکھے گا یہاں صرف ایک شعار داڑھی چٹ

مونچھیں دراز کو لکھتا ہے۔ آج کل شیعان علیؓ کا نشان امتیاز یہ ہے کہ داڑھی چٹ اور مونچھیں دراز ہوتی ہیں۔ پس اسی حلیہ سے وہ پہچانے جاتے ہیں جس کی داڑھی مسنون ہو اور شوارب (مونچھیں) کٹی ہوئی ہوں۔ اس کو شیعہ حضرات غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس لئے کہ کتب شیعہ سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنا ضروری ہے" تاکہ دیکھ کر اپنی حالت پر افسوس ہو۔ اور آئندہ اس سے باز آجائیں۔

(۱) شیعہ کی مستند کتاب حدیث من لا یحضرہ الفقیہ میں ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبھوا بالیھود۔ (رسول اللہ نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی رکھو۔ اور یہودیوں سے مشابہت پیدا نہ کرو)

(۲) فروع کافی جلد ۲ صد ۵۳ میں ہے۔ عن بعض اصحابہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی قدر اللحیۃ قال تقبض بیدک و تجز ما فضل (امام صادق سے بعض اصحاب نے داڑھی کی مقدار کا سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ بقدر قبضہ رکھو۔ اور اس سے زائد کاٹو۔)

(۳) اسی کتاب کے صفحہ مذکور میں ہے:۔ عن علی ابن جعفر عن اخیہ ابی الحسن علیہ السلام قال سئلتہ عن قص الشوارب امن السنۃ قال نعم (علی ابن جعفر نے اپنے بھائی ابوالحسن سے روایت کی ہے کہ ان سے دریافت ہوا کیا مونچھوں کا کاٹنا سنت ہے۔ کہا ہاں بے شک!)

(۴) پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ میں ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یطولن احدکم شاربہ فان الشیطان یتخذہ

جبارۃ یستر بہ۔ امام صادق سے روایت ہے کہ رسول پاک نے فرمایا، کوئی شخص تم میں سے موچھوں کو نہ بڑھائے کیونکہ شیطان خیمہ بناتا ہے۔ جو اس کے پردے کا کام دے)

(۵) اصول کافی صلا۲۱ میں ہے۔ یا امیر المومنین دما جند بنی مروان قال فقال لہ قوم حلقوا اللحی وفتلوا السبالت (جناب امیر سے پوچھا گیا۔ بنو مروان کا لشکر کون ہے تو فرمایا۔ وہ ایک قوم تھی جو داڑھی چٹ کرلتے اور موچھوں کو تاؤ دیتے تھے۔ ان کی صورتیں مسخ ہوگئیں۔)

شیعہ غور کریں :۔ حدیث ۱:۔ میں موچھیں کٹانے اور داڑھی رکھانے کا صاف حکم ہے۔ اور کہ جو ایسا نہیں کرتے وہ یہودیوں سے مشابہ بنتے ہیں۔

حدیث (۲) میں داڑھی کی مقدار بتائی گئی ہے۔ کہ بقدر قبضہ اس کا رکھنا ضروری ہے۔

حدیث (۳) میں موچھیں کٹانا سنتِ نبوی قرار دیا گیا ہے۔

حدیث (۴) میں تو موچھیں کٹانے کی ایسی تاکید کی گئی ہے، کہ رسول نے فرمایا۔ لمبی موچھیں شیطان کے خیمہ کے کام آتی ہیں جس سے وہ پردہ بناتا ہے۔

حدیث (۵) میں داڑھی چٹ اور موچھیں دراز بنو مروان کے لشکر کا حلیہ بتایا گیا ہے۔ مزید فقیر کے رسالہ "نصرۃ الملھم فی سبلۃ المسلم" میں دیکھئے۔

جو حضراتِ شیعہ ان احادیث کے خلاف داڑھی چٹ اور موچھیں دراز بنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔ وہ ان احادیث کی رُو سے یہودی صفت سنتِ نبوی کے منکر شیطان کے مددگار ہیں۔ کہاں ہیں وہ شیعہ جو جہال کو کہا کرتے ہیں کہ

لمبی مونچھیں مولی علیؓ کے شاہبر ہیں اور اس لیے ہم سنت علیؓ کے عامل ہیں اگر تمہاری کتابیں سچی اور تمہارے امام صادق اور رسولؐ پاک کا قول سچا ہے۔ تو یہ لوگ سنتِ شیطان کے عامل اور یہود صفت۔ خدا و رسولؐ کے نافرمان ہیں۔ خدا اُن کو ہدایت کرے۔ غضب تو یہ ہے کہ شیعہ علماء بھی داڑھی چٹ اور مونچھیں دراز نظر آتے ہیں۔ گویا وہ اس کو شعار اسلام سمجھتے ہیں۔ ایسے علماء سے خدا کی پناہ جو ضلوا فاضلوا کے مصداق ہیں۔ اسی طرح

شیعوں کی بھنگ اور شراب کا قصہ

ہر چند شراب کی حرمت نصِ قرآن سے ثابت ہے۔ اور لحم خنزیر و شراب حرمت میں برابر ہیں۔ لیکن شیعہ حضرات کے بہت سے پیر فقیر شراب کے عادی ہوتے ہیں۔ اور اس کو شیر مادر سمجھ کر استعمال کرتے ہیں مریدانِ خوش اعتقاد کہتے ہیں۔ ہمارے مرشد جی کے پاس شراب کی بوتل لاؤ۔ تو دودھ خالص شراباً طہوراً بن جاتا ہے۔ بہت سے وضعی شرابی پیر نذر و نیاز میں بھی شراب کی بوتل کی فرمائش کیا کرتے ہیں۔ اور بھنگ تو ملنگان مولا علی کا صبح شام کا وظیفہ ہوتا ہے۔ اِدھر بھنگ رگڑتے ہیں
ادھر بزرگانِ دین کو لعنت و تبرا کہہ کر نامۂ اعمال سیاہ کرتے ہیں کوئی منع کرے تو کہا کرتے ہیں۔ کہ ان ملانوں کو کیا خبر کہ بھنگ اور چرس کے نشہ میں کیسی معرفت کی باتیں سوجھتی ہیں۔ اور عالمِ ملکوت کے اسرار ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے ذیل میں چند مسائل شراب و بھنگ کے متعلق

ہم شیعہ کی معتبر کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔ شاید کسی کو ہدایت نصیب ہو جائے۔
شیعہ کی معتبر کتاب فروع کافی جلد ۲ جزو دوم میں ص۱۹۱ سے ص۱۹۲ تک شراب کی خباثتوں، شارب خمر کی برائیوں کا مفصل تذکرہ ہے۔ چونکہ عربی احادیث ہیں اس لئے ہم صرف شیعہ کی مستند تفسیر عمدۃ البیان سید عمار علی شیعی سے ایک عبارت لکھتے ہیں۔ جو جامع و مانع ہے۔ اور ان تمام احادیث کا نچوڑ ہے۔ اور اُردو خوان اصحاب اس کو پڑھ کر مستفید ہو سکتے ہیں۔

جناب صادقؑ نے فرمایا کہ پینے والا شراب کا بیمار ہو۔ تو اس کو پوچھنے نہ جاؤ اور اگر مر جائے تو اس کے جنازہ پر مت جاؤ۔ اگر حاجتمند ہو تو اس کو زکوٰۃ مت دو۔ اور اگر عورت کو واسطے نکاح کے چاہے تو نکاح اس سے مت کرو۔ اور جو شخص کہ اپنی دختر کا نکاح کسی شرابی سے کرے تو اُس نے گویا اپنی بیٹی کو دوزخ میں ڈالا ہے۔ اور فرمایا جناب رسولِ خدا نے کہ جو کوئی شرابی کو ایک لقمہ کھانے کو دیوے یا ایک گھونٹ پانی کا دیوے تو البتہ معین کرے گا خدا اوپر اُس کے قبر میں سانپ اور بچھو۔ کہ طول اس کے دندان کا ایک سو دس گز ہوگا۔ اور پلایا جائے گا قیامت کے روز دوزخیوں کے زخموں کا پانی۔ اور جو کوئی حاجت روائی کرے گا شرابی کی، گویا اس نے ایک ہزار مومن کو قتل کیا۔ یا خانہ کعبہ کو ڈھایا اور جو کوئی سلام کرے اس پر تو لعنت کریں گے اس پر ستر ہزار فرشتے۔ اور لعنت کی ہے خدا نے شراب پینے والے کو اور اس کے پلانے والے کو۔ اور اس کے اٹھا لے جانے والے کو اور جس کے پاس لے جائے اس کو۔ اور تنبیہ الغافلین میں لکھا ہے کہ فرمایا

جناب رسولِ خدا نے جو کہ کوئی ایک لقمہ بھنگ کا کھائے، ایسا ہے کہ گویا اس نے خانہ کعبہ کو ایک بار ڈھائے۔ تو ایسا ہے گویا اس نے ستر پیغمبروں کو قتل کیا۔ اور قرآن میں جو شجر ملعونہ ہے۔ مراد اس سے بھنگ کا درخت ہے"

(تفسیر عمدۃ البیان مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی جلد ۱ صفحہ ۳۲۸)

اب بھنگ اور شراب کی فضیلت آپ نے شیعہ کی مستند تفسیر سے سُن لی ہے۔ آپ غور کریں کہ کتنے بھنگی اور شرابی مولا علیؓ کے ملنگ اور پیر فقیر نکلتے ہیں۔ جو شیعہ صاحبان کے قبلہ و کعبہ اور شیعہ مذہب کے رکن اعظم اور معتمد علیہ سمجھے جاتے ہیں۔ پھر کیوں نہ کہا جائے کہ اس مذہب میں روحانیت ہے نہیں ورنہ یہ لوگ ایسے محرمات علانیہ استعمال نہ کرتے۔

حوالہ ۱۴ تا ۵۰ کی تفصیل سنیئے۔ اور حوالہ جات کتب اہل سنت اور شیعہ سے پیش کئے جا رہے ہیں۔ آنے والے اوراق کو دیکھیے۔

سیاہ لباس اور ننگے سر شیعے

آج کل شیعوں نے اپنا مذہبی شعار بنا رکھا ہے۔ ننگے سر پھرنا اور سیاہ لباس پہنا۔ ہم اہلسنت کی کتب کے علاوہ شیعہ کی معتبر کتب سے نبی علیہ السلام اور آئمہ اطہار رضی اللہ عنہم کا لباس پیش کرتے ہیں۔ اور بتاتے ہیں کہ سیاہ لباس کن لوگوں کا تھا۔

حوالہ جات کتب اہلسنت

عن رکانۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزال اُمتی علی الفطرۃ

ما لبسوا العمائم علی القلانس (رواہ الدیلمی) کنز العمال ج ۸ ص ۱۹ (الدیلمی عن رکانۃ)

رکانہ سے روایت ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت فطرۃ اسلامی پر قائم رہے گی. جب تک کہ وہ ٹوپیوں پر عمامے باندھیں گے،

عن عبادۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالعمائم فانہا سیما الملائکۃ وارخوالہا خلف ظہورکم کنز العمال ۸/۱۸ الیضاً ج ۸ ص ۱۸

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر پگڑی لازمی ہے۔ اس لیئے کہ فرشتوں کا نشان ہے. اور پگڑی کا شملہ اپنی پیٹھ کے پیچھے لٹکاؤ۔

کتب شیعہ

محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابی همام عن ابی الحسن علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل مسومین قال العمائم اعتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ فسدل لہا من بین یدیہ ومن خلفہ واعتم جبرئیل علیہ السلام فسدلہا من بین یدیہ ومن خلفہ۔ فروع کافی ج ۲ ص ۲۹

حضرت کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان مسومین کے مطلب کے متعلق آپ نے فرمایا عمامے مراد ہیں. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پگڑی باندھی تو اس کے دونوں طرفوں کو اپنے پیچھے لٹکایا اور جبرئیل علیہ السلام نے عمامہ باندھا تو اس کو اپنے آگے بھی لٹکایا اور پیچھے بھی۔

محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن ابن فضال ابی جمیلہ عن جابر عن ابی

جعفر علیہ السلام قال کانت علی الملائکۃ العمائم البیض المرسلۃ یوم بدر

فروع کافی ج۲ ص۳۹

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ غزوہ بدر کے دن ملائکہ سفید عمامے باندھے گئے تھے۔

عدۃ من اصحابنا عن احمد بن ابی عبداللہ عن الحسین بن علی العقیلی عن علی بن ابی علی اللھبی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال عمم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا بیدہ فسدلھا من بین یدیہ وقصرھا من خلفہ قدر اربع اصابع ثم قال ادبر فادبر ثم قال اقبل ثم قال ھذا تیجان الملائکۃ۔ فروع کافی ج۲ ص۳۹

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دست پاک سے عمامہ باندھا۔ تو اس کو آپ نے آگے لٹکایا اور چار انگل کی مقدار پیچھے بھی لٹکایا۔ پھر فرمایا پیچھے کو تو علی المرتضیٰ نے پیچھے ہٹا لیا۔ پھر فرمایا آگے کو۔ پھر اپنے آگے کر لیا۔ پھر فرمایا کہ ملائکہ کا وطیرہ ہے۔ سنی اور شیعہ ہر دونوں مذہبوں کے مقتداؤں سے ثابت ہوا۔ کہ سر پہ پگڑی باندھنی چاہیئے۔

ننگے سر کی ممانعت از کتب اہلسنت

قال وخرج علیھم رسول اللہ صلی اللہ وسلم فاخذ حفنۃ من تراب فی یدہ ثم قال (نعم اقول ذالک انت احدکم) واخذ اللہ تعالی علی

ابصارهم عنه فلا یرونه فجعل ینثر ذالک التراب علی رؤسهم

وهو یتلوا هؤلاء الآیات یٰسٓ والقرآن الحکیم

صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم الی قوله فاغشینٰهم

فهم لا یبصرون حتی فرغ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من هؤلاء

الآیات ولم یبق منهم رجلٌ الا وقد وضع علی راسه ترابًا ثم

انصرف الی حیث اراد ان یذهب فاتاهم آتٍ ممن لم یکن معهم

فقال ما تنتظرون ههنا؟ قالوا محمدًا قال خیبکم اللّٰہ قد واللّٰہ

خرج علیکم محمدٌ ثم ما ترک منکم رجلًا الا وقد وضع علی راسه

ترابًا وانطلق لحاجته افما ترون ما بکم؟ قال فوضع کل رجل منهم

یده علی راسه فاذا علیه تراب. (تاریخ الطبری ج۲ ص۱۰۰ وابن ہشام ج۱ ص۹۵)

محمد بن اسحٰق نے کہا کہ کفار پر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو آپ نے

ایک مٹھی مٹی لی۔ پھر آپ نے فرمایا (ہاں میں کہتا ہوں یہ کہ تو ان سے ایک

ہے) اللہ تعالےٰ نے ان کی آنکھیں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے

سے اندھی کر دیں۔ وہ آپ کو دیکھ نہ سکے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے

یہ مٹی کی ایک مٹھی تمام کے سروں پر ڈال دی۔ اس وقت آپ نے قرآن

کریم کی یہ آیتیں یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔ فاغشینٰهم فهم

لا یبصرون۔ تک پڑھیں۔ جب آپ یہ آیتیں پڑھ کر فارغ ہوئے تو ان

کفار سے کوئی باقی نہ رہا۔ جس کے سر پر مٹی نہ پڑی ہو۔ پھر جہاں آپ کا ارادہ

ہوا تشریف لے گئے۔ تو ان کفار کے پاس ایک اور آدمی آیا۔ جو ان کا

منا تھی نہ تھا۔ اس نے کہا یہاں کس کا انتظار کرتے ہو؟ انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس نے کہا تمہیں اللہ ذلیل کرے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم پر تشریف لائے۔ پھر تم سے کسی ایک کو بھی اپنے نہیں چھوڑا جس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو اور اپنے کام کو تشریف لے گئے۔ تم دیکھتے نہیں تمہارا کیا حال ہوا ہے؟ محمد بن اسحق نے کہا کہ ہر آدمی نے ان سے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو سر مٹی سے لبریز تھا۔

فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہم وہم جلوس علی الباب فاخذ حفنۃ من البطحاء فجعل یذرھا علی رؤسہم ویتلوا لیسین والقرآن الحکیم حتی بلغ سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون ومضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال قائل لہم ما تنظرون؟ قالوا محمد قال خبتم وخسرتم قد واللہ مر بکم وذر علی رؤسکم التراب قالوا واللہ ما ابصرناہ وقاموا ینفضون التراب علی رؤسہم وہم ابو جہل والحکم ابن ابی العاص وعقبۃ بن ابی والنضر بن الحارث وامیۃ بن خلف وابن الغیطلۃ وزمعۃ بن الاسود وطعیمہ بن عدی وابو لہب وابی بن خلف ونبیہ ومنبہ ابن الحجاج۔

(طبقات ابن سعد ص۲۲۸)

تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قاتلین کفار پر تشریف لائے۔ اور وہ قاتلین کفار آپ کے دروازے پر بہ نیت قتل بیٹھے تھے تو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرد سے مٹی کی ایک مٹھی لی۔ پھر ان کے سروں پر ڈال دی۔ اور

یٰسین والقرآن الحکیم کو لا یؤمنون تک پڑھا۔ اور تشریف لے گئے تو کسی
کہنے والے نے ان کو کہا کہ کس کی انتظار کرتے ہو، انہوں نے جواب دیا
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی، اس نے کہا تم ذلیل ہوئے۔ اور تمہیں خسارہ ہوا
خدا کی قسم مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس سے تشریف لے گئے اور
تمہارے سروں پر مٹی ڈال دی۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم ہم نے اُن کو نہیں
دیکھا۔ اور وہ کھڑے اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے تھے۔ اور وہ بہ نیت قتل
کھڑے ہونے والے) ابوجہل اور حکم بن ابی العاص اور عقبہ بن ابی
معیط اور نضر بن حارث اور امیہ بن خلف اور ابن غیطلہ اور زمعہ
بن الاسود اور طعیمہ بن عدی اور ابو لہب اور ابی بن خلف اور نبیہ اور
منبہ بن حجاج تھے۔

وخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ حفنۃ من تراب فجعلہ
علی رؤسھم وھو یتلوا ھٰذہ الایات من یٰسین والقرآن الحکیم الیٰ
قولہ فھم لا یبصرون ثم انصرف فلم یروہ فاتاھم آت فقال ما
تنتظرون؟ قالوا محمداً قال خیبکم اللہ قد خرج علیکم ولم یترک احداً
منکم الا جعل علیٰ راسہ التراب وانطلق لحاجتہ فوضعوا ایدیھم علیٰ
رؤسھم فوجدوا التراب۔ تاریخ کامل ج ۲ ص ۳۹۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو آپ نے ایک مٹھی مٹی کی لی، تو
ان کے سروں پر ڈال دی۔ اور قرآن کریم کی ان آیتوں کی تلاوت فرماتے تھے۔
یٰسین والقرآن الحکیم کو فھم لا یبصرون تک تو کفار نے آپ کو نہ دیکھا۔

تو اُن کے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے کہا کس کی انتظار کرتے ہو ؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اُس نے کہا تمہیں اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا، خدا کی قسم تم پر آپ تشریف لائے۔ اور تم سے کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ جس کے سر پہ مٹی نہ ڈالی ہو اور آپ اپنے کام کو تشریف لے گئے۔ تو انھوں نے اپنے سروں پہ اپنے ہاتھ پھیرے تو سروں پہ مٹی دیکھی۔

وعند خروجہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل ینثر التراب علی رؤسھم فلم یبق رجل الا وضع علی رأسہ ترابا ثم انصرف الی حیث اراد فاتاھم آت فقال تنتظرون ھھنا، قالوا محمداً فقال قد خیبکم اللہ واللہ خرج علیکم محمد ثم ما ترک منکم رجلا الا وضع علی راسہ ترابا وانطلق لحاجتہ افما ترون ما بکم قال فوضع کل رجل منھم یدہ علی راسہ فاذا علیہ تراب۔ سیرۃ حلبیہ ج۲ ص۴۲

اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلتے وقت کفار کے سر پر مٹی ڈالی ان میں ایک کو بھی نہ چھوڑا۔ جس کے سر پہ مٹی نہ ہو۔ پھر آپ کا جہاں ارادہ تھا تشریف لے گئے۔ تو اُن کے پاس ایک آنے والا آیا۔ تو اس نے کہا یہاں کس کی انتظار کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ تو اس نے کہا تمہیں اللہ نے ذلیل کیا۔ خدا کی قسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تم پر تشریف لائے۔ پھر آپ نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا۔ جس کے سر پر مٹی نہ ڈالی ہو۔ اور آپ اپنے کام کو تشریف لے گئے۔ کیا تم دیکھتے نہیں تمہارا

کیا حال ہے تو ہر شخص نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا۔ تو ان کے سر پر مٹی تھی
وکانت بیدہ قبضۃ تراب فرمی بھا فی رؤسھم و مضیٰ
اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ پاک میں مٹی تھی تو آپ نے اُن کے
سروں پر مٹی ڈالی۔ اور خود تشریف لے گئے (ابن شہر آشوب جلد ۱ صفحہ ۹۹)

شیعہ ننگے سر رہ کر کس سنّت پہ چل رہے ہیں؟

اب سمجھنا ضروری ہے کہ مسلمان کو لباس کس رنگ کا پہننا چاہیئے۔ اور
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کس رنگ کے لباس کو پسند فرمایا۔

کتب اہلسنّت

عن سمرۃ بن جندب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال علیکم
بالبیاض من الثیاب فلیلبسھا احیاءکم وکفنوا فیھا موتاکم
(طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۴۹)

سمرہ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے
فرمایا کہ تم پر سفید کپڑے لازمی ہیں۔ تمہارے زندہ سفید کپڑے ہی پہنیں۔
اور سفید کپڑوں میں ہی اپنے مردوں کو کفن دو۔

عن سمرۃ بن جندب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال البسوا
الثیاب البیض فانھا اطھر واطیب وکفنوا فیھا موتاکم۔

سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو۔ بے شک وہ سفید کپڑا بہت اچھا ہے۔ اور پسندیدہ

ہے اور اسی سفید کپڑے میں اپنے مُردوں کو کفن دو۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیرُ ثیابِکمُ البیاضُ فالبسوھا و کفّنوا فیھا موتاکم۔ ابن ماجہ صفہ ۲۶۳

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہارے کپڑوں سے بہتر کپڑا سفید ہے، سفید کپڑے پہنو۔ اور اپنے مُردوں کو سفید کفن دو۔

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم البسوا ثِیَابَ البَیاضِ فَاِنّھا اطھرُ و اطیبُ۔ ایضاً

سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سفید کپڑے پہنو سفید کپڑے بہت پاک اور بہت صاف ہوتے ہیں۔

عن سمرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال البسوا من ثیابکم البیاضَ فَاِنّھا اطھرُ و اطیبُ وکفّنوا فیھا موتاکم۔ نسائی شریف ۲۹۷ ۲ج

سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے آپ نے فرمایا سفید کپڑے پہنو، سفید کپڑے بہت اطہر اور اطیب ہیں۔ اس لئے کفن بھی سفید دو۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا الثیاب البیض و کفّنوا فیھا موتاکم۔ طبقات ابن سعد ۵ج ۱۷

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید کپڑے پہنو۔ اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

عن ابی قلابہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من احب ثیابکم الی اللہ البیاض فصلوا فیھا وکفنوا فیھا موتاکم۔ ایضاً

ابوقلابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سفید کپڑا زیادہ محبوب ہے۔ سفید کپڑے ہیں ہی نماز ادا کرو۔ اور اسی میں ہی اپنے مردوں کو کفن دو۔

عن سمرۃ بن جندب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانھا اطھر واطیب وکفنوا فیھا موتاکم۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔

ترمذی ج ۲ ص ۱۰۴

سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید لباس پہنو اس لئے کہ وہ بہت پاک اور بہت اچھا ہے اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا من ثیابکم البیض فانھا من خیر ثیابکم وکفنوا فیھا موتاکم وان خیر اکحالکم الاثمد یجلوا البصر وینبت الشعر۔ ابوداؤد ج ۲ ص ۲۰۷

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنو۔ اس لئے کہ وہ تمہارا بہتر لباس ہے۔ اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو اور بے شک تمہارے لئے بہتر سرمے کا سرمہ سیاہ ہے۔ آنکھ کو روشن کرتا ہے۔ اور بال اگاتا ہے۔

ان تمام احادیث سے ثابت ہوا کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس پسندیدہ ہے۔ اور یہی نوری لباس ہے تو جو شخص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ اور مقبول لباس سفید پہنے گا۔ وہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ اور مقبول ہو گا۔ ورنہ نہیں۔

شیعہ احادیث سے

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض فانہ اطیب و اطہر و کفنوا فیہ موتاکم۔ فروع کافی ج ۲ ص ۳۲

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید لباس پہنو، اس لئے کہ وہ بہت اچھا اور بہت پاک ہے۔ اور اسی میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البسوا البیاض انہ اطیب و اطہر و کفنوا فیہ موتاکم۔ فروع کافی ج ۲ ص ۳۲

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم سفید کپڑے پہنو اس لئے کہ وہ بہت اچھے اور بہت پاک ہیں۔ اور اس میں اپنے مردوں کو کفن دو۔

بہترین رنگ ہائے در جامہ سفید است و بعد ازاں زرد و بعد ازاں سبز و بعد ازاں سرخ نیم رنگ و کبود و عدسی۔ و در چند حدیث معتبر از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منقول است کہ بپوشید جامہ سفید

کہ ان نیکوتر و پاکیزہ ترین رنگ ہا و است۔ حلیۃ المتقین ص۵

کپڑے میں رنگوں سے بہترین رنگ سفید ہے۔ اور اس کے بعد زرد رنگ اور اس کے بعد سبز اور اس کے بعد نیم سرخ اور کبودی رنگ اور مسوری۔

اور کئی معتبر حدیثوں میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو، کیونکہ بہت اچھا ہے۔ اور رنگوں سے بہت پاک رنگ ہے۔

سیاہ لباس کی مذمت

از علی بن ابی طالب روایت کردہ است کہ آنجناب فرمودہ رسول خدا فرمود پنوشید لباس دشمنان مرا دنخورید طعام ہائے دشمناں مرا د نروید در راہ ہائے دشمن من پس از دشمنان من شوید چنانکہ ایشاں دشمناں من ہستند مصنف گوید لباس دشمنان لباس سیاہ است۔

(عیون الاخبار الامام رضا علیہ السلام ص۱۳۷

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو۔ اور میرے دشمنوں کا کھانا نہ کھاؤ۔ اور میرے دشمنوں کے راستوں پر نہ چلو پھر میرے دشمنوں سے ہو جاؤ گے چنانچہ یہ سب میرے دشمن ہیں۔ امام رضا علیہ السلام مصنف عیون الاخبار

فرماتے ہیں۔ کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا لباس سیاہ ہے۔

بسند معتبر از حضرت امیر المومنین منقولست کہ مپوشید جامہ سیاہ کہ آن پوشش فرعون است۔ (حلیۃ المتقین صد ۶)

معتبر سند کے ساتھ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنو کیونکہ وہ لباس فرعونی ہے۔

عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال حدثنی ابی عن جدی عن ابیہ عن امیر المومنین علیہ السلام قال فیما علّم اصحابہ لا تلبسوا السّوادَ فانّہٗ لباسُ فرعون۔ کتاب العلل والشرائع صد ۱۲۲/۱۲

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جو آپ کے اصحاب کو بتایا گیا کہ سیاہ لباس نہ پہنو اس لئے کہ یہ فرعون کا لباس ہے۔

وقال امیر المومنین علیہ السّلام فیما علّم بہ اصحابہٗ لا تلبسو السواد فانّہٗ لباسُ فرعون۔ (من لا یحضرہ الفقیہ صد ۵۱)

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا جو آپ کے احباب کو بتایا گیا کہ سیاہ لباس نہ پہنو، اس لئے کہ فرعون کا لباس ہے۔

وارد ہے کہ راوی نے پوچھا کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھوں: فرمایا کہ وہ لباس ہے اہلِ جہنم کا۔ دوسری حدیث میں ہے۔ فرمایا نہ پہنو وہ جامہ فرعون کا ہے۔ بعضوں نے مکروہ لکھا ہے۔ لیکن تین چیز عمامہ و موزہ و عبا جائز ہے۔ تحفۃ العوام صد ۲۹۱

روی الحسین بن المختار قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ایحرم الرجل فی الثوب الاسود قال لا یحرم فی الثوب الاسود ولا یکفن فیہ المیت۔

(من لا یحضرہ الفقیہ صد ۱۸۱)

حسین بن مختار نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ کیا آدمی سیاہ کپڑے میں احرام باندھ سکتا ہے۔ فرمایا کہ سیاہ کپڑے میں احرام نہیں باندھا جا سکتا۔ اور نہ ہی اس میں میت کو کفن دیا جا سکتا ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال قلت لہ اصلی فی قلنسوۃ السوداء قال لا تصل فیہا فانہا لباس اہل النار۔ کتاب العلل والشرائع صد ۲۲ جلد ۲

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا میں حضور سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھوں؟ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس میں نہ نماز پڑھ۔ اس لئے کہ سیاہ لباس دوزخیوں کا ہے۔

و در حدیث معتبر منقول است کہ شخصے از حضرت صادق پرسید کہ در کلاہ سیاہ نماز بکنم فرمود کہ در آں نماز مکن کہ لباس اہل جہنم است۔

(حلیۃ المتقین صد ۶)

معتبر حدیث میں منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور سیاہ ٹوپی سے نماز ادا کر لوں حضرت نے فرمایا کہ سیاہ ٹوپی سے نماز نہ پڑھنا۔ کیونکہ جہنمیوں کا لباس ہے۔

حدثنا محمد بن الحسن قال حدثنا محمد بن الصفار عن العباس بن معروف عن الحسین بن یزید النوفلی عن السکونی عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اوحی اللہ عزوجل الی نبی من انبیاءہ قل للمومنین لا تلبسو اللباس اعدائی

کتاب العلل والشرائع صد ۳۲۳ ج ۲

امام جعفر صادق نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں سے ایک نبی کی طرف وحی کی مومنین کو کہہ دو کہ میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنیں۔

و پوشیدن جامہ سیاہ کراہیت شدید وارد درہمہ حال مگر در عمامہ و عبا و موزہ و اگر عمامہ و عبا ہم سیاہ نباشد بہتر است۔ حلیۃ المتقین ص ۵

اور سیاہ کپڑے کا پہننا سخت کراہیت رکھتا ہے۔ تمام حالت میں مگر عمامہ اور جبہ اور موزہ اور اگر عمامہ اور جبہ بھی سیاہ نہ ہو تو بہتر ہے۔

و در حدیث دیگر وارد شدہ است کہ پوشیدن نعل سیاہ موجب خیلاؤ تکبر و ہر کہ بپوشد در روز قیامت با جباران محشور شود۔ ایضاً ص ۹

اور دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ سیاہ جوتے کا پہننا تکبر کا واجب کرنے والا ہے اور جو شخص سیاہ جوتا پہنے گا قیامت کے دن متکبروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

(ایضاً ص ۹)

و ہر کہ نعل سیاہ بپوشد ہیچک را نیابد۔ اور جو شخص سیاہ جوتے پہنتا ہے۔ اسے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔

حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص کفش (جوتے) سیاہ پہنے تو قیامت کے دن ساتھ جابروں کے محشور ہو گا۔

دوسری حدیث میں فرمایا ہے. ضعف چشم پیدا کرتا ہے۔ ذکر کو سست کرتا ہے۔ اور موجب غم واندوہ ہے۔ (تحفۃ العوام ص۲۹۱ ج۲)

وسُئِل الصادق علیہ السلام عن الصلوٰۃ فی القلنسوۃِ السوداءِ فقال لاتُصلِّ فیھا لانھا لباس اھل النار۔ (من لایحضرہ الفقیہ ص۵۱)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ سیاہ ٹوپی سے نماز جائز ہے؟ تو آپ نے فرمایا سیاہ ٹوپی پہن کر نماز نہ پڑھا کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔

قیامت کے دن سیاہ جھنڈے والوں کا حال

علم دیگر بنزد من آید از رایت اولین سیاہ تر و تیرہ تر و مثل اول جواب گویند مرا پس گویم کہ من دو چیز بزرگ درمیان شما گذاشتم چہ کردید با اینہا گویند کہ کتاب خدارا مخالفت کردیم و عترت ترا یاری نکردیم و ایشاں را کشتیم راندہ و پراگندہ کردیم پس گویم کہ دور شوید از من پس برگردند از حوض کوثر با لب تشنہ و روہائے سیاہ پس علم دیگر نبزد من آید کہ نور ازاں تابد پس من با ایشاں گویم کہ کیستید، شما گویند مائیم اہل کلمۂ توحید و پرہیزگاری و مائیم امت محمدؐ و مائیم بقیہ اہل حق کہ حامل کتاب حق تعالیٰ شدیم حلال آنرا حلال و حرام آنرا حرام دانستیم و دوست داشتیم ذریت محمدؐ را و ایشاں را یاری کردیم بہر امرے کہ خود را یاری میکردیم و در خدمت ایشاں قتال کردیم و با ہر کہ دشمنی با ایشاں میکرد مقاتلہ کردیم

پس من با ایشاں گویم کہ بشارت باد شمارا کہ منم پیغمبر شما محمدؐ و در دار دو دنیا چناں بودید کہ گفتید پس آب دہم ایشاں راز حوض کوثر و سیراب از نزد حوض کوثر برگردند جبرئیل مرا خبر داد کہ امت من فرزند من حسین را شہید خواہند کرد در کربلا لعنت خدا برکسے باد کہ او را بکشد یا او را یاری نکند تا روز قیامت پس حضرت از منبر فرود آمد (حیات القلوب ص ۳۱۵)

مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرا جھنڈا میرے پاس آئے گا پہلے جھنڈے سے زیادہ سیاہ ہوگا اور بہت، کالا ہوگا۔ اور پہلوں کی طرح مجھے جواب دیں گے پھر میں کہوں گا کہ میں تم میں دو چیزیں بزرگ چھوڑ آیا تم نے ان سے کیا برتاؤ کیا۔ وہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کی ہم نے مخالفت کی۔ اور تیری عزت کی ہم نے امداد کی۔ اور اُن کو ہم نے شہید کیا۔ اور برباد کیا۔ میں کہوں گا مجھ سے دور ہو جاؤ۔ تو وہ سیاہ رو حوض کوثر سے پیاسے چلے جائیں گے۔ پھر دوسرا جھنڈا میرے پاس آئے گا۔ اس سے نور چمکے گا۔ پھر میں جھنڈے والے کو کہوں گا۔ کہ تم کون ہو۔ کہیں گے کہ ہم کلمہ گو ہیں۔ اور شرک سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور ہم امت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حق والوں کا بقیہ ہیں۔ خداوند کی کتاب کے حامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتے رہے ہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذریت سے محبت کرتے رہے ہیں۔ اور جس کام میں اپنی امداد کرتے تھے انہی کاموں میں ان کی طرف سے ہم ان کے دشمنوں سے جنگ کرتے رہے۔ پھر میں اُن کو کہوں گا کہ تمہیں مبارک ہو کہ میں تمہارا محمدؐ پیغمبر ہوں۔

اور واقعی دنیا میں تم ایسے ہی تھے۔ جو تم کہہ رہے ہو تم میں حوض کوثر سے ان کو پانی دوں گا، اور میرے پاس حوض کوثر سے ہو کر جائیں گے۔ اور جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ میری امت میرے لڑکے حسین کو کربلا میں شہید کریں گے جس کے قاتل کو خداوند کریم لعنت کرے۔ اور جس نے ان کی مدد کی قیامت تک ان پر لعنت ہو پھر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اتر آئے۔

مذکورہ بالا احادیث ائمہ علیہم السلام سے جب ثابت ہو گیا کہ سیاہ لباس سیاہ ٹوپی و دوزخیوں کا لباس ہے۔ تو اب تم خود سوچو کہ قلیوں میں اگر کوئی شخص بھرتی ہو جائے تو اس کو قلیوں والا لباس پہننا پڑتا ہے۔ اور اگر سٹیشن ماسٹر کو امتیازی لباس پہننا پڑتا ہے اور اگر کوئی پولیس میں بھرتی ہو جائے تو اس کو فوجی لباس پہنایا جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر جنتی ہو تو اس کو جنت والا نوری سفید لباس سے ملبوس کیا جاتا ہے۔ اور اگر دوزخی ہو تو بقول ائمہ علیہم السلام تم خود سوچو کہ اس کو کون سا لباس پہنایا جائے گا۔

سیاہ لباس پہننے سے حضرت عباسؓ کی اولاد سے امامت جاتی رہی

وبھذا الاسناد عن محمد بن احمد عن علی بن ابراھیم الجعفری عن محمد بن المعاویہ باسنادہ رفعہ قال ھبط جبرئیل علیہ السلام علی رسول اللہ علیہ وآلہ وعلیہ قباءٌ اسودٌ ومنطقۃٌ فیھا خنجرٌ قال فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا جبرئیل ما ھذا الزی قال زی ولد عمک

العبّاس یا محمد ویلٌ لِولدك مِن ولد العبّاس فخرجَ النبی صلّی الله علیه وسلم الی العباس فقال یا عمّ ویلٌ لولدی من ولدك فقال یا رسول الله ؟ حب نفسی قال جفّ القلم بما فیه۔

(کتاب العلل ج ۱ ص ۱۳۳۔)

محمد بن المعاویہ نے اپنی سند کے ساتھ مرفوع بیان کیا ہے۔ اس نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ پر نازل ہوئے۔ اور ان پر سیاہ جبّہ تھا۔ اور ایک پیٹی حمائل جس میں خنجر تھا۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل یہ لباس کیسا ہے۔ اس نے کہا تیرے چچا کے لڑکے کا لباس ہے۔ یا محمد ویل ہے تیرے چچا کے لڑکے کے لئے، تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس کی طرف تشریف لائے۔ تو فرمایا اے چچا تیری اولاد سے جو میری اولاد ہے۔ اس کو ویل ہے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میری خاطر قبول فرمایئے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لکھا گیا، اب قلم خشک ہوگئی۔

حوالہ ۱۵۱۔ اہل کا معنیٰ کی تحقیق شیعہ تفسیر سے۔

دراصل مسئلہ کا اختلاف یوں ہے کہ ہم اہل سنّت ازواج مطہرات کو اہل بیت مانتے ہیں۔ لیکن شیعہ اس کا نہ صرف انکار کرتے ہیں بلکہ ازواج مطہرات کو گالی دیتے ہیں۔ ہم کتب شیعہ سے حوالے پیش کرتے ہیں۔ کہ ازواج مطہرات واقعی اہل بیت ہیں۔

(۱) تفسیر خلاصۃ المنہج ص ۸۸ (واذ غدوت) و یاد کن اے محمد کہ چوں بامداد بیروں شدی (من اھلك) از منزلِ خود کہ خانہ عائشہ بود

والماه شوال بود سه سال از ہجرت گذشتہ (واذ غدوت) اور یاد فرمایئے آپ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم کہ جب آپ باہر تشریف لے گئے (من اھلک) اپنے گھر سے جو عائشہ کا گھر تھا اور وہ شوال کا مہینہ تھا، تین سال ہجرت کے گزر چکے تھے۔

مفسر نے کان کو ہاتھ تو لگا لیا لیکن سیدھا نہیں لگایا ناظرین غور کیجئے کہ اہل سے مراد گھر والی نہیں کہ دیا۔ بلکہ اہل کے معنے گھر کے کیا اور تسلیم کر لیا۔ کہ وہ گھر حضرت عائشہ کا تھا۔ کہہ دو! نعرۂ حیدری۔۔۔ یا علی المدد! ایمان کو صحیح کرو اب تو شیعہ مفسر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گھر والی تسلیم کر لیا۔ لکھ دیا (من اھلک) خانۂ عائشہ بود سبحان اللہ! اللہ کریم سچ کو کبھی دشمن کے منہ سے بلوا دیتا ہے۔ اب میں نہیں کہہ سکتا کہ سہواً کہہ گئے ہیں۔ یا عمداً یا اتفاقاً اس کو تسلیم کرنا پڑا ہر صورت اھلک حضرت عائشہ کا گھر کہہ کر ثابت کر دیا کہ اہل بیوی پر استعمال ہوتا۔ اور یہاں ہوا آیت کریمہ کا یہ مطلب ہوا کہ یاد فرمائیں۔ حضور جب صبح کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس، حضور جب آپ صبح کے وقت باہر تشریف لائے اپنی اہلیہ (حضرت عائشہ) کے گھر سے جنگ کی جگہ پر منوانے والا منواتا ہے۔ لیکن حسد صراط مستقیم پر سیدھا نہیں آنے دیتا۔ تسلیم ضرور کرتا ہے۔

(۲) تفسیر مجمع البیان ج ۵ للطبرسی (لاهله) وهی بنت شعیب كان تزوجها بمدین

(اَھْلِہٖ) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اہل وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھی۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین میں نکاح کیا تھا۔

اس آیتہ کریمہ میں رب کریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو نقل فرمایا۔ جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ تشریف لا رہے تھے۔ ان کو خدائی نور نظر آیا تو آپ نے اپنی بیوی کو فرمایا کہ تم یہاں ٹھہرو، میں آگ کے پاس سے ہو کر آتا ہوں۔ تو اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ کو قرآن پاک میں نقل فرمایا۔ اور فرمایا وَقَالَ لِاَھْلِہٖ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل کو کہا تو اللہ تعالیٰ نے اہل کے لفظ کو بیوی پر اطلاق فرمایا تو اس کا اقرار شیعہ تفسیروں سے علامہ طبرسی نے کیا۔ جو بڑا مشہور مفسر ہے اور کہا کہ اہل سے مراد بیوی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین میں اس سے نکاح کیا، اور وہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھی۔ اگر بیٹی پر اہل کا لفظ استعمال ہوتا۔ تو اہل شعیب کہا جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی اہل فرمائی۔ جو ان کی بیوی تھی۔ ثابت ہوا کہ بیوی پر اہل کا لفظ استعمال ہوتا ہے، نہ کہ بیٹی پر۔

(۳) النمل ۱۹/۱ پ اِذْ قَالَ موسیٰ لاھلہٖ انی آنست نارا" سورۃ نمل ص رکوع ۱

تفسیر مجمع البیان ج ۲۱۱ میں ہے (اذ قال لاھلہٖ) اے امراتہ وھی بنت شعیب۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اہل کو فرمایا۔ یعنی اپنی عورت کو اور وہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھی۔

فلما قضیٰ موسیٰ الاجل وسار باھلہ انس من جانب الطور نارا
قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا
(القصص رکوع ۴)

تو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدت بھر پوری ہوئی اور وہ اپنی بیوی کو لے چلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور کی طرف سے آگ معلوم کی. حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی بیوی کو کہا تم ٹھیرو مجھے آگ معلوم ہوئی ہے

تفسیر انصافی میں ہے:۔ (سار باھلہ یا مراۃ. حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اہل کو لے چلے، یعنی اپنی بیوی کو.

امام جعفر صادق علیہ السلام کا فیصلہ کمبل کے متعلق در اصل اس سے ہم شیعوں کے ایک اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہیں ان کا سوال ہمارے اوپر یہ ہوتا ہے (تم کہتے ہو کہ سیاہ لباس فرعون کا تھا. دوزخیوں کا ہے. اور تم نے مختلف فتوی لگائے. حالانکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی سیاہ رنگ آپ کے شانوں پر رہتی تھی. اور اس کو ہی ہر وقت اوڑھتے تھے. تو حضور پر بھی فتوی لگاؤ.

جواب:۔ ہم نے سابقاً شیعہ کتب سے ثابت کیا کہ شیعہ کے اسلاف سیاہ لباس سے روکتے ہیں. اب رہا مسئلہ کمبل شریف کا تو بھی کتب شیعہ کا مطالعہ کیجئے. لیکن پہلے یہ سمجھ لیں کہ کمبل شریف نہ سیاہ تھی اور نہ ہی آپ نے اسے سردی کے لئے استعمال فرمایا. اس لئے کہ مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ وسط معدل النہار میں ہے. جہاں کسی موسم میں اتنی سردی کا امکان ہی نہیں کہ وہاں گرم اونی کمبل کی ضرورت محسوس ہو. اب بھی تم تجربہ

بِهَا القمی قال ھو النبیؐ کان یَتَزَمَّلُ بثوبہٖ وَ ینام فقال اللہ یا ایُّھَا المزمّل قُمِ اللَّیل۔

یا ایُّھَا المزمّل اس کا اصل ہے المزمّل بثیابہ جب آپ کپڑوں کو پہن لیں۔ علامہ قمی نے کہا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کپڑے پہنے ہوئے ہی سوتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے لباس سے ملبوس رات کو دربار خداوندی میں قیام فرمایئے۔

(۴) تفسیر مجمع البیان ۱۰/۳۷۷۔ (یَا ایُّھَا المزمّل) معناہ یا ایُّھَا المزمّل بثیابہ المتلفف بھا۔

یا ایُّھَا المزمّل کے معنے ہیں۔ اے اپنے کپڑوں میں ملبوس اے کپڑے پہنے والے۔

(۵) تفسیر مجمع البیان ۱۰/۳۸۴۔ (یا ایُّھَا المدثر) ای المتدثر بثیابہ اے کپڑوں میں ملبوس۔

(۶) تفسیر المنہج ۷۸۲۔ واز خدیجہ کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نقل است کہ آں مثل چادر شبے پوشیدہ نماز گزار دے پرسیدند کہ از چہ چیز بود گفت آں نہ قز بود نہ کج نہ از موئے نازک ونہ از ابریشم ونہ از پنبہ بلکہ تار او از موئے بز بود وپود آں از موئے شتر ودر اثنائے نماز شب جبرئیل آمد وایں آیۃ آورد کہ یا ایھا المزمّل اے گلیم در خود پیچیدہ حضرت خدیجہ رحمۃ اللہ علیہا سے منقول ہے کہ وہ رات کی چادر کی طرح تھی۔ اور چونکہ وہ ناتھ لمبی تھی۔ ایک نصف ہم پر ہوتی تھی اور

کر سکتے ہو۔ کہ دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں بھی وہاں پنکھے کی ضرورت ہوتی ہے۔ یا کبھی موسم بہار ہو جاتا ہے۔ فقط ایسی شدت کی سردی وہاں کہاں؟

اب مزمل کے معنی کی تحقیق تفسیر سے لیجئے

(۱) تفسیر جوامع الجامع ۵۹۵ بمہ یا ایھا المزمل فی ثیابہ المتلفف بھا ادغم التاء فی الزاء وکذالک المدثر وکان صلی اللہ علیہ وسلم یتزمل بالثیاب فی اول ما جائہ بہ جبرئیل علیہ السلام حتی انس بہ فخوطب بھٰذا۔

یا ایھا المزمل کے معنی ہیں اے ملبوس کپڑوں میں تاء کو زاء میں ادغام کیا گیا اور اسی طرح ہے مدثر اور جبرائیل علیہ السلام کے آنے سے پہلے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور کپڑے پہن لیتے حتیٰ کہ رب کریم کو آپ سے اُنس ہوا، تو آپ کو یا ایھا المزمل سے خطاب فرمایا، اے اپنے لباس کو پہننے والے۔

(۲) تفسیر قمی ۳۴۳۔ یا ایھا المزمل ھو النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ کان یتزمل بثوبہ وینام فقال یا ایھا المزمل قم اللیل۔ یا ایھا المزمل یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے، آپ اپنا کپڑا اوڑھ کر سوتے تو رب کریم نے فرمایا، یا ایھا المزمل قم اللیل

(۳) تفسیر صافی ۵۰۹۔ یا ایھا المزمل اصلہ المتزمل بثیابہ اذا تلفف

ایک نصف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوشیدہ نماز ادا فرماتے۔ لوگوں نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔

خدیجہ کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ چادر رات والی تھی۔ اور اس کی لمبائی چودہ ہاتھ تھی۔ نصف ہم اوڑھتے اور ایک نصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوڑھ کر نماز ادا فرماتے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ چادر کس چیز کی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نہ وہ ریشمی تھی۔ اور نہ وہ پشمینے کی۔ اور نہ ہی وہ سوت کی۔ بلکہ تانا بکری کے بالوں کا تھا اور بانا اونٹ کے بالوں کا۔ اور آپ اس کو رات کی نماز میں اوڑھتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:۔

(۷) قرآن مجید مترجم ترجمہ مقبول ۱۱۴۵- یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ
اے چادر لپیٹنے والے رسول۔

(۸) ترجمہ مقبول ۱۱۴۸- یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ
اے کپڑا اوڑھنے والے رسول۔

(۹) تفسیر عمدۃ البیان ج۲ ۳۶۰ - حضرت خدیجہ سے روایت ہے کہ وہ مثل چادر شب کے تھی۔ چودہ ہاتھ کی۔ کہ آدھی اوپر ہمارے ہوتی تھی۔ اور آدھی رسول خدا اوڑھتے تھے۔ اور وقت نماز شب کے جبریل آئے۔ اور یہ آیت خدا کی طرف سے لائے کہ یا ایھا المزمل۔ اے چادر میں لپٹے ہوئے۔ قم اللیل۔ اٹھ تو رات کو واسطے نماز شب کے کہ وہ نماز تہجد کی ہے۔ اور ہمیشہ اس کو پڑھا کر اور واسطے راحت اور آرام

دیئے نفس اپنے کے۔ اس کو تہ مت کر۔ اور حضرت خدیجہ سے روایت ہے کہ اول مرتبہ خدا تعالیٰ نے وحی کو بھیجنا چاہا، تو جبرئیل سے فرمایا کہ تو اپنی صورت اصلی میں محمدؐ کے پاس جا۔ جبرئیل اپنی صورت اصلی میں رسول خدا کے پاس غار حرا میں گئے۔ جس وقت رسول خدا نے جبرائیل کو اس صورت میں دیکھا کہ قد ان کا زمین سے آسمان تک تھا۔ حضرت کو وہ ہیبت اور شکل عجیب دیکھ کر خوف معلوم ہوا۔ اسی طرح ترساں اور لرزاں اپنے دولت سرا میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ چادر مجھ پر ڈال دو۔ اور جس وقت چادر اوڑھ کر آرام فرمایا تو یہ سورت نازل ہوئی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فیصلہ کمبل کے متعلق شیعہ حدیث سے

فروع کافی ج۲ ص۲۰۴ محمد بن یحییٰ عن احمد بن محمد عن القاسم بن یحییٰ عن جدہ الحسن بن راشد عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا یُلبَسُ الصّوفُ و الشّعرُ الّا من علّۃٍ۔

حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا۔ اونی کپڑا نہ پہنا جائے۔ مگر بیماری سے۔

فروع کافی ج۲ ص۲۰۴، عدۃ من اصحابنا عن سہل بن زیاد عن محمد بن یزید

عن عبد اللہ ابن عبد الرحمن عن شعیب عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام عن امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہما قال البسوا الثیاب من القطن فانہ لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ ولباسنا ولم یکن یلبس الصوف والشعر الا من علۃ۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوتی کپڑے پہنو، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس سوتی تھا۔ اور ہمارا لباس بھی سوتی ہے۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونی لباس سوائے بیماری کے استعمال نہیں فرمائے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی فیصلہ ہو گیا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونی لباس سوائے بیماری کے استعمال فرمایا ہی نہیں۔ اور نہ کسی اور نے اصل بیت سے اونی کپڑا استعمال فرمایا۔ بلکہ فیصلہ صادر فرما دیا کہ سوتی کپڑا سنت ہے۔ اور یہی مساوات کی علامت ہے۔ اونی کمبل کا قصہ ہی ختم ہو گیا۔

حوالہ ۵۳۔ آپ کے بستر کی چادر حضرمی تھے۔

(۱) ابن شہر آشوب ص۹۹ ج۱ میں ہے۔ قال فارقد فراشی واشتمل بردی الحضرمی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میرے بستر پہ سو جا اور میری حضرمی چادر اوڑھ لے۔

(۲) حیات القلوب صفحہ ۳۴۸/۲۲ میں ہے

پس بعزاسش بخواب و مرد حضرمی مرا بر روئے خود بیندازد۔ اس کا ترجمہ اوپر عربی ترجمہ کے مطابق ہے۔ یہ خطاب حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہجرت کی شب روانگی کے وقت فرمایا۔ اس سے بھی ہمارا مقصد وہی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی کمبل کالی کا مسئلہ بے ڈھنگا سا ہے۔ ورنہ حضور علیہ السلام کی چادر مبارک حضرمی تھی، جو نہ کالی تھی اور نہ ہی اونی۔

حوالہ ۵۴ تا ۶۰ کی تفصیل۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہما کا ذکر خیر ہے اور دیگر ازواج مطہرات کا بھی اسی لئے فقیر نے مجموعی طور پر اس کے متعلق چند ضروری باتیں عرض کر دی ہیں۔ اگر تفصیل دیکھنی ہے تو فقیر کی کتاب۔ "ردالزندیق عن مطاعن الصدیق" کا مطالعہ کریں۔ اس میں سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مطاعن کے جوابات کے ساتھ ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ پر اعتراضات شیعہ و وہابیہ و دیوبندیہ دیئے گئے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کا نکاح

قد رائی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی المنام فی سرقۃٍ من حریرٍ فتوفیت خدیجہ" فقال ان یکن ھذا من عند اللہ یمضہ و

فتزوجها بعد موت خدیجۃ بثلاث سنین ۰ صفحہ ۲۲ ج ۲۔

مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں ملاحظہ فرمایا ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ تو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر یہ خداوند کریم کی طرف سے ہے تو ہو کر رہے گا۔ آپ نے حضرت خدیجہ کے وصال کے تین سال بعد حضرت عائشہ صدیقہ سے نکاح کیا۔

عن عائشۃ انہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُریتک فی المنام ثلاث لیال جاءنی بک الملک فی سرقۃ من حریر یقول ہذہ امرأتک فاکشف عن وجہک فاذا انت ہی فاقول ان یک ہذا من عند اللہ یمضہ ۔ صفحہ ۸۵ ج ۲

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں نے تمہیں خواب میں تین رات دیکھا۔ میرے پاس فرشتہ آیا۔ تجھے ریشمی کپڑے میں لپیٹا ہوا کہتا تھا۔ یہ آپ کی بیوی ہے۔ تو میں نے تیرے منہ سے کھولا تو اس وقت تو یہی ہے تو میں نے کہا اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو اس کو اللہ ضرور کر دے گا۔

عن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُریتک فی المنام مرتین اُریت بک فی خرقۃ حریر فاکشفہا فاذا ہی انت قال فیقال ہذہ امرأتک قال فاقول ان کان ہذا من عند اللہ یمضہ ۔ طبقات ابن سعد صفحہ ۶۷ ج ۸۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ میں نے تجھے خواب میں دو دفعہ دیکھا۔ ریشمی ٹکڑے میں لپٹی ہوئی تو میرے پاس لائی گئی۔ تو میں نے اس کو کھولا تو اچانک وہ تو تھی۔ فرمایا تو کہا گیا کہ یہ تیری عورت ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے کہا اگر یہ اللہ کی ذات سے ہے کرے گا اس کو۔

عن عائشۃ اَنَّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا اریتک فی المنام مرتین اریٰ انکِ فی خرقۃٍ من حریرٍ ویقولُ ھذہٖ امرأتک فاکشف عنھا فاذا ھی انتِ فاقولُ ان کان ھٰذا من عند اللہ یمضہٖ

(البدایہ والنہایہ صـ ۱۳۰ ج ۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائشہ تو مجھے خواب میں دو دفعہ دکھائی گئی۔ میں نے خواب میں تجھے ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی دیکھا اور کہا تھا کہ یہ تیری ہے۔ میں نے اس سے پردہ اُٹھایا تو تو تھی۔ تو میں نے کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے صحیح ہے۔ تو اُس کو کر دے گا۔

فکانت عائشۃ وُلِدَتْ السنۃَ الرابعۃُ من النبوۃِ فی اوّلھا وتزوجھا رسول اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم فی السنۃِ العاشرۃ فی شوالٍ وھی یومئذٍ بنتُ ستَّ سنین وتزوجھا بعد سودۃ لبشھرٍ۔ طبقات ابن سعد صـ ۷۶ ج ۸۔

نبوّت کے سنہ ۴ کے اوّل میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے سنہ ۱۰ میں بماہ شوال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے نکاح کیا۔ اس وقت حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چھ برس کی تھی۔ اور اُس کے ایک ماہ بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے آپ نے نکاح کیا۔

(ف) جس کے سر میں دماغ اور اس کے دماغ میں عقلِ سلیم ہے۔ وہ سوچے کہ خواب میں جو بات نبوت سے متعلق ہوتی ہے وہ کہاں سے ہوتی ہے۔ اہلِ حق کو یقین ہے کہ وہ منجانب اللہ ہوتی ہے۔ اب خود سوچیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ اللہ تعالےٰ کے ہاں کتنا بلند ہے کہ اُن کا نکاح خود اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے متعین فرمایا۔

مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ

عائشۃ بنت ابی بکر وُلدت بعد المبعث باربع سنین او خمسٍ فقد ثبت فی الصحیح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجھا وھی بنت ست ودخل بھا وھی بنت تسع وتزوجھا

بَعْدُ مَوْتِ خَدِیْجَۃَ قَبْلَ ثَلَاثِ سِنِیْنَ (اصابۃ ج ۸ ص ۱۳۹)

حضرت عائشہ صدیقہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی، مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے چار یا پانچ سال بعد پیدا ہوئی۔ تو ضرور ثابت ہوا صحیح حدیث میں مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا۔ اُس وقت حضرت عائشہ کی عمر چھ سال تھی۔ اور شادی کے وقت آپ کی عمر نو سال تھی، حضرت خدیجہ کے وصال کے تین سال بعد آپ نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا۔

بی بی عائشہ رضؓ اعلم النسا تھیں

وَقَالَ الزُّهْرِی لَوْ جُمِعَ عِلْمُ عَائِشَۃَ اِلٰی عِلْمِ جَمِیْعِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَعِلْمِ جَمِیْعِ النِّسَاءِ لَکَانَ عِلْمُ عَائِشَۃَ اَفْضَلُ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُؤْذُوْنِیْ فِیْ عَائِشَۃَ فَاِنَّہٗ وَاللّٰہِ مَا نَزَلَ عَلَیَّ الْوَحْیُ وَ اَنَا فِیْ لِحَافِ امْرَأَۃٍ مِنْکُنَّ غَیْرَھَا۔ (اصابہ ج ۸ ص ۱۳۹ و الاستیعاب ج ۴ ص ۴۴)

اور زہری نے کہا اگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم جمع کیا جائے۔ تمام امہات المومنین اور تمام عورتوں کا علم تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا علم زیادہ ہوگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق مجھے تم تکلیف نہ دینا۔ اس لئے کہ خدا

کی قسم تم عورتوں سے کسی عورت کے لحاف میں میں ہوتا تو وحی نازل نہیں ہوئی سوائے عائشہ کے۔

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل

عن عائشۃ قالت فُضِّلتُ علیٰ نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعشرٍ قیل ما ھنّ یا امّ المؤمنین؟ قالت لم یکن اَحَدٌ غیری ولم ینکح امرأۃً ابواھا مھاجران غیری و انزل اللہ عزّ وجلّ براءتی من السماء وجاء جبریل بصورتی من السماء فی حریرۃٍ وقال تزوّجھا فانّھا امرأتک فکنت انا وھو من اناءٍ واحدٍ ولم یکن یصنع ذالک باحدٍ من نسائہ غیری وکان یصلّی وانا معترضۃ بین یدیہ ولم یکن یفعل ذالک باحدٍ من نسائہ غیری وکان ینزل علیہ الوحی وھو معی ولم یکن ینزل علیہ وھو مع احدٍ من نسائہ غیری وقبض اللہ نفسہ وھو بین سحری ونحری ومات فی اللیلۃ التی کان یدور علیّ فیھا ودفن فی بیتی۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۶۳)

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں پر دس فضیلتیں زائد دی گئی ہوں۔ کہا گیا کہ اے ام المومنین وہ کون کون سی ہیں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ (۱) کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سوا کسی کنواری سے نکاح نہیں کیا۔ (۲) میرے ماں باپ دونوں مہاجرین ہیں۔ اور کسی کے نہیں (۳) اللہ تعالیٰ نے میری برائت قرآن میں نازل فرمائی۔ (۴) حضرت جبرئیل علیہ السلام میری صورت کے ساتھ آسمانوں سے نازل ہوئے ریشمی لباس میں، اور فرمایا کہ حضور یہ آپ کی عورت ہے۔ اس سے نکاح کر لیجئے۔ (۵) میں اور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل کیا کرتے تھے۔ (۶) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میں ہی لیٹی ہوئی تھی اور آپ نماز پڑھتے۔ یہ میرے سوا اور کسی سے آپ ایسا نہ کرتے۔ (۷) مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی اور میرے ساتھ ہوتے، میرے سوا اور کسی بیوی کے ساتھ آپ لیٹے ہوتے۔ تو جبرئیل علیہ السلام کبھی وحی لے کر نازل نہ ہوتا۔ (۸) مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ اس وقت آپ میرے سینے پہ تھے۔ (۹) جس رات آپ کا وصال ہوا، اس رات میری باری تھی۔ اور آپ میرے پاس تشریف فرما تھے۔ (۱۰) میرے مکان میں جہاں آپ میرے پاس تمام عمر شب باشی فرماتے رہے۔ اسی مکان میں آپ مدفون ہیں۔ یہ شان اور کسی آپ کی بیوی کے مکان کو حاصل نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

صائمۃ الدھر تھیں

اَنَّ عائشۃَ کانتْ تَصُوْمُ الدَّھرَ۔ (طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۶۸)

بے شک حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمیشہ روزہ رکھتی تھیں۔

(ف) یہ ایک ایسی نیکی تھی کہ بڑے سے بڑا عابد بھی نفس کو پامال کر کے بڑی مشکل سے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور آج اگر ایسا کوئی نیک مل جاتے تو عوام کی عقیدت کا عالم کچھ اور ہوتا ہے۔ مخالف کو عیب جینی کے سوا اور کچھ نصیب نہیں۔

عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت

عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ ان معاویۃ بن ابی سفیان بعث الی عائشۃ رضی اللہ عنہا بمائۃ الفٍ فقسمتھا حتیّ لم یترک منھا شیئاً فقالت بریرۃ انتِ صائمۃ فھلّا ابتعتِ لنا بدرھم لحماً فقالت عائشۃ لو انی ذکرتِ لفعلتُ۔ (مستدرک جلد ۴ صفحہ ۱۳)

معاویہ بن ابو سفیان نے حضرت عائشہ کو ایک لاکھ روپیہ بھیجا، تو حضرت عائشہ نے تمام تقسیم کر دیئے اپنے پاس کچھ نہ چھوڑا۔ بریرہ نے کہا،

آپ روزہ دار تھیں۔ گوشت کے لئے درہم تو بچا لیتے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر تو مجھے یاد دلاتی تو میں بچا لیتی۔

عَن عمر بن العاص سَمِعَهٗ يَقُولُ قُلتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیکَ قَالَ عائشۃ قُلتُ مِنَ الرِّجَال قَالَ اَبُوهَا - الاستیعاب جلد ۲ ص ۷۴۴

عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے سنا کہ فرماتے تھے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا۔ کہ حضور آپ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون ہے۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ میں نے کہا کہ آدمیوں سے کون مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عائشہ کا باپ۔

(فضائل از کتبِ شیعہ)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جنگِ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق

قَالَ عَلِیُّ ابنُ ابی طالب. اَتَسُبُّونَ اُمَّکُم عائشۃ ثُمَّ تَستَحِلُّونَ مِنهَا مَا یَستَحِلُّ مِن غَیرِهَا فَلَئِن فَعَلتُم لَقَد کَفَرتُم وَهِیَ اُمُّکُم وان قُلتُم لَیسَت بِاُمِّنَا فقد کَذَّبتُم لقولہ وَاَزوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُم۔
(ابن شہر آشوب جلد ۲ ص ۱۴)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کیا تم اپنی والدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو گالیاں دیتے ہو پھر اُن کے متعلق ایسی بکواس بکتے ہو جو عامی عورتوں کے متعلق کیئے جاتے ہیں۔ پھر اگر تم نے ایسے کیا تو ضرور تم نے کفر کیا۔ اور وہ تمہاری والدہ ہیں۔ اور اگر تم کہو کہ ہماری ماں نہیں تو ضرور تم نے جھوٹ بولا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ایمانداروں کی مائیں ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ جو آپ نے جنگ جمل کے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر فیصلہ فرمایا، وہ فقیر نے شیعہ کی معتبر کتاب سے دکھا دیا۔ اب اولا ائمہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جس کو منظور ہو وہ اُن پر ایمان لائے۔ اور اُن کے کہنے پر عمل کرے اُن کا متبع کہلائے۔ ورنہ اُن کے فرمان کے خلاف کرنے والا اُن کا متبع نہیں کہلا سکتا۔ شیعہ پارٹی کا ہر بہتان بے نظیر اور بے مثال ہوتا ہے۔ بالخصوص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تو ایسے افتراء باندھتے ہیں جن سے خود ابلیس بھی پناہ مانگتا ہے۔ پھر خاص طور پر ام المومنین محبوبۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تو سوچ سمجھکر اتہام لگاتے ہیں۔

بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق کہتے ہیں کہ انھیں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قتل کر کے یا زہر دے کر ایسے ہی بلا کفن دفن کسی گڑھے میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی۔

توبہ۔ استغفر اللہ۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

فقیر ان کے اس غلط افتراء کو یہاں پر صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتا ہے۔ اس کی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "رد الزندیق عن مطاعن الصدیق" میں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال اور تاریخ اور نماز جنازہ

اخبرنا محمد بن عمر عن عبید اللہ بن عروۃ عن عثمان بن عروۃ عن ابیہ قال توفیت عائشۃ لیلۃ الثلاثاء لتسع عشرۃ خلت من شہر رمضان سنۃ ثمان و خمسین وصلی علیہا ابو ہریرۃ۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۸۰)

حضرت عروہ سے روایت ہے۔ فرمایا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال ہوا۔ منگل کی رات انیسویں رمضان شریف کی ۵۸ھ اور حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا۔

اخبرنا محمد بن عمر عن عبید اللہ بن عروۃ عن عیسیٰ بن معمر عن عباد بن عبد اللہ بن زبیر قال مددنا علی قبر عائشۃ ثوباً وحملنا جریداً فیہ خرق و دفناہا لیلاً بعد الوتر فی شہر

رمضان - (طبقات ابن سعد جلد ۸ ص ۸۰)

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر پہ کپڑا بچھایا اور قبر پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے سبزی کے بھی رکھے۔ اور رات کو ہی ہم نے دفن کیا۔ وتر کے بعد رمضان شریف ہیں۔

حوالہ ۶۳ تا ۶۸ لفظ اہل بیت کی تحقیق کے متعلق ہے۔

بارہا فقیر نے رسالہ ہذا میں عرض کیا ہے ہم اہلسنت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بھی اہل بیت مانتے ہیں۔ اور اولاد امجاد کو بھی بخلاف شیعہ کے کہ وہ صرف اولاد کو وہ بھی چند مخصوص حضرات کو ورنہ ازواج مطہرات کو اور اولاد فاطمہ کے بے شمار افراد کو کذاب۔ غدار۔ کافر۔ بے دین و دیگر گندے القاب سے نوازتے ہیں۔ ہم اس کے متعلق بہت کچھ لکھ آئے ہیں۔ ان حوالہ جات کی مطابقت میں چند حوالے حاضر ہیں۔

اہل بیت کی تحقیق شیعہ تفاسیر سے

القصص ۲۰ - هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ

کے ماتحت لکھا ہے۔

تفسیر المنہج ۹۳ھ - گفتند بہ دو او را ببا ور کلثوم مادر را بیاورد۔

انہوں نے کہا۔ جا اور اپنی اہلِ بیت کو لا کہ وہ اپنی والدہ ام کلثوم کو لے آئی

اس آیت میں اُمِ کلثوم نے حضرت موسٰی علیہ السلام کی والدہ کو اہلِ بیت کہا کہا۔ جس سے ثابت ہوا کہ گھر کی عورت اہلِ بیت میں شامل ہے۔

سورۃ ہود۔ ما تحت عَلَیۡکُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ۔

تفسیر المنہج ص۲۶۶۔ میں لکھا ہے کہ در مجمع آوردہ کہ اینکہ سارہ را از اہل بیت ابراہیم گردانید دلالت نمیکند کہ زوجہ مرد از اہل او باشد چہ سارہ دختر عم ابراہیم بود بجہت این او را اہل بیت شمرد۔

مجمع البیان میں مذکور ہے کہ اس آیت قرآنی عَلَیۡکُمۡ اَهۡلَ الۡبَیۡتِ سے حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو ربّ کریم نے اہل بیت سے بیوی مراد لیا ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آدمی کی بیوی اُس کے اہل سے ہوتی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ سارہ ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی لڑکی تھی۔ اس لئے اہلِ بیت سے ربّ کریم نے شمار کی۔

سبحان اللہ شیعہ مفسّر اس تفسیر سے اپنے اِنصاف کا اظہار کر رہا ہے۔ کلامِ الٰہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی اہل بیت سے تعبیر فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

چچا کی لڑکی تھی۔ اس لئے اہلِ بیت خطاب سے مخاطب ہوئی۔ لیکن اتنا نہیں سوچا کہ کوئی پڑھنے والا اس کو تعصب سمجھے گا۔ یا انصاف کہ چچا کی لڑکی اہلِ بیت میں شامل ہے۔ اپنی بیوی اہلِ بیت سے خارج ہے حالانکہ چچا خود اہلِ بیت میں شامل نہیں۔ اس کی اولاد کیسے اہل بیت ہو سکتی ہے۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب اور اس کی اولاد

اہلِ بیت میں شامل ہے۔ قبل از دعوی نبوت، مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادیاں اپنے چچا کے لڑکوں عتبہ اور عتیبہ کو دیں۔ تو تم مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہو گئے۔ کہ انھوں نے اپنے چچا کے لڑکوں کو اپنی لڑکیاں کیوں دیں۔ لیکن جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو قرآن کریم میں اہلِ بیت سے خطاب ہوا تو میرا یار فوراً پلٹا کہ بیوی کی حیثیت سے اہل بیت سے خطاب نہیں ہوا۔ بلکہ چچا کی لڑکی تھی۔

شیعہ پارٹی سے سوال

اب خدا لگتی بات کرنا جب شیعہ مفسر نے چچا کی اولاد کو اہل بیت میں شامل کیا تو چچا بطریق اولیٰ اہل بیت میں شامل ہوا تو بقول تمہارے ابولہب اور اس کی اولاد عتبہ عتیبہ وغیرہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولاد اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کی اولاد بھی اہل بیت میں شامل ہو گئی۔ تم نے تو بیویوں کو خارج کرنے کی کوشش کی۔ لیکن رب کریم نے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو اہلِ بیت میں شامل فرمایا ہے۔ اور اُن کو اہل بیت سے خطاب فرمایا۔ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی اہلِ بیت سے خطاب فرمایا۔ لیکن شیعہ نے مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج سے مخالفت کر کے اپنے خیال میں اہلِ بیت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے نکال بیٹھے۔ لیکن شیعہ

مفسر نے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خارج کر کے ابولہب اور اس کی اولاد کو اہلِ بیت میں شمار کر لیا۔ فیصلہ اے شیعو تم ابولہب اور اس کی اولاد کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات یقین کر لو۔ ہم ان کو اہلِ بیت میں سمجھنے کو تیار نہیں۔ ہمارے نزدیک مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کو رب کریم نے اہلِ بیت میں شامل فرمایا۔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر اُفرما کر بہترین اہلِ بیت فرمایا۔ ہم ان کو اہلِ بیت سمجھتے ہیں۔ یہ تو اپنی اپنی پسند ہے۔ کسی نے اپنے بڑے کے شامل کردہ چچا کی اولاد کو تسلیم کر لیا۔ کسی نے خداوند کریم اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمار کردہ ازواج مطہرات داخل کردہ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت حسن وحسین، حضرت فاطمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اہلِ بیت سمجھا لیا۔

شیعہ تاریخ سے اہل اور آل کی تحقیق

وَقِيلَ اٰلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ فَاِنْ قِيلَ مَا الفرقُ بين الآل و الاَهلِ قُلتُ هُمَا سَوٰ لِاَنِ الْهَمزَةَ فِي اٰلِ مُبْدَلَةٌ مِن لهاءِ فِي اَهلٍ ثُمَّ لَيسَت كَمَا قِيلَ هَيَالَ وَاِيَاكَ وَاٰلُ فِرعَونَ مَنْ كَانَ عَلٰى دِينِهٖ وَمَذهَبِهٖ قَالَ تَعَالٰى وَاَغرَقنَا اٰلَ فِرعَونَ۔

کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صد ۱۴

ترجمہ:۔ اور بعض نے کہا ہے کہ ہر متقی آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے
پھر اگر کہا جائے آل اور اہل کا فرق کیا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ وہ دونوں
ہمزہ آل میں ھا ؤ سے بدلہ گیا ہے۔ پھر نرم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے
ھیاك وَایاكَ اور آل فرعون جو شخص اس کے دین اور مذہب پر تھا۔
جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَاَغرقنا آلَ فرعونَ اور ہم نے آل
فرعون کو غرق کیا۔ یعنی فرعون کے دین اور مذہب والوں کو غرق کیا۔

لَابُدَّ اَنْ یُعْلَمَ اَنَّ نِزَاعَ الخاصۃِ مَعَ العامۃِ اَلْعَمْیَا لَیْسَ فِی صِدْقِ اَھْلَ البیتِ
لُغۃً دعونا علی النساءِ وغیرِھا لِاَنَّ اَھْلَ البیتِ فی اللغتِ سکانہ
بَلْ فی المرادِ واستدلَّ الجمھورُ علی اَنَّ المُرادَ مِنَ الاٰیۃِ ازواجَ
النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ للرّوایۃِ والدرایۃِ۔ (در یخیفہ ۱۵۶)

ضروری ہے کہ نزاع خاصہ کا عامہ کے ساتھ معلوم کیا جائے۔ باعتبار
عرف اور لغت کے اہل بیت کا لفظ لغۃً اور عرفاً عورتوں وغیرہ
پر صادق آتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اہل بیت لغۃً میں بیت یعنی گھر کے
رہنے والوں کو کہا جاتا ہے بلکہ مراد بھی یہی ہے۔ اور جمہور نے استدلال
کیا ہے۔ کہ مراد آیۃ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج ہیں سیاق
وسباق کلام کے موافق حالانکہ یہ روایت، اور سمجھ کے خلاف ہے۔

اہل بیت شیعہ احادیث سے

سلمانُ رَجُلٌ مِنّا اَھلَ البیتِ (تصیانوالدرجات صہ ۱۷۰)

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے

عن ابی عبداللہ علیہ السلام ..... وَاِنَّمَا صَارَ سَلمانُ مِنَ العُلَمَاءِ لِاَنَّہٗ امرءٌ مِنَّا اَھلِ البیتِ (اصول کافی صہ ۲۵۴)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور کوئی بات نہیں۔ سلمان علماء سے بن گیا۔ کیونکہ ہمارے اہل بیت سے ایک آدمی ہے۔

ثابت ہُوا کہ حضرتُ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پیارے محبوب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیت میں شامل فرما لیا۔ یہ آپ کے مختار کل ہونے کا ثبوت ہے۔ کہ جس کو چاہیں اپنے اہل بیت میں شامل فرمالیں۔ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی یہی فتویٰ دیا۔

اطلاق لفظ اہل بیوی پر

فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا اَتیٰ اَھلَہٗ بِقلبٍ ساکنٍ وعُروقٍ ھادیۃٍ وبدنٍ غیرِ مضطربٍ اَسکَنَت تِلکَ النُطفَۃُ فی تِلکَ الرَّحِمِ۔

(کتاب العلل الشرائع جلد ۱ صہ ۳۳)

تو بے شک آدمی جب اپنے اہل یعنی بیوی کے پاس سکون قلب سے آئے، اور پٹھے درست ہوں اور بدن میں اضطراب نہ ہو یہ نطفہ اس رحم نہ ٹھہر جائے گا۔

روی المفضل بن عمر عن ثابت الثمالی عن حیابۃ ابو البید رضی اللہ عنہا قالت سَمِعتُ مولایٰ امیرُ المومنین یقولُ انا اھل البیت لا نشربُ المُسکرَ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ صـ۴۶)

حیابۃ سے روایت ہے کہ میں نے سُنا اپنے مولائی امیر المومنین علیہ السلام سے فرماتے تھے کہ ہم اہل بیت نشے والی چیز نہیں پیتے۔ تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے یہاں اہلِ بیت سے مرد عورتیں مراد لی ہیں۔ عورتوں کو خارج نہیں فرمایا۔

تحقیق اِل شیعہ حدیث سے

قَالَ ابُو جعفرٍ عِندَنا الِ محمّد نادرٍ من الباب وھُوَ متھانَ العُلماءَ۔ ھمرالُ محمّدٍ (لصبائر الدرجات صـ۳)

حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آلِ محمدؐ ہمارے نزدیک، نادر الباب ہے، اور اسی سے ہے کہ علماء وہی آلِ محمدؐ ہیں۔

اب تو فیصلہ تم پر ہے۔ حدیث تمہارے حضرت امام باقر علیہ السلام کا فیصلہ ہے کہ علماء دین بھی ال محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم من یعقوبؑ بن اسحٰقؑ بن ابراھیم خلیل اللہ

عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی عزیزِ آلِ فرعون ۔ (کتاب الامال للطوسی ص۲۹۱)

حضرت یعقوب علیہ السلام عزیز آل فرعون کی طرف خط روانہ کرتے ہیں،

اس دوسرے حوالے سے بھی معلوم ہوا کہ آل تابعدار کو کہا جاتا ہے۔

تحقیق اہل بیت ترجمہ القرآن محشی شیعہ سے

ماریہ قبطیہ کو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ بیت کو فرمایا۔

خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت سے بدی اور بد نامی کو دُور رکھا۔

(حاشیہ ترجمہ مقبول ص۲۹۸)

معتبر شیعہ مفسر نے تسلیم کر لیا ہے کہ اہلِ بیت بیوی پر اطلاق ہوتا ہے۔ محدثین اور مفسرین امامیہ نے خدائی آیتوں کو تسلیم کرتے ہوئے لکھ دیا کہ اہلِ بیت گھر کی زوجہ پر اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن تعصب وضد بڑی بُری بلا ہے۔ جو مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو رب کریم نے قرآن کریم میں اہلِ بیت سے خطاب فرمایا۔ لیکن تعصب وضد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اہلِ بیت تسلیم کرنے نہیں دیتا۔ اولاد کو اہلِ بیت تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور اولاد کی اماں کو اہلِ بیت سے خارج کیا جاتا ہے بھئی یہ شیعہ کی نئی منطق ہوگی۔ یا کوئی نئی بولی ہوگی۔ عربی زبان نہیں۔

۳۰ ذیقعد ۱۳۹۶ھ
قبل اذان صلوٰۃ العشاء
شب منگل

محمد یعقوب